

شہنشاہ نامہ اسلام

عیش بدایونی



مغازی رسول

۵۴ ہجری ۱۳

معروف

رشد احمد رضا بہ صد سحر حسین حسین

شہنشاہ نامہ اسلام

من تصنیف جناب مولوی مجتہد الدین احمد صاحب عیش بدایونی آل رسولی
از ارشد تلامذہ امیر الشعرا حضرت امیر مینائی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ

بہ اہتمام
خان صاحب قاضی محمد لطافت حسین ہاشمی پرنٹر
در مطبع ہاشمی پرنس بدایون طبع گردید

دکانت منزل حسین

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ الْفَدْرَ حَسَنَةً وَجَمَالاً

کہ شورِ لعشش رفتہ ز محطہا بہ محطہا
 فقیر بیکرہ ہوں میں خدا کر نام و کسائی
 یہ دنیا ہو یہ میخانہ ہو یہ باوہ ہو اور تو ہو
 تجھے وہ نیشہ محو کوہ مینا و عروہ ساغر و
 مرا ساغر اگر بھرنا تو خم کو قبلہ رُو کر کے
 تری خیرات کی ہو یا خدا کے نام کی سائی
 جے پھر رنگ تیری پاس مینا و گلانی ہو
 کہ گر کر پاؤں پر تیرے اٹھاؤں ہاتھ دنیا سے
 پلانے والا ایسا ہو تو پینے والا ایسا ہو

اَلَا يَا اَيُّهَا السَّاقِي اَدْرِكَا سَاقِيَا
 خدا رکھے تیرا میخانہ کوئی جام و کسائی
 چھلکتا آج میرے ہاتھ میں اک جام خوشبو ہو
 جو میرے ہوش اڑا دے ست کر دی بجز کر کے
 خیالِ تنہا دی ساقی پیو گائیں وضو کر کے
 نہیں کچھ خیر ہیں جو وہ محو کس کام کی سائی
 لئے ہو ہاتھ میں جام زمر و جو شرابی ہو
 مجھے آج ایسا بچو و کر شراب روح افزا
 جہاں میں مجھ کو نہج کو دیکھ کر یہ شور برپا ہو

دعائیں کرتے خوش تیرا می آشاں ہو جائے
 وہ مری ہو جو مری بہار نئی غم کو شفا بخشے
 وہ مری دے آرزو رکھیں ہمیں اور ولی حبیبی
 وہ مری جو یادہ تسنیم سے اونچی ہے پائے ہیں
 وہ مری جو گلشن جنت کے ماموروں کے پہنچی ہو
 وہ مری جو عرش سے بھی گئی تہطیر و ابوں کو
 وہ مری دے جو جواں جھکوناد مری ہمد پیری
 بکھے جس کے پیاس اور دور میری سرگرائی ہو
 مرے پینے کو ساقی آج تو ایسی شراب آئے
 ارادہ میرا ہی ساقی آج اس کے پینے کا
 تمنا ہے مری دل میں چیرت بھی باقی ہو
 نہالوں میں زیادہ ایسی ہو اور بے حساب
 پریشان خاطر و آرزو وہ بیکار کیوں ہوتا

جو بیٹھے صبح سے پینے کو ساقی شام ہو جائے
 وہ مری جو سرمد و منصور نے پی تھی خدائے بخشے
 وہ مری دے نوح کڑیٹان میں کشتی چلی حبیبی
 وہ مری ہی باغ جنت جسکے میخانے کو سائیں
 وہ مری رضواں جسے لایا ہو جو حوروں کے پہنچی ہو
 وہ مری درکار ہی مٹی ہی جو تقدیر والوں کو
 وہ مری دے باونٹا ہی یہ کر دل جس سے فقیری ہو
 جو ایسی ہو کہ مری کی ہو اور پانی کا پانی ہو
 کہ میرے سامنے پھر حالت عہد شباب آئے
 ہی جس میں لطف مری کا مزہ جہیں ہی چھنے کا
 کہ مری بخدا کی ہو اور مارہر کا ساقی ہو
 بھگو دے جھک کشتی سے اٹھے صبح شراب ایسی
 پرانا تھا ترا میخو ار پھر میں خواہ کیوں ہوتا

بس چاہتا ہوں ساقی غیبی لی آج جی بھر کے
مجھے حالِ ولادت اب شہ والا کا لکھنا ہی

رہے خوش تو دُور غیب پی لی آج جی بھر کے
ہمت و کام پیر سائے اور وقت تھوڑا ہی

حال ولادت

یہ ذکر پاک آیا ہی روایات صحیحہ میں
کیا نور نبی پیدا نہائے حضرت آدم
تکلم پر وہ خلوت سے آیا نرم کثرت میں
پھر ان دونوں کو حبت سے سرفراز بن بھیجا
تو ان سے سلسلہ اولاد کا فرما دیا جاری
کہ صبحِ شام ہوں دولت کیا اور وہ پسر پیدا
کہ آئے شام والوں کے نکاحوں میں سحر والے
انھیں پیغمبری بخشی گئی درگاہ مولا سے
کہ پشتِ شمشیت میں آدم سے وہ نور ہیں آیا

بیان ان مضامین کا احادیث شریفہ میں
ہوئی اللہ کو منظور جب پریش عالم
تلا وہ نور آدم کو اور آدم آئے حبت میں
وہیں پھر پہلوی آدم سے خواگیائیں پیدا
یہ چاہا پھر کہ ہو آبادی دنیا کی تباری
کہا قرت سے اپنی انہیں پھر یہ بھی اثر پیدا
ہوئی اولاد کی کثرت بڑھی پھر ان کے گھروالے
ہوئے پیدا جنابِ شمشیت نہا بطنِ خواگی
قرباب اور بھی وقتِ ظہور شاہ دیں آیا

نکھر اُن سے بطن ہجرہ میں جلوہ فرمایا
 دیا خالق نے امیل سا نورِ نظر اُن کو
 دکھانا شانِ حقِ تاپشتِ عبدِ مطلب آیا
 بڑے ناؤی بڑے حاکم ہوئے اپنے زمانے کی
 پھر اُس کے بطنِ آمنہ میں جلوہ فرمایا
 ہو اچھہ اور ہی چلنے لگی پھر تو زمانے میں
 بنی کے خیر مقدم کے لئے دورِ سعید آیا
 بخیریتِ بیحِ اوئیں کی بارہویں آئی

وہاں سے چمکے ابراہیم تک نورِ پاک آیا
 ہوئیں وہ شاوِ خورم چاندِ ساجدِ پسرِ نکو
 مٹا تا رمِ عصیاں کا ری وہو وحب آیا
 ہوئے چرچے جہاں میں انعام اور گھڑائی کے
 وہ نور نے پھر اُن کیٹے عبد اللہ میں آیا
 ہوئی یکلخت نبی جہاں کا رخائیں
 پرانے قاعدے مٹنے لگے عہدِ جدید آیا
 غرض تبارِ شریفِ آوری شاہِ دیں آئی

بہار

بہار آئی بہار آئی بہار آئی بہار آئی
 بد لکڑ بھیس گویا رحمت پروردگار آئی
 با لفاظ و گرجنت اُتر آئی تھی دنیا میں

جہاں کے گوشے گوشے میں صبا جا کر پکار آئی
 بہار آئی زمانہ بھر میں اور ایسی بہار آئی
 بہارِ تازہ کی کیا جلوہ فرمائی تھی دنیا میں

نگہ اپنے ٹہرنے کی جو شاخوں پر نہ پاتے تھے
 کہیں تہ تیغ تھیں شاخیں اور کہیں شمشاد اکڑاتی تھیں
 رد اس سر شجر کے دوش پر شبنم کی آبی تھی
 کہوں کیا رنگ رحمت عجیب نقشہ جایا تھا
 جاہر جاؤ اور ہر وقت لطف تازہ حاصل تھا
 ہو دل غش جیسے وہ حالت نسیم روح پرور کی
 نہ تھا کچھ دوسراب و ہوا کے دور سیموں میں
 چمک بھی نہر کے آب مصفا کی روانی میں
 ہوا تھا حکم جاری نور سے معمور ہو جائے
 طریقے و لفظی کے بہر صورت نکلتے تھے
 مصفا و سطح تھے چمک تھی دل پسندی تھی
 اچھلنے کیلئے پانی نے نبیا دیں دیہ میں تھیں
 ہجوم گل سے راہیں بند تھیں بالکل گلزار کی

ہنسی کی ماری گل فرش میں بک جاتے تھے
 شبنم کرتے تھے غنچے نو موند سی پھول جھڑتے تھے
 زمیں گلزار کی پھولوں کے پر تو سے گلانی تھی
 چمن میں جو شجر تھا ابر رحمت اسکا سایہ تھا
 کہیں کو کھٹی فحری کی کہیں شور و غما دل تھا
 ہوا کی موجیں ایسی جیسے موجیں نہر کوئٹہ کی
 اگر سبزہ جم اٹھتا گنبد خضرائے گردوں میں
 کھڑے تھے سرو خشک پر نظر آتے تھے پانی میں
 چمن کا پتہ پتہ برگ نخل طور ہو جائے
 نسیم صبح کے جھونکے ذہن بن بنکے چلتے تھے
 چمن کے تختے تختے میں غرض آئینہ بنی تھی
 کہ قواروں میں آئینے لئے راہیں نکالیں تھیں
 جگہ ذروں کو بھی ملتی تھی پہلو بدلنے کی

بہارِ لالہ گل بھی تماشا تماشا تھا
حقیقت میں حالت تھی بقولِ حضرتِ محسن
ابنِ ناکِ خجے اس قتی رہے چھوٹکی چاؤڑس
جو آجاتے تو انگارے جن میں پھول ہو جاتے

جو نتھادہ باغ میں ہو نیکیو حاضر ہے تماشا تھا
بہارِ باغ کی کوئی صفت لکھ بے یہ کیا
بہار آئی ہر شب بیکردیہارِ خلہ و کوثر میں
مزاجِ سر و یادِ صبح میں مقبول ہو جاتے

صبح

تو یہ کہئے ستارہ صبح کی قسمت کا چرکا تھا
اگر ہر دیکھنا تو آمنہ بی بی کا گھر دیکھو
بھلا تعریف ہو سکتی ہے کیا اس صبحِ زیبائی
کہ چوٹی بانہہ کر نکلی تھی کوئی عورت سے
زمین پاک تھی مکے کی یا وادیِ امین تھا
سحر کیوں کہو اسکو نورِ جانِ قدسیاں کہئے
سحر تھی یا کوئی لوحِ بیاضِ نورِ ایماں تھی

جو وقت صبح ہو نیکیو ظہورِ شاہ والا تھا
دہرا ہے اہیں کیا کیوں جلوہ نو سحر دیکھو
یہ ہے صبحِ ولادت بادشاہِ دین و دنیا کی
کیا تھا اس سحر نے پاک پہچا شب کی ظلمت سے
ستارہ صبح کا تھا یا خد اکا نور روشن تھا
سحر کیوں کہئے اسکو چرخ کی روحِ رواں کہئے
ملانک کی بھی اسکی روشنی سحرِ عقل حیران تھی

سحر تھی یہ کوئی یارِ شبنی انوارِ قدرت کی
 نہ ایسی روشنی بارِ دگر پھر جلوہ گر ہوگی
 ہوئی تھی یوں جدا یہ صبحِ نوبت کی سیاہی
 ضیاءِ صبح صادق یہ خبر آکر سناتی ہے
 درِ اقدس پران کو ٹوٹ کر سارا جہاں آیا
 کوئی طاعات میں غل کوئی مدحِ زبانی ہیں
 پتہ اس بھی انکی ہیبتِ اہر کا ملتا تھا
 تھیں یوں حاضر کہ حاصل ہو سعادت انکی
 فلکِ ازل کے ہر کائے برابر کئے جاتے تھے
 قدمِ شاہِ والا سے زمینِ شرمائی جاتی تھی
 نو بد آمدِ حرمِ رسالت دینے پھرتے تھے
 خلیل اللہ نے خشک بلبا تھا وہ آتے ہیں
 آواہیں چرخ کی کیسی زین کی کیا فضائیں تھیں

بڑھی تھی پیشوائی کے لئے مہر رسالت کی
 ہوئی تھی اور نہ ایسی تاقیامت پھر ہوگی
 لکلائے تھے یوں صبا جیسے طبن ماہی سی
 خبردار ہے اری مخبر صادق کی آتی ہے
 مبارک ہو کہ وقتِ دورہ امن و اماں آیا
 فلکِ مصروف سے رہیں ملکِ تسبیحِ خوانی ہیں
 گرے تھے لنگرے اسکے مکاں کسر کا ہوتا تھا
 بھڑکتا آمنہ بی بی کا گھر حور و ستِ جنت کی
 مگر آناجوم کا رہتا گھیرے جاتے تھے
 مگر حبِ بکھیتی تھی چرخ کو انزالی جاتی تھی
 طیورِ باغ آپس میں بشارت دیتی پھرتے تھے
 جنہیں عیسیٰ نے آتے ہی بنایا تھا وہ آتی ہیں
 اوہ تھا نور کا ٹرکا اوہ ٹھنڈی ہوا ہیں تھیں

جھکا جاتا تھا پیر چرخ تار کی ٹوڑ پڑے تھے
در دولت سرا پر بصد تجیل حاضر تھے
خجندی کے خوش ہنسارے کو سار ٹوڑ پڑے تھے
کہیں رضوا کہیں علما کہیں جبریل حاضر تھے

قیام

یہاں سب مکمل ہو چکے تو شاہ وہاں آئے
ہوئی دنیا میں وہ شانہ نشہ عشق آتیا پیدا
انہی تنوں کے آقا بیکسوں کے دستگیر آئے
مرد کا ضعیفان صبا خلق عظیم آئے
جہاں ہے جن کا تیرا وہ جمیل اور وہیں آئے
خدا کے خاص اور خاص الخواص انبیا آئے
اودا اہل بزم اٹھ کر کرور میں علانوی کی
اٹھو عظیم کو محبوب رب العالمین آئے
ہوئی بین جنگی خاطر سے زین و آسمان پیرا
رؤف آئے رحم آئے بشیر آئے نذیر آئے
غنی آئے سخی آئے جواو آئے کریم آئے
مچی تھی دھوم فخر اولین آخریں آئے
مبارک ہو مبارک ہو محمد مصطفیٰ آئے
انجمن طبرہ زہد کز ندریں دو درو و دلی سلامی

سلام

سلام اے یہی عالی سلام اے سرور عالم
سلام اے اکرم واجبی سلام اے افضل واعظم

سلام اے صاحبِ رفعت سلام اے آیہِ رحمت
 سلام اے قبلہ دنیا و دین کے حق کے پیغمبر
 سلام اے اعلیٰ نوشتہ سلام اے شہی دولہ
 سلام اے مالکِ جنت سلام اے سانی کوثر
 سلام اے کعبہ دنیا و دین اے قبلہ ایمان
 سلام اے مخزنِ لطف عنایت اے شہ فیض
 سلام اے عاشق بے مثل اے محبوبِ لاشانی
 سلام حق ہو تم پر اور تمہاری آلِ اطہر پر
 محمد نام عبدالمطلب نے آپ کا رکھا
 ہوئے خوش اور پوتے کو لگایا آپ سے

سلام اے حامیِ ملت سلام اے حاجیِ عبت
 سلام اے دافعِ رنج و بلا اے شافعِ محشر
 سلام اے آئینہ کے نور چشم اے ابنِ عبد اللہ
 سلام اے مگر ہوں کہ رہنا و ہادی و رہبر
 سلام اے منظرِ نور خدا اے حاملِ قرآن
 سلام اے منبعِ جود و کرم اے مصدرِ احسان
 سلام اے آفت و آگاہ اسرار خدا وانی
 بنجوم و مہر و مہ تمام ہیں تجلک چرخِ اختر
 سنا جب حالِ پیرائش تو لے و ڈر و دادا
 خراجِ آئینہ کو پوچھ کر بیٹھے قرینے سے

رضاعت

نویسہ کو ملا پھر یہ شرف وہ آئینِ حیات کو

پڑایا آئینہ نے تین دن تک دو وہ حضرت کی

وہ بہر پرورش حضرت کو اپنی ساتھ لے
 لکھا کہ ان کے طہر و ولہ کیاں تھیں دو پہر ان کے
 ہمیشہ ہر گھڑی ہمراہ رہتے تھے یہ الفت تھی
 وہ اپنے ان رضاعی بھائی کی عاشق تھیں بہت
 چرانے کیوں کو بھائیوں کے ساتھ جاتے تھے
 سنائیں آمنہ کو سب وہ گزریں تھیں کچھ باتیں

حلیہ بعد اسکے چلنے اپنے گاؤں سے آئیں
 رہے چھ سال تک وہ شاہ علیجاہ گھر ان کے
 سنا ہی اس قدر چاروں کو حضرت محبت تھی
 لکھا ہی یہ بھی دختر اک حلیہ کی خوشیا تھیں
 شہ کو نہیں بھی ہر وقت ہاتھ اٹھاٹھانے
 غرض چھ سال کے بعد آپ لائیں انکو مکی میں

وفات آمنہ

پٹنی تھیں کہ آواہیں پیام موت اُٹھیں آیا
 کہ حضرت اس سفر میں ساتھ تھے اور نہت سیالہ تھے
 کہ ہم اسی شہ میں ایک کنیز کا ام امین نہیں
 تو عبدالمطلب کے پاس بہتر تربیت آئے

مدینے کا سفر پھر آمنہ بی بی نے فرمایا
 خدا کے حبیب کی بانوں کو نہ کوئی کہا جائے
 وہیں فن انکو کر کے گھر کو بادشاہ دیں
 جب تک گھڑی کے مراتب سب برت آئے

وفات عبدالمطلب

یہاں آئے ہوئے دو سال کی پندرہ گزرتی تھی
 جو دوا کا بھی اُس فرق ہمایوں سے اٹھا پایا
 ہو حضرت بہت خوش پاس رہ کر ہر باعم
 رہے گا حشر تک کو جس کا ایسی خدمت کی
 گئے جب سال بست پونج عمر پاک حضرت سے
 وہ رشتہ دار تھیں حضرت کی گویا بیٹی تھیں
 کیا وہاں تھیں زوجیت مسعود احمد ہیں
 رہے ساتھ ان کا عیش و مسرت آپ بہت

کہ حلت ہو گئی دنیا سے عبدالمطلب کی بھی
 تو دامان ابوطالب میں وہ درتیم آیا
 ابوطالب حقیقی تھے چچا شاہ دو عالم کے
 نکر سکتا تھا کوئی وہ حفاظت اور حمایت کی
 ہوئے اس عمر میں نر خدیجہ کی زناقت سے
 چہل سالہ تھیں بیوہ تھیں کئی اولاد والی تھیں
 ہو عقد نکاح پاک اک تاریخ اسعد ہیں
 کہ گزرتے پندرہ سال اوپر چل سالہ ہو حضرت

بعثت

وہ وقت آیا کہ اب دنیا میں انکی باؤں ہی ہو
 وہ وقت آیا کہ ان کے ساتھ تائید الہی ہو

وہ وقت آیا کہ چمکے نور حق نازل اندھیرا ہو
وہ وقت آیا کہ جہل و محبت کا فور ہو جائے
وہ وقت آیا کہ بحر رحمت اسلام جاری ہو
وہ وقت آیا کہ فرش خاک پر روح الامیں آئیں
وہ وقت آیا کہ قتل و محصیت مسدود ہو جائے
وہ وقت آیا کہ مونہ رنگ سیکھاری کا کالا ہو
وہ وقت آیا کہ چمکے نور مہر حیرت دینداری
وہ وقت آیا کہ تکبیر و اذان کا شور برپا ہو
وہ وقت آیا کہ رنگ کہنہ اہل جہاں بدلے
وہ وقت آئی گیسا سوسے رسد نشین آئے
سبن اگر پڑھایا آپ کو افسر سے تالی علم
انہیں حالات میں اٹھ کر شہ جن ویشیر آئے
وہاں گزری تھی جو حالت خدیجہ کو سنا تھے

شب کفر و نفاق و شرک بدعت کاسو برابو
وہ وقت آیا کہ دنیا نور سے معمور ہو جائے
وہ وقت آیا کہ عالم میں خدا کا نام جاری ہو
وہ وقت آیا کہ راہ راست پر اہل میں آئیں
ربا خواری کی رسم بدترین بے سود ہو جائے
وہ وقت آیا کہ نور قدس کا گھر اُجالا ہو
وہ وقت آیا کہ ہونو سخ آئیں گنہ کاری
وہ وقت آیا کہ دیں مصطفیٰ ہو اور دنیا ہو
وہ وقت آیا کہ قانون زمین و آسمان بدلے
جرا میں لیکے پیغام خدا روح الامیں آئے
ہو اخوف الہی کچھ نبی کو کچھ ہوئے خورم
ہو تجزیل رخصت اوپر تیسرا نے گھڑ آئے
بدن لرزاں تھا مونہ سے ملوئی کہتے جلتے

جناب زو جہ عالی گہر کمل اٹھالائیں
 یہ بولیں مہرباں ہی آپ پر وہ تادیر سچوں
 گئیں پھر شہ کو لیکر پاس و رفتہ این نول کے
 وہ یوں گویا ہو حضرت کی یہ حالتیں نکر
 جو کچھ نازل ہوا ہی یہ نبوت کی نشانی ہے
 وہاں سے اٹھکے محبوب الہی اپنے گھر آئے
 علی وزید سے بھی آپ نے نصرت یہ فرمایا
 پھر آئے اور انہیں سَالِفُونِ الْأَوَّلِ
 ہیں جنہیں نام عثمان بن عفان و عبیدہ کے
 سَعِيد و اَرْقَم و جناب و عمار ہمایوں ہیں
 سوا ان کے ہیں اور صحاب بھی اس اُبت میں
 تو اناربتہ ہی عجز شاعری مانع نہ ہو جائے
 عبادت کیلئے حضرت نے پھر خفیہ جگہ چھپائی

اڑھایا آپ کے ارشاد سرکاری بجا لائیں
 نبوت آپ کو بخشی ہی میں تو یہ سمجھتی ہوں
 جو ان ایک نشہ دار اور مشہور عالم تھے
 وہی ناموس اکبر ہی یہ جو انہر اٹھا موسیٰ پر
 یہ ہی وحی الہی یہ کتاب آسمانی ہے
 بیاں کر کیا یہ ماجرا صدیق اکبر سے
 ہر اک انہیں سے یہ سنے کیسا نکلے آیا
 دلوں میں جن کے اوصاف نبی اللہ نے ڈالے
 جناب عبد الرحمن و جہیب و سحر و طلحہ کے
 ہیں عبد اللہ بن مسعود و عثمان ابن مظعون ہیں
 مگر جتنے ہیں وہ سب بھی اگر آپ کتابت میں
 ہی یہ بھی خوف بار خاطر سامع نہ ہو جائے
 چھپا کر کافروں سے دولت دین نہیں بانٹی

اسلام جناب عمرؓ

وَعَاثُكَ لَمْ كِي تَحِي بِمِيرَانِ كِي خَاہاں تھے
 وَعَاثُكَ اِدھر حضرت کے بہا منظم ہے
 ہمارے مومنہ بیچاں اور عیش کی بابت پیام
 جو فضل قتل تھا اسکا وہ فضل اضطراری تھا
 نتیجہ وہ کیا پہنچا تھا اُنکی گرجو شہی میں
 بہن کا اُن کی گھر سے بیٹھا پہلے وہاں پہنچے
 وہ قرآن پڑھتے ہیں یہاں سے بولے کیا یہ پڑھتی
 مسلمان ہو چکی ہوں مجھے پراحسان الہی ہے
 اسے کوئی نہ ہو چکا اسکا ماہر چھو نہیں سکتا
 بہت برہم ہو وہ اُسے شکر یہ کلام اُن کا
 زد کو بٹا نکو اوڑھو ہر کو اُن کے چل نکلے

عمر آئے تو وہ چالیسویں و مسلمان تھے
 اوہراٹھے وہ قصہ قتل سردار و عالم
 بلایا تھا اُنھیں تو آپ محبوب مکر م نے
 اُنھیں لائی تھی حجت اور پسر فضل پاری تھا
 چلے تھے قتل کرنے آ پھنسے حلقہ بلو شہی میں
 مکر باندھے ہوئے لٹکائے تیغ بے اماں پہنچے
 وہ بولیں کلام رب سے چھو لینا نہ تم اسکو
 اسے قرآن کہتے ہیں یہ فرمان الہی ہے
 یہ ہی وہ چیز جسکو غیر طاہر چھو نہیں سکتا
 بڑھے تلوار اٹھا کر تم کر دینے کو کام اُن کا
 دکھائے کافروں کو اپنا یہ زور اور بل نکلے

ٹٹو لاد لکنو تو اسلام سے ان کا خاص رغبت تھی
اجازت پا کے شاہ انبیل کے گھر میں درائے
بڑھایا ہاتھ بیعت کو پڑ ہا کلمہ شہادت کا
گئے تھے قتل کرنے کو مگر ہو کر اسیر آئے

مگر سن ہیں نہیں کچھ آیات کچھ اور حالت تھی
اسی صورت سے سوئے قبلہ جن و شر آئے
نظر آجا جو روئے حق نہ ختم رسالت کا
بندھے کیا زنتہ الفت میں کیا بن کر قیصر آئے

طہ کفار

ہوئی یہ بات لیکن کافر و نپور اور بھی بھاری
بہت سختی کے ساتھ ایذا رسانی پر اتر آئے
کبھی کہتے تھے لا کر اونٹ کا اوجھ انکی گردن پر
کبھی ساحر بتایا کافروں کے گھر جا کر
ستم اس کے سناؤں تو جگر تھیر کا ہو بانی
لیا کر رکھ دیئے سینو نیہ جلتے آگ سے تھیر
تو ہر ظالم کا ہاتھ اُسکے سزا دینے کو بڑھتا تھا

ادا اعلان ہونے لگی پھر رسم و بنداری
یہ رسم عام جب بھی تو وہ کچھ اور گھبرائے
کبھی چھپت پھر کوڑا پھینکتے تھے جسم روشن پر
کبھی گردن میں چاؤ ڈال کر پھینچا انھیں آکر
ابو جہل شکر تھا جو روئے ظلم کا بانی
لیا بعض اصحاب نبی کو گرم بالو پر
کلام پاک کہے جن آکر کوئی پڑھنا تھا

یہ حالات اُن کی کیا لکھے کچھ مومنہ کو آتا ہے
 نہ آتا تھا نہ آیا رحم کفار بہ خستہ کو
 تو کراتے تھے سروہ سنگدل بھی ان پہاڑوں سے
 تو چاہتے ایک ہی دوہوں مگر پیچھے نہ ہٹتے تھے
 اگر تیرنگ تھے ان سے تو وہ بھی اس عاجز تھے
 ادھر اسلام کے ٹھوڑے سے شیرینی کچھار ہیں
 ادھر تیرگیوں کے زور و حق کی ہیبت تھی

جو اجاڑا ہر دل قابو سے باہر تھر تھرتا ہے
 یہ ایذا پہنتے پہنتے دس برس گزرے پیہر کو
 جی تھی گر مسلمانوں پر کچھ اُن کے بجاڑوں سے
 یہ میدان غل میں جا کے جب اڑتے تھوڑے پیچھے
 اُدھڑے نظم و نظم تھے اُن کے امیر جا رہے تھے
 گھروں میں وہ اُدھڑے نفع کے ساتھ پیڑیاں ہیں
 اُدھڑے مروتی کفر و نفاق و شرک بدعت تھی

معراج

شب معراج آئی آپ کو حکم طلب آیا
 دنوں کی روح اُنچکرائی اور رانوں کی جا آئی
 یہ کہنے کو اناہیری رات تھی لیکن اُجالا تھا
 بیل پیڑی بیٹھی سب آج چھوڑ آیا ہونا وہ ہیں

ابھیں آیام ہیں پاس آپ کے فرمان رب آیا
 چمکتی اور دکھاتی قدرت باری کی شاہی
 جو وہ نور خدا عرش بریں پر جانیوالا تھا
 چلا جاتا تھا یہ کہتا ہوا خورشید اشارت ہیں

اوہ ہر مہر نے دینی لاکے قصر چرخ سجایا
 سیاحتی میں بھی اُسکی نور کا پہلو جھلکتا تھا
 سجا فردوس منگوائے گئے وہ نور کے پتے
 عرض جبریل پہنچے اک براق باد پالیسکر
 بڑھے آگے جگایا آپ کو اس طرز دیگر سے
 کہا ارشاد کہئے کیا ہے حکم خالق بیچوں
 پیرے سامان ہو ہیں دونوں عالم کو سجایا ہر
 ادب کے ساتھ حاضر ہیں حصول نیکنامی کو
 ہر آرائش کچھ ایسی ایسی رونق ایسی زمین سے
 فضائیں دُوب کر عطر گلِ حُبت میں آئی ہیں
 کمال شوق و پیدار و خیال قربِ جید ہے
 ہوئے ہیں جمع سارے انبیاء تیار محفل ہے
 براق خاص باغِ خلد سے ہمراہ لایا ہوں

اوہ ہر مہر نے سوزن کا ریونجا فرشتہ چھوایا
 کہ بھی یہ رات سِجَانِ الدِّیْنِ اُسکے کام ہو
 پڑے تھے حُر کے کانوں میں نخل طور کی پتے
 تو دیکھا خوابِ ناز خاص میں ہیں حق کے پیغمبر
 کیا اپنی جبین کو مس کفِ پاکِ پیہر سے
 کہا جبریل نے نامِ طلب کا لیکے آیا ہوں
 یہ ہر معراج کی شُبّ شِشِ عظم پر بلایا ہے
 ملک آئی ہیں حجرے کیلئے حُوریں سلامی کو
 یہاں چرخِ یکتا جو کچھ ہر حُبتِ صِحّی حُبت سے
 ہوا ایں گلشنِ حُبت کے پھولوں میں بسائیں ہیں
 ہر بالائے فلکِ مقیم قریبِ عرشِ مند ہے
 یہاں سے اقصیٰ سفر کی پہلی منزل ہے
 اٹھیں سرکار چلنے کیلئے لینے کو آیا ہوں

یہ سننے ہی کیا اڑھکر وضو محبوب باری نے
 کہا جبریل نے کیوں کی براق باو پاکیا ہی
 یہ محبوب خدایتی باعث ایجاد عالم میں
 سحران سے ہی تمام اس کی ہون ان شبان سحر
 خدائے پاک ہونا ہو کا عالم چار سو ہوتا
 بڑے والی بڑی مکین و عز و جاہ والے ہیں
 وہی تو ہیں یہ جو ممتاز ہیں سارے زمانے سے
 وہی تو ہیں جو ممدوح ہیں اعظم ہیں مہج ہیں
 انھیں کا تو مقام لی مع اللہ تک سفر ہو گا
 وہی تو ہیں جائے رحمت حق جن کی محفل ہی
 جنہیں رحمت بنایا خدا نے یہ وہی تو ہیں
 سنا جب براق برق پکرنے تو گھبرا یا
 سواری کا جو قصدا و سپر شہ والا فرمایا

قرب آئے جو چڑھنے کو تو شوخی کی سوار نے
 خبر ہے کچھ یہ راکب کن ہی مرکب کس کا ہی
 یہ مقبول و مکرم ہیں یہ محمود و معظم ہیں
 غرض دنیا میں کچھ ہی سب کا ہی سب ہے
 نہ ہوتے یہ تو عالم میں ہیں ہونا نہ تو ہوتا
 وہی تو ہیں یہ جو سب سے بڑی اللہ والے ہیں
 جہان کی پرورش ہوتی ہی جن کے آستانے سے
 وہی تو ہیں یہ جو محمود ہیں حامد ہیں احمد ہیں
 وہی تو ہیں یہ قسرب خاص ہیں جن کا گد بہو گا
 وہی تو ہیں یہ جن کا آستانہ وحی منزل ہے
 ہیں جن کو گھر کرامت کے خزانے یہ وہی تو ہیں
 جھکالی گردن تسلیم بیٹھا اور شرمایا
 ہوئی محزون خیال امت عصیاں شمار آیا

کہا جبریل نے کیا مزاج پاک حضرت
 ہیں جاؤں دعوتِ خلد و نور دو عالم ہیں
 یہ مانا معصیت کی سولائیں لگو گھیرے ہیں
 کہا جبریل نے کیا فکر و روز قیامت کی
 بریکل صراطِ اسد میں پرانی پچھاؤنگا
 تحمل سداٹھا کر پائنا ز اور شان سے آئے
 چلا جب وہ برق اس نور حق کو لیکے برق آسا
 وہاں موجود جملہ انبیائے سابقین پائے
 نماز اُن کو پڑھا کر اور امامت کے اُن سب کی
 یہ کہتا دوزخ تا جہنم بریں سے ہر کوئی آیا
 بڑے عالی تھے درجے میں سب کو چو تھی پائیں
 رہے جلتے تھے حیران نجم اُن کی خوش جمائی
 تعالٰیٰ کہ کیا شہسوار اور کیا سواری تھی

کہا دل میں خیاں معصیت کا ران امت ہے
 یہ اپنی ننگے چھوڑ جاؤں بچے میں غم ہیں
 مگر کیا کیجئے پھر بھی میں انکا ہوں یہ میر ہیں
 خراجا ہے تو بخشش ہوگی اک اک فر دہشت
 نہ جبک سب اتر لیں گے کہیں ہلکے نہ جاؤنگا
 یہ سکر شہت مرکب پر وہ لطیفان آئے
 تو اک م میں ہو وارو مہبان مسجر اقصی
 اتر کر صحنِ مسجد میں امام و وہاں آئے
 کیا قصہ فلک و راس لی پھر نچر مرکب کی
 چلو معراج کا دولہ جاں ہاشمی آیا
 چلے جاتے تھے بڑھتے دامنِ رحمت کے سائیں
 و با جانا تھا اوجِ جہنم اُن کی شانِ عالی سے
 شہیم گل سوار تو سن بادِ بہاری تھی

بھلا اس دعوت محبوب سچائی کا کیا کہنا
 بہمیں تاسرہ چلتے چلتے محبوب خارا ہوا
 جہان تک گیا پوچھا اس اوپر چڑھ نہیں سکتا
 لگے اوچھے ہاں ناک پھر حباب سے اڑا
 سواری پھر فرشتہ کی اس پر شاہ دیں
 صفت کیا لکھئے اس نعمت کی اور شان عالی
 اٹھے پھر بیچ سے تھو جس قدر پرومکانوں کے
 نہ ہو جو جلنے کی بات کوئی اُسکو کیا جانے
 سنائی جاتی کس اور سن بیتا کوئی کہو نہ کر
 انہیں دونوں کے قابل تھو وہاں کچھ تھا تھو
 بڑے نامی تھو درباری بڑے دربار تو آئے
 ہمیں بھی لاکے بہ تھو جو سرکار والا نے
 گنہگار ان امت بھی وہی کیسے ہیں نعمت کے

خدا کی میزبانی اُنکی ہمانی کا کیا کہنا
 رکے جبریل کہہ کر کہ میں نہانتھا آیا
 جگہ میری ہی اب میں لگے بڑھ نہیں سکتا
 برق تیز رو بھی جس آگے جانہ سکتا تھا
 لیا قدرت ہاتوں ہاتھ ماعش بریں آئے
 بڑھے تھے اور آگے ختم کر کر حشر ترقی کی
 ملے ایسے سہلے ہیں جیسے دو کمانوں کے
 مقامی مع اللہ میں آگے خدا جانے
 یہ وہ باتیں تھیں نہیں عقل انسانی سے بالاتر
 خدا اٹھا کہنے والا اور ہمیں سنے والے تھو
 جگہ لوبہ کہ سب کچھ لیکے اُس سرکار آئے
 کہ خلعت مغفرت کو لاؤ اور بخشش کو پروانے
 تعالٰی اللہ کے عرش بریں تاک ساتھ حضرت کے

نعت

جو اُمت ہو تو ایسی ہو پیمر ہو تو ایسا ہو
 جو دنیا بھر کا ماسن ہی اگر گھر ہو تو ایسا ہو
 ہیں جیسے ہم نصیبے کا سکندر ہو تو ایسا ہو
 اگر کوئی شفیع روز محشر ہو تو ایسا ہو
 فقیری میں کوئی دل کا تو مگر ہو تو ایسا ہو
 مظہر ہو تو ایسا ہو منور ہو تو ایسا ہو
 محی ہو تو ایسا ہو معظم ہو تو ایسا ہو
 مشرف ہو تو ایسا ہو مکرم ہو تو ایسا ہو
 چلے تو راہ میں فرما لی سیر و وزخ و جنت
 جو گھر آئے تو بستر گرم تھا زنجیر ہلتی تھی
 کیا یہ اقمہ سارا یاں صدیق اکبر سے

بچا یا ہکو گمراہی سے رہبر ہو تو ایسا ہو
 فلک سے بھی جو اونچا ہی اگر در ہو تو ایسا ہو
 ہی جیسا ہم غریبوں کا پیمر ہو تو ایسا ہو
 سیر امت پہ کوئی سائبہ گستر ہو تو ایسا ہو
 جو خالی ہو تو ایسا ہو بھر اگھر ہو تو ایسا ہو
 جو جائے عرش ناک عب رُوفر ہو تو ایسا ہو
 ہی جو ان میں خدا میں لطف با ہم ہو تو ایسا ہو
 کوئی مرثیہ عرش اعظم ہو تو ایسا ہو
 ہو گواہیں نہ والا وہاں پھر بصیر عزت
 جہاں چہوڑی تھی جیسی لپی ہی ہر چیز ملی تھی
 سحر کنیوت اٹھے اور برآمد جیت ڈگھر سے

انھوں نے کچھ نہ کی حجت نہ کچھ تحقیق کی اُسکی
 سنا یہ حال شاہ وہیں سے جب اشخاص و دیگر
 ابو جہل آئے بولا راستہ کب تک کھا کر گنا
 ملا ہو گا نہیں تو راہ میں تم جانتے بھی ہو
 کہا سرکار نے ہاں فائدہ میں وہ دیکھا تھا
 فلاں منزل سے کوچ اپنا کر گیا دن کے چھوٹی
 گئے اُس روز کا تبرج ہو کر اک پہاڑی پر
 یقین تھا سو مکہ راہ منزل پا نہیں سکتا
 غرض بیٹھے ہوئے تھے منظر سورج کھلنے کے
 کوئی ان میں بولا وہ سورج کا نشان چمکا
 یہ دیکھا تو بھی ان کفار کا اکار باقی تھا

سنا جو کچھ زبان پاک سے تصدیق کی اُسکی
 تو یہ دیوانگی تھہرائی کفار بہا ختر نے
 ہمارا فائدہ جو تمام میں تھا کلب آئے گا
 وہ سرکے کے رہنے والے میں بچا پتی بھی ہو
 وہی رستہ تھا بلرپا میں کر اُس کے خلا تھا
 یہاں پر سون پہنچ جائیگا سورج کو کھلے ہی
 یہ وہیں چکر چڑھائے آج اُن کو ہم جا کر
 کسی صورت سے بھی وہ فائدہ آج آ نہیں سکتا
 بہت خوش تھی ارا کو ہر تھی گھر کو چلنے کو
 صرا آئی وہیں او وہ نشان کارواں چمکا
 کہا یہ واقعہ صرف ایک امر اتفاقی تھا

وَفَاتِ ابِ طَالِبٍ وَاُمِّ الْمُؤْمِنِينَ
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا

بہت محزون ہوئے شاہ ہر اجبت خیرائی
 ہوئی رحلت پھیل پام میں بی بی خدیجہ کی
 کہ جس دل میں فسرہ نورِ محبوبِ باری تھی
 اوہ کفارِ آئینا پاکے ہو کر خشک ہیں ٹھہرے

یہی دسواں برس تھا جب طارکِ موت آئی
 ننہ شاہِ دو عالم کو یہ وقت اور پیش آئی
 یہ دونوں خاک تھے ایسے سخت اور ایسی بھاری
 ادھر تو دونوں بے سرکار و اکامیل ٹھہرے

ہجرت

کہ مکے میں عبادت کرنے کے تھے باز اوی
 کیا یہ مشورہ ہو کر سے خود ان کے گھر جا کر
 ہوا ارشاد عالی ہاں تمہاری بھی ضرورت
 اٹھے اور ڈھنگ سا مان سفر کا اپنے ڈالا
 جنہیں تکام کو تیار کر رکھا ہے پہلے سے
 کہا سرکار نے اچھا مگر ہے اس کی قیمت کیا
 کہا حضرت نے میں سوئے قیمت نہیں لوں گا

یہ صورت دیکھ کر سرکارِ نبی ہجرت کی ہوا
 چوتھا چلنے کیلئے حکمِ خدا پاکر
 وہ بولے کیا مجھے بھی ساتھ چلنے کی اجازت
 بہت جی خوش ہو کر وہ سب ارشادِ شہ والا
 کہا سرکار سے دو آئینا ہیں ایسی گھر میرے
 حضورِ نبیؐ لے لیں ایک میں ہر قیاحت کیا
 وہ بولے اس کی قیمت اور کچھ اجرت نہیں لوں گا

تمہارے مال سے کچھ مجھ کو غیر ریت نہیں لیکن
 مجھے قیمت ادا کرنے میں اس کی اس لئے کہ ہے
 نمایاں اہل حق میں نشان ایشارہ عطا کر دی
 علی سے آگے پھر گویا ہو یوں شافع امت
 جو کچھ اللہ کی مرضی جو صابر اس پہ ہو رہنا
 اٹھو جب صبح کو تو ازل علی یہی ہدایت ہے
 گئے صدیق کے گھر ان کو سب باتیں یہ سمجھا کر
 ہوئے کفار میں جو منسوب وہ واقعہ سنئے
 ہوئے اس ن وہ اگر جمع اپنی دارند وہ ہیں
 ابو جہل و ابوسفیان و عتبہ ان میں شامل تھے
 کوئی کہتا تھا کر دو قہر یہ نہر میرا چھی ہر
 ابو جہل شقی بولا یہ ہیں بریکار تندرست ہیں
 انھیں یوں چھوڑ بیٹھیں نہ ان کو خاندان

یہ مطلب ہے نہ ہوا اس کام میں کوئی امر احسن
 خدا کی راہ کا سودا ہے یہ اجرا اس کا بچا ہے
 خریدا جا نور وہ اور قیمت سب ادا کر دی
 کروں گا آج شب میں میں سنہ کی طرف حجت
 مرے بستر پر اگر رات کو تم آج سو رہنا
 دے آنا اس کو میرا پاس جس کی جو امانت ہو
 ہوئے دونوں روانہ ٹھہری غار ثور میں جا کر
 ادا ہر کاری یہ قصہ اب ادا ہر کا ماجرا سنئے
 رہیں نادیر باتیں ان ربیعان قبیلہ میں
 اُمیہ و جُبَیر و نضر بھی ساتھ ان کو داخل تھے
 کوئی بولا وطن سے دور کر دو یہ بھی کافی ہے
 کیا جائے اگر قیاد و رڈ والی جائیں زنجیریں
 رہی گار رات دن ہر وقت جھگڑا آلی شتم سے

نکالو گئے یہاں تو یہ دقت پیش آئے گی
 ہوں اُمی سبب باراکا کہیں قوم پر دلیں
 نہ ہلے سکیں ہاتھی سارے قبیلوں سے
 یہ ٹھہرا کر کیا ان کافروں کے اُس طرف بھیرا
 ہوئی معلوم جب حضرت کو انکی یہ صفائے
 اٹھا کر ایک ٹھنی خاک ان کفار پر پھینکی
 ہوئی جب دیر اور جب چلے سلطان بحر و بر
 کہا وہ اب کہاں ہیں کیوں دہراور کیوں ڈھنڈھ
 ہوئے نام جو کھلے سرور لولاک ہاتوں سے
 مگر پھر بھی حرم صاحب اعجاز تک پہنچے
 وہاں جا کر جو دیکھا حضرت مولا ہیں بستر پر
 وہ بولے یہ تو کہہ سکتا ہوں باسن و اماں ہو
 وہاں کھوئی گئی تو بولے پا کر اتبوم دلیں گے

یہ جن میں جائیں گے ان کو مصیبت پیش آئے گی
 ہی بہتر یہ کہ ہم سب ملکر ان کو قتل کر ڈالیں
 ہوئی چپٹے کے رٹھی سب انکی ولیوں
 در دولت سر اُقبلہ عالم کو اُگھیرا
 تو قصر پاک سے باہر نکل آنے کی ٹھہرائی
 کیا اندھا اٹھیں اور ان کی پھر راہ لی اپنی
 تو آیا کافروں کے پاس شیطان آدمی بن کر
 گئے بھی خاک نمیزد اگر تم اپنے سر دیکھو
 سروں پر ہاتھ پھیر اور جھاڑی خاک ہاتوں سے
 ہوئے داخل مکاں میں جا خواب نہ نکلتے تھے
 کہا ان کہاں ہیں آپ کے پیغمبر و مہرور
 مگر میں یہاں ہوں یہ خبر کیا ہی کہاں ہو
 پکڑ لائے گا جو ان کو اسواؤنٹ ہم دینگے

تجربہ کا ظالم اٹی ہی باتیں سنا تھے
نجات اور نایابت سے عجیب لک کا عالم تھا
مگر وہ اسکو کیا کراد ہر حق کی حمایت تھی

فغانِ ارضِ مکہ

ہوئے رخصت وہ جن سب خلق ہیں گھر گھر جاتے
فغان کہے کی تھی وہ قبلہ دنیا و دیں چھوٹا
سموم کفر سے کیا شائع مقصد کی علی ہر ہر
چھپی جاتی ہیں جہم سے پاک شکلیں اہل پاک کی
نہ نکلیں حشر تک ایسی کسی چکر میں پڑ جائیں
ہوئی تھی جسے پیدا میں اسکی جستجو کی تھی
چلا وہ جس کی خاطر سے مجھے حق نے بنایا
ہوئی تھی خوش جب آیا تھا خیر کیا تھی جدا ہو گا

برابر دیکھتے تھے محض یہ ایمان نہ لائے تھے
جو آنکھیں موتی اڑھوں کے توبہ قصہ بھی کیا کم تھا
وہاں قسمت میں انکی حشر نکالت ہی دولت تھی

چلے وہ جو زمین مکہ کے ناز وک پالے تھے
زمین کہنی تھی جہم سے عرش کا منہ نشیں چھوٹا
بہار گلشنِ اسلام و دیں جہم سے چلی ہی ہر
وہی میں اور وہی پھر ہر نجاست شرک عصیان
خداوند میں پھٹ جاؤں کا فیر جہم میں چاہیں
وہ جاتا ہر ہزاروں سال جس کی آرزو کی تھی
چلا وہ جو عمری عزت بڑھا جہم پہ آیا تھا
نہ ہو گا جب کہے میں تو یا اللہ کیا ہو گا

تھی بینا زان کہ میرا آسمان بڑھ کے پایہ تھا
 وہ باد آئیں تو ہیں پناہ جگر چھین دے گی نیزوں سے
 سروں پر کافر کے اس سے اپنی خاک چھکوائی
 عمری نقد پر تو دیکھو کہ مجھ پر اس کے آنے کی
 وہ مجھ سے چھوٹ چاؤ نہ کیوں ماتم سراہتوں
 چمک اٹھی کہاں ہر اتواک ہو کے کی ٹٹی ہوں
 فلک اے مان ٹی میں لائے گا خبر کیا تھی
 نہ کیوں نہ بچا میری ساری محنت راہیگاں کر
 رہیں کاہیکو تھی مجموعہ لطف و کرامت تھی
 فلک ہیں چنچ پہرہ اوج و شرف وہ مجھ میں رہے
 مجھے تھا یہ گماں خدایت کرو گی اس کی پکایت
 مگر افسوس صد افسوس یہ حسرت نہیں نکلی
 وہ گھر کیا ہو گا جس گھر میں اُجالا سی نہیں ہو گا

قدم تھے اسکے مجھ پر یا کوئی رحمت کا سایہ تھا
 ہوا کرتی تھیں باتیں اس کی میرے سنگ بروس سے
 خدا کا شکر ہی کچھ وقت نصرت کی کام آئی
 دعا ابن آذر تھی نوید ابن مریم تھی
 ذرا دیکھو تو کل ناک نہ تھی اور آج کیا ہوں میں
 جو پتہ پوچھو تو ہیں کل نہ تھی سونا بچ ٹٹی ہوں
 وہ اتنی جلد مجھ سے چھوٹ جا گا خبر کیا تھی
 کہ میں ٹٹی کی ٹٹی رہ گئی پھر آسمان ہو کر
 زمین کا ہیکو تھی میں مظہر انوار رحمت تھی
 وہ میرا جہان تھا احباب کو میری تار تھے
 رکھوں گی اپنی پہلوں اس روز قیامت تک
 کہ مجھ سے بڑھ کے خوش قسمت سے کی زمین کی
 ہوا کعبہ تو کیا جب کبے والا ہی نہیں ہو گا

لکھا تھا صبر نہ ہجرت نہ لو لاک ہو جانا
 وہ بخشی تھی بڑائی تو نے اے جان جہاں جھکو
 ہی مکہ کیا وہ جب تجہ سے ہوا خیر البشر خالی
 مجھے تجہ سے چھڑایا ہمیں اپنا فائدہ سچے
 انھیں یہ مینا تھا کہ سب ملکر ہم ہو کر
 مگر سوچا نہ انکو خاک پتھر کو خد سچے
 دعا ہے تیری ہونے سے اعزاز شاہی میں
 اگر یہ شکل ممکن کرشمہ ابرار ہو جانی
 مبارک ہو قدم تیرا جو اٹھے راہ مولا میں
 ہوئی تھی کس قدر خوش میں تیرے شریف لاکر
 تمنا تھی کہ راہ طیبہ کی میں خاک ہو جانی
 زمانے میں ہوا تھا شور بریا ہر طرف میرا
 جو کہ تھی اسکی خاصیت وہ روشن تھی وہاں تھی

مری اکبر کی قسمت میں تھا پھر خاک ہو جانا
 زین تھی میں مگر کہتی تھی دنیا آسماں جھکو
 مثل ہر کٹنے کو دھڑتا ہی جب میں گھڑی
 کہوں ہیں رکیا ان کا فرد سے بس فدا سچے
 بڑھاتے آبرو میری نری خاک قدیم ہو کر
 پڑیں پتھر سچہ پران کی یہ سچے تو کیا سچے
 رہی تو جن میں پر بھی رہے حفظ الہی میں
 میں تیرے ساتھ چلنے کیلئے تمنا رہو جانی
 خدا ہو ساتھ تیری غار میں ہو تو کہ صحرا میں
 یہ سچ تھی کہ اب مٹی لگی میری ٹھکانے سے
 مری مٹی عزیزاے صاحب لاک ہو جانی
 تھی تیری خاک پا کس درجہ تھا عز و شرف میرا
 مری مٹی مگر اکبر تھی کل الجوا ہر مٹی

کہ سب کی زمین یعنی زمین کوئے چاٹاں تھی
مری مٹی کا اک اک ذرہ اک اک ذرت نہیں تھا

بڑا ہی فخر تھا مجھ کو بہت ہی اسبابِ زاری تھی
نزار و مژمنو رچہ پختک پرتو انگن تھا

مدح حضرت علیؑ

ماک بھی جس جیساں ہوگو وہ جانشاری کی
ادا کرتے ہیں یوں حق اخوت واہ کیا کہنا
وہ یوں بیخون مرنے کیلئے تیار ہوتے ہیں
شجاعت اسکو کہتے ہیں بہادر ایسے ہوئے ہیں
اگرچہ سامنے تھی موت لیکن بے خطر آئے
وہ تھے شیر خد کیا خوف کرتا ان تنہا تو سے
جناب سرور کوہین جایش یا خدا جانے
علیؑ مولا امتِ ہر علی شاہ ولایت ہے
علیؑ کارو انور و پکھنا عین عبادت ہے

شب ہجرت علیؑ نے بھی عجب غم گیناری کی
تمہارا الے علی مرتضیٰ اللہ کیا کہنا
جو بیگہ تابلع حکم شہ ابرار ہوتے ہیں
جری و مرو میں ان تہور ایسے ہوتے ہیں
بنی کا سن کے حکم پاک سیران کے گھر آئے
کہیں زردہ ہو سکتے ہیں مردِ بیری ملاو سے
علیؑ کو مرتبہ کمال کوئی اور کیا جانے
علیؑ سرور و ان گلشنِ رشد و ہدایت ہے
علیؑ کی ذات والا وجہ فخر زہار و طاعت ہے

علی وہ ہیں جنہوں کے چیر کر پھینکا ہوا زور کو
 علی ہیں ابی السبطین و زوہج حضرت زہرا
 علی وہ ہیں جو ہیں یکتا فن تیغ آزمائی ہیں
 علی دنیا کے مولا ہیں علی امیر کے والی ہیں
 نہ تجلیگا علی سا ایک بھی لاکھوں ہزار میں
 وہ ہیں خالص سول حق ہی زینت ہر طرف ان کے
 علی ہیں نفس پیغمبر علی ہیں سانی کو نثر
 علی درجے میں علی ہیں علی رتبہ میں لا ہیں
 علی تھو اس قدر مقبول سرکار پیغمبر میں
 کبھی اپنی روئے پاک اڑھا کر شاد فرمایا
 کبھی آشوب سخت چشم سے اُن کو انارکشی
 ذرا دیکھے تو کوئی کیا معظّم کیا مقرر ہیں
 یہ مانا اُن کا درجہ سے اعلیٰ اس کے اونچا ہی

علی وہ ہیں اکھاڑا ہی جنہوں کے باب خیر کو
 علی ابن ابی طالب ہیں و اما دشتہ والا
 علی وہ ہیں نہیں جن سا کوئی مشک کا کشتائی ہیں
 علی اعلیٰ و اکمل ہیں علی اولیٰ و عالی ہیں
 علی ہیں تخت میں اور علی ہیں چار پیاروں میں
 ولایت کو ہیں ان پر فخر امامت کو شرف ان کے
 علی ہیں قاتل مرحب علی ہیں فاتح خیبر
 علی مقبول و رکابہ خداوند تھا لا ہیں
 کہا ہوا طمک طمّی علی کی شان برتر میں
 کبھی من گنت مولاہ سے اُن کو یاد فرمایا
 کبھی شمشیر یعنی ذوا انفقار جاں نثار بخشی
 نبی ہیں شہر علم اور مرتضیٰ اُس شہر کو دہیں
 یہ اُن کی مدح میں پھر بھی کسی نے خوب لکھا کہ

عصائے پیرِ تنیخِ جواں ہی حزرِ طفلان ہے
وہی ہی مومنِ کامل جسے اُن سے محبت ہے
سخی وہ ہیں غنی وہ ہیں جبری وہ ہیں لی وہ ہیں

علی کا نام بھی نامِ خدا کیا راحتِ جا ہے
علی ہیں اہل بیتِ مصطفیٰ ہیں یہ روایت ہے
خدا کے گھر میں پیرائش ہوئی حُجّی علی ہیں

داخلہ غارِ ثور

مع صدیق اکبر جائے تنگ و تاریں پہنچے
وہ غار ایسا تھا جہیں سیکڑوں مارا کر نہ ہو سکے
صفائی ہو چکی تو سرورِ دنیا و دین اُن سے
کئے صدیق نے سب بند کپڑی پہاڑ کر اپنے
ہوؤ ختم ان کپڑی اتفاقاً رہ گیا باقی
کیا آرام سزا تو پر اُن کے رکھے سرور نے
ہو جب اس نے بنا اسکا انکو پاؤں رکھو سے
نہ جنبش اُس جگہ سے کی نہ کوچ کچھ نہ چلائے

غرض حضرت سحر ہوئے پہلے غارِ تنہی پہنچے
وہ غار ایسا تھا جس کو دیکھ کر ہوشِ ملکِ تم
نوپہر صدیق اکبر صفا کرنے وہ زمیں اُتری
پہرانا غار تھا اور سیکڑوں سورخ اُس سے
یہ وقت پیش آئی ایک روزن رہ گیا باقی
لگا دی اپنی اینٹوں اُس میں صدیق دلاور نے
رہا کرتا تھا اُس سورخ میں اکسانے پہلو سے
تو کٹا مارا لیکن یہ در بھی تو نہ گھبرائے

بہت شرت ہوئی تو بھی نہ پیشانی پہ آئے
گرے وہ اشک ٹپک کر گئے پر نور پیمبر پر
ہو ارشاد عالی اشک بہنے کا سبب کیا ہے
ہو حکم نبی پاؤں اٹھاؤ اس طرف لاؤ
ہٹا کر پاؤں جب بکھا تو وہ اک سانپ کا لٹھا
لعاب پاک نہ سی لیکر ان کے زخم میں رکھ کر
ہو اذنیع جو کچھ یہ سب توقع مدت کا بہانا
نہ ہونا یہ تو کیا آنا مزہ پھر ان کو جینے میں
ارادہ ہی طبیعت کا تقاضہ قلب مخطر کا

مگر مجبور تھے بے اختیار آنسو نکل آئے
کھلی آنکھ آپ کی ڈالی نظر صبیح اکبر پر
وہ بڑے میری اینٹری میں کسی کیڑے کا مار
خدا چاہے تو ہوتی ہی ابھی صحت نہ گھبراؤ
پُرانا تھا بڑا تھا خٹکیں تھا زہر والا تھا
ہوئی خوش آہ بھی خوش انکو کر شاہ بحر و بر
لعاب پاک ان کو خون میں شامل کرانا تھا
پنچوڑی جانی وحی پاک کیونکر ان کے سینے میں
یہ موقع ہی یہاں کچھ وصف ہو صبیح اکبر کا

مرحہ حضرت صبیح اکبر

یہ بعد انبیاء و نبیوں بشر میں سب سے افضل ہیں
معبیت میں رہے ہر وقت و سرور و دو عالم کی

یہ کامل دین میں ہیں اور ایمان میں مکمل ہیں
وہ دین خدا میں خوب انھوں نے سچی پیہم کی

سمجھ لو اس کی باتھا انکار تہ اور وہ کسی بھی
 فلک پر نہ کرے پوچھے اُن کی جاننا ہی کے
 اخص تھی سرور کوین کے اور خاص باری تھے
 منافق اور کافر جس جہاں اور شہر تھے
 جہاں میں چار سو شہرت تھی اُن کی بہائی کی
 رفیق قلب الی تھی کہ اکثر روتے رہتے تھے
 وہ اس صویر میں بھی اور وس افضل اور برتر تھے
 عزہ آتا تھا مجمع گھر میں جب چاروں کا ہوتا تھا
 جلیل الی تھی کا سخن ہے اُن کی شاہین آیا
 رسول اللہ نے تعریف جتنی اُن کی فرمائی
 وہ عابد تھے تو ایسے ہی وہ زاہد تھے تو ایسے ہی
 مسلمان جب ہوئے تھے تو بڑی بھاری تو تھے
 نبی پر شان اپنی جاں نثاری کی دکھا دی تھی

اُنہیں سرکار محسن بنایا پر وہ ایسی تھے
 وہ الی تھی کہ تھی سمیع و بصیر محبوب باری کے
 وہ انسان کی تھی گویا اک مجسم خیر جاری تھے
 وہ اُن کے کام بہر دین حق ہیں پیسر تھے
 اُنہوں نے کشتی امت کی ایسی ناخالی کی
 جبری ایسے کہ مولا شیخ الناس اُن کو کہتی تھے
 بیک وقت اُن کے گھر میں چار یاران پیسر تھے
 وہ خود تھے اُن کے والد تھے پیسر تھا اور پوتا تھا
 مضایسے تھے صفا جنہیں قرآن میں فرمایا
 کسی کی شان میں اتنی حدیثوں میں نہیں آئی
 وہ غازی تھی تو ایسے ہی جاہد تھی تو ایسے ہی
 چلے دنیا کو جب تو صرف دو کپڑے بدن پر تھے
 خدا کی راہ میں ختمی تھی دولت سب لٹا دی تھی

بڑا کنبہ تھا انکے باپ بھی بیٹا تھا پوتا تھا
 قوی دل تھے بظاہر گو خجف و زار و لاغر تھے
 نہوتے کس طرح ان میں صداقت کے جوہر تھے
 رسول اللہ کے ہمسر نہیں تھے اور سب کچھ تھے
 صحابہ جیسے تھے تھے تعریف انکی جرات کی
 علی نے انکے جو خطبہ پڑھا تھا ان کے مرنے پر
 نہیں اس مختصر کی گنجائش یہ شکل ہے
 نہیں مکن وہ اخصیطہ نحر برات خامہ میں
 کوئی دیکھے کہ بعد مرگ بھی کیا قرب پیدا
 جہاں میں بھی مقرب حسب فرمان نبی ہو کر
 خدا پر چھوڑی گھروالے باطنیان لے آئے
 وہ اکثر اجتہاد اپنا کیا کرتے تھے ایسے تھے

مگر حق گوئی میں تو خیال ان کا نہ ہوتا تھا
 قوی دل کیون ہوئے خاص خاصان ہمہ بر تھے
 نبوت کے وہ پہلے دن ہمارا پیغمبر تھے
 غرض یہ ہر وہ پیغمبر نہیں تھے اور سب کچھ تھے
 بروز جگاہ ہدایہ حفاظت کی تھی حضرت کی
 کہا تھا اسمیں تم افضل تھے سب سے بعد پیغمبر
 بیاں کی تھی اونھوں جو صفت کے قابل ہی
 جو انھوں کی جو کچھ کھلائی تھی حبش اُسامہ میں
 مزار سرور کو نبین کے پہلو میں مرقد ہے
 غرض خاصان حضرت میں جہاں ہوگی یہی ہو کر
 منگا یا جب نبی نزل کا کل سامان لے آئے
 نبی کے سامنے فتویٰ دیا کرتے تھے ایسے تھے

رجوع بقصر غار ثور

غرض کافر چھ سب نامراد اس قصر علی سے
 بہت ہی تیز رفتاری سے آہید ٹرک آئے
 کہا کھوجی نے فوراً بڑھ کے ان اشرار سے آگے
 مگر جب غار کو دیکھا تو طرفہ ماجرا دیکھا
 تھے اُسپر دو کپور نرادر و اونڈی بھی رکھی تھے
 یہ چاہا تھا خداوند تعالیٰ کی مشیت نے
 یہ حالت دیکھ کر کھوجی کو ان لوگوں نے ٹھٹھایا
 وہ کافر کیا کوئی اسکے سوا کچھ کہہ نہ سکتا تھا
 ادھر سستے تھے حضرت غارین مٹی یہ سب باتیں
 کہا صاحبزادہ اکبر نے کہ وہ ہے یا رسول اللہ
 وہ سر کو دیکھ سکتے ہیں قدم کو دیکھ سکتے ہیں

تو وقت صبح کھلے ڈھونڈنی کو بد خیالی سے
 وہ لیکر ایک کھوجی ساتھ غار ثور نکلتے
 نہیں کھلے ہیں لوگ اک قدم اس غار سے آگے
 پرانا ایک صحرائی شجر اُس پر کھڑا دیکھا
 شجر کے نیچے مونہ پر غار کی کڑی کے جاکے تھے
 یہ سب سامان کیا تھا رات بھر میں دست قاری
 کہا بختا ہی تو اس غار میں کوئی نہیں آیا
 اُترتا غار میں کوئی تو جالارہ نہ سکتا تھا
 کیا شکر خاں جب کان میں آئیں عجب باتیں
 یہ جا کفار کے زیر نظر ہے یا رسول اللہ
 جو دیکھیں پاؤں کو اپنی تو ہم کو دیکھ سکتے ہیں

ہوا ارشاد محبوبِ خدا اُن کے لائحہ رن
 پھر مایوس کا فر اور بے میل مرام آئے
 تھے عبد اللہ بیٹے حضرت صدیق اکبر کے
 سب سے مکے میں رہ کر اور شب کو غاریں آئیں
 بہن تھیں ایک عبد اللہ کی اسماء تھیں اُن کا
 وہ عام جو غلام حضرت صدیق اکبر تھے
 وہاں اک شخص عبد اللہ بیٹے اُریفٹ کے
 چلے تھے اس سفر میں عمرہ خیر البشر ہو کر
 غرض اس غاریں وہ تین دن اور تین شب ہو کر

ہمارے ساتھ ہوا اللہ کر سکتے ہیں کیا دشمن
 ہو گا وہاں اور گھر کو وقت شام آئے
 سپروائیکے یہ خدمت تھی کہ وہ حالات دن بھر
 جو کچھ بائیں اُنہیں معلوم ہوں آ کر سنا جائیں
 وہ کھانا پونہ چا جاتی تھیں یہ کام تھا اُن کا
 ہوا تھا حکم اُن کو دو دو لانے پر مقرر تھے
 جو تھے کفار میں اس وقت تک پہنچانے لائے تھے
 وہ اجرت لینے کے بولے گئے تھے راہبر ہو کر
 ہو کر اسی مہینے کی طرف یہ دو قبیلے سہم کر

واقعہ حضرت سراقہؓ

وہ نے سواوٹا اُنہیں جو قتل کر دیا پکڑ لائے
 چڑھے گھوڑے پہ لیکر نیرۂ تیغ و سپر آئے

مناوی یہ کرائی کافران شہر مکہ نے
 سراقہ ابن مالک یہ خبر سنئے بھی گھر آئے

بڑی تیزی سے گھوڑا اُتار دیا ہوئے آئے
 گرے گھوڑے سے بے بس ہو گھوڑا کھائی گھوڑے
 چلے پھر اُس پر چڑھ کر تو تماشے یہ نئے دیکھے
 تو چلائے کہ بادشاہ دو عالم میری تو بہ ہے
 خطا میری معاف اے سرور دین آپ فرمایا
 دعا کی آپ نے یہ سن کے اور اُن کو انا کی بخشی
 کہا بانی نہیں کچھ خوف حضرت کے خطر چاہیں
 اگر دیکھوں گا کوئی اور آتا ہے تو ٹوکوں گا
 جو کچھ تھا پاس اُن کے بہر نذر شاہ دیں لائے
 کہا سرکار نے حاجت مجھے اس مال کی کیا ہے
 نہ لائے آپ پر اسوقت تو ایمان وہ لیکن
 سنا بہ واقعہ بدل کر امت اسکو کہتے ہیں
 جو آیا قتل کرنے کے لئے اسکو انا کی بخشی

قریب سرور کو بہن جب آتے ہوئے آئے
 چلے تھے آسمان نیکرز میں دکھائی گھوڑے
 زین میں پاؤں چاروں پر گھوڑے کے دھسے دیکھے
 نہ اس آگے دیکھوں کچھ جو کچھ کہ دیکھا ہے
 ابھی پاؤں زین سے میرے گھوڑے نکل آئیں
 سرازہ خوش ہو کر دی گئی جب اُنکی بخشی
 میں جاتا ہوں دوسرا سرور عالم اُدھار میں
 اِدھر آنے نہ دوں گا ساتھ لیجاؤں گا رو کو نہ گا
 مگر وہ مال اُن کا آپ خاطر میں نہیں لائے
 ہر میرے پاس چننا سفر کافی ہے پورا ہے
 بروز فتح مکہ شوق سے آکر ہوئے مومن
 حیم ایسے ہو کرتے ہیں رحمت اسکو کہتے ہیں
 ہی کوئی اور بھی ایسا جو یوں کرتا ہو بخشی

ہمیں کیا ثوابِ محشر کی رحمت نظر پڑے گی
 نہ تو رحمتِ نبی کی عام ایسا ہو نہیں سکتا
 نہیں محروم دشمن بھی اگر خاصا رب پر ہے
 زمین سے چرخ تک سب آپ کی رحمت کا ساک
 نوالہ لے کر کیا رتبہ پر کیسی شان پائی ہے
 خدائی بھریں جو بے مثل دیکھتا ہوں وہ ہے
 کرے جو دہنتوں پر لطف اُسکی کچھ نہا ہے
 بتائے کیا کوئی کیا پوچھتے ہو یہ کہ کیسے ہیں
 ہمیں کفّار پر اتنی توہم پر کس قدر ہو گی
 کسی کا خاص حصہ آپ دیا ہو نہیں سکتا
 ضیاءِ خورشید کی سبکے لئے ہمارے سب پر ہے
 زمین سے آسمان رحمت کا دامن ہے
 کہ اُنکے واسطے رحمت میں دنیا کی سمائی ہے
 کہے قرآن جس کو رحمت اللعالمیں وہ ہے
 دعا خیر ہے جو دشمنوں کو اُسکو کیا کہئے
 انہیں جو زہر ہے اُسکی خطا نہیں وہ ایسے ہیں

ورود بر مکان امّ معبد

سراقہ کو کیا خصلت چلے آگے کو آنحضرت
 قریب اُسکے ٹھہر کر دیر تک آرام فرمایا
 وہ بڑھیا میرانی حباوت اُسکی کرتی تھی
 پہنچے وارد مکان امّ معبد پر بخیریت
 یہاں کچھ نوش کرنا چاہئے بھی خیال آیا
 مسافر جو کوئی آتا تھا دعوت اُسکی کرتی تھی

گئی سرکار کے پاس اور روکرائیوں کی
 نگریں سخت نام ہوں بہت محبوب نالان
 نظر اس وقت کوئی شکل متحن نہیں پڑتی
 پر پھرائی تھی اسکو جو اوہر ہو کر گد زنا تھا
 مگر اس سال تو ہیں بکریاں بھی دودھ خالی
 یہ شکر شاہ والا نے کہا اس کہ اسے بی بی
 کہا اس پر ہی اسی ضعیف و لاغر اور بھوکی
 کہا سرکار نے ہات تو پیچ ڈر تم جو کہتی ہو
 وہ بولی منس کے اوہماں مجھے ہے عذر اہل کب
 کئی دن تو کچھ کھایا نہیں بھوکی ہی پیاسی
 جو سرکار گویا تمکو کیا اس غرض جاؤ
 نہ کی کچھ دیر پھر تعمیل حکم پاک حضرت یہ
 اٹھئے شاہ ہارا اور جا کے اس بکری تھیں دھوک

مر گھر آپ پھرے تو کمر تو آپ کھولی
 یہاں فحط سالی زار و مضطربوں پریشاں
 کر دی کیا آپ کی بہت مجھے کچھ بن نہیں پڑتی
 مرے گھر والے کہہ گئی خوش میرا کرتا تھا
 کہ کرتی دو دودھ صی لا کر ہیں پیش خدمت عالی
 جو بکری سامنے ہر صحن خاں یہ ہے کسی
 کہ چرنیکے لئے جانا تو کیا اہل بھی نہیں سکتی
 مگر خیر آج تمکو اسکے دودھ کی اجازت دو
 مگر یہ تو سچے دودھ سے اور اس کے کیا مطلب
 یہ اب ہل بھی نہیں سکتی جگہ سے ایسی دہلی ہے
 نکالیں گے ہم اس دودھ ہانڈی کو کوئی نے
 گئیں وہ اور ہانڈی پیش کر دی کہ خدمت میں
 لیا اللہ کا نام اوز کا لا دو دودھ ان میں سے

دکھا یا مجھڑہ او ز قدرت باری عیاری
 اسی صورت حضرت شادانکو کرتے جاتے
 یہ کیا تھا ایسے لاکھ عجاز دست فضل اثر میں تھے
 ہا کر سب کے دودھ اور خود بھی پیکر چل پئی حضرت
 وہ بکری فر بہ ہڑی بنی خوی بہت سکین ہیں
 کہا کیا ہے یہ راز آئی ہے میری عقل چکر میں
 کہا اک مرد خوش خلق حسین آج اٹھ آیا
 نہیں دیکھا کوئی کے رحیم ایسا خلیق ایسا
 وہ مستحسن تھا حسن تھا حسین تھا پاکر حسن تھا
 کرامت ہر سخن تھا مجھڑہ ہر بات تھی اسکی
 غم سے تھا وہ روشن تر غم بھی کہہ نہیں سکتی
 بیاں اس نے کیا شوہر سے پھر وہ ماجرا سارا
 قریشی پھرتے ہیں جس کے تجسس میں ہی یہ تھا

نہ لگایا اور بزن جڑ ہاڑی اپنے بھروی
 وہ بزن لگاتی تھیں شہر میں بکھر جاتے تھے
 بھرے القعہ سا طرف تھنے ان کے گھر میں تھے
 سر شام ان کے شوہر آئے تو پائی عجیب حالت
 بھرے رکھے ہیں شیر بڑے گھر میں برتن ہیں
 یہ اس کثرت کے دودھ آخر کہاں آگیا گھر میں
 وہ ایسا تھا کہ تعریف اس کی کوئی کر نہیں سکتی
 کریم ایسا جواد ایسا شریف ایسا شفیق ایسا
 بُخ پر نور اس کا اپنے سے بڑھ کے روشن تھا
 غرض جو کچھ روشنی فخر موجودات تھی اسکی
 وہ ایسا تھا کہ میں اس کو بشیر بھی کہہ نہیں سکتی
 وہ بولاد آ پختی کہ میں اس سے نہ ل پایا
 رسول ہاشمی یہ تھا نبی البطی یہ تھا

بہت دل چچ بڑی اگ شوق دید حضرت کی
تو پھر دو تین دن بعد اُن دونوں ہجرت کی
خدا نے کی ہدایت اہل ایمان ہو گئے اگر
مدینے آئے دونوں اور مسلمان ہو گئے اگر

ورود مدینہ منورہ

مدینے میں جو خبریں چلی تھیں اُن کے آنے کی
سواؤں ہر تک ہر روز اٹھ کر گھر سے جاتے تھے
گئے ان کے دن بھی حسب معمول اس طرف سے
تو بعد اُس وقت کے واپس ہو اور اپنے گھر آئے
وہاں یہ لوگ بیٹھا اک یہودی چھوڑے تھے
نظر اُس کو بجا یک گرد راہ قافلہ آئی
ہوا اُس کو غیبیں پیغمبر آخر زماں یہ ہے
پچھا را وہ کہ اے انصار و طر و قافلہ آیا
یہ سن کر سب اُس پر چڑھ آئے ٹیلے پر
کوئی حد ہی نہ تھی انصار کی خوشامیانی کی
چلے آتے تھے واپس دو پہر تک نہ پکے تھے
مکراتے نہ دیکھا دو پہر تک آپ کا مرکب
مگر تھے منتظر پھر بھی کہ شاید کچھ خبر آئے
ابھی سب اسے ہی میں اور گھر تک نہ پہنچے تھے
اور اُس کے آگے آگے برق کی سی روشنی پائی
ہے جس کی جستجو انصار کو وہ کارواں یہ ہے
تمہارا رہنما آیا تمہارا پیشوا آیا
عجب اُس دم مسرت کا تھا عالم اُس قبیلے پر

نکلے تھے باہر سارے روز و رات پہنچے ہیں
 جو ان میں رونق افزا ہو نیکو وہ سرو کل تھا
 قبا جو سب پہلا راہ طیبہ میں محفل تھا
 لکھ ہے چودہ دن اس محلے میں قاسم کے
 کیا بالا خدا کا نام برتر آتے ہی اس جا
 بنایا خود جسے سرکار نے یہ ایسی سجد ہے
 جہاں جاگو آئے تھے وہاں کا پھر خیال آیا
 تو بولے آگے عمر و عوف کے وہ خاندان آگے
 ہماری آس محبوب خدا کیوں لڑے جاگے ہیں
 کہا شہ نے گمان غم نے نہ کاش ایسا کیا ہوتا
 نہ چلتا ہون اپنی رائے سے دم بھر ہڑتا ہوں
 جو لانے والے تھے تشریف پیغمبر مہینے میں
 جو ان کے گھر رسول مرسلین ہو کو ہماں تھا

خبر پیشہ تہا ایسی ہوئی فوراً مہینے میں
 تو سارے شہر میں بجاء رسول اللہ کا غل تھا
 ہوا اسمیں بھٹا نیت و رو و سیار والا
 یہیں مولانا علی اکبر لے گئے بن ہجرت کے
 وہ سجد کی بنا نبیاء و حبس کی علی التقویٰ
 مسلمانان دنیا کی یہ سب پہلی سجد ہے
 مہینے کا ارادہ سید والا نے فرما دیا
 خطائیں ہم سے کیا سرزد ہوئیں عذر و نشان
 ہمارے گھر سے جاگے ہیں کیوں چھوڑ جاتے ہیں
 کسی سے بھی خفا ہوتا نہیں بن تم سے کیا ہوتا
 میں ہوں ماور جو کچھ حکم ہوتا ہے وہ کرتا ہوں
 خوشی کے شاد ہونے جتنے تھے گھر گھر مہینے میں
 تو بھی الی مسرت حسن جشن عید فرماں تھا

کرم فرما دیں مجھ پہ شاہِ انبیا خوش ہوں
 ہوئی تھی جو نہ اس پہلے ایسی شادمانی تھی
 جوان و پیر کا کیا ذکر جو نسیا نہ تھے
 اُن کہتے ہیں تھی کافورِ تاریکی زمانے سے
 خدا جانے وہاں اُس وقت وہ عالم بھی کیا ہوگا
 مگر گھر آ کے ٹہریں اور مجھ پر فضل باری ہو
 اچوم شوقِ خدمت آپ کے دیکھا تو فرمایا
 ذرا ہٹ جاؤ آگے سے یہ مشکل حل بھی ہوگی
 خدا کی شان دیکھو دل کس کو اسکی قدرت میں
 نہ ٹہری اور نہ رہتے ہیں پھر ذرا بیٹھی
 وہ کہ کیا پوچھنا جو کچھ خوشی کا اُن کی عالم تھا
 خوشی سے سر پہ رکھ کر سارا سامان سفر لائے
 زبان پر پھر وہ اپنی لاج و خواہش کہ تھی دل میں

ہر ایک اُن میں کہتا تھا کہ میں سب سے سوانح
 بنی ہماں انصار کے گھر میں رہا تھی
 یہ عالم تھا کہ آخوندوں کے بچے بکھلے جاتے تھے
 درو و پورا روشن ہو گئے تھے اُن کے آنے سے
 کہ جب انصاریں ہر شخص کا یہ مدعا ہوگا
 حری نقایہ میں سرکار کی خدمت گزاری ہو
 نہ رو کے اسکو کوئی بجا نورِ مامور ہے میرا
 جہاں یہ بیٹھ جائی وہی منزل حری ہوگی
 یہ دولت تھی ابو ایوب انصاری کی فخر میں
 چلی اور چلتے چلتے اُن کے دروازہ پہ جا بیٹھی
 کہ ہماں مئی کے گھر شہنشاہِ معظم تھا
 اُتار اور شاہ و جہاں کو اپنے گھر لائے
 کہا سرکار ٹہریں حضور اوپر کی منزل میں

ہوا ارشاد ہمیں تو نہیں شکل بڑی ہوگی
 بہت تکلیف ہوگی عورتوں کو آنے جائیں
 ہوئے خاموش اب ابوبہرہؓ حکم آنحضرت
 مگر اس رت نذرک ادب یہ تھا حال انکو
 عرض اکتان بہت رہے بہت الحاح نوازی
 قبول خاطر اقس ہوئی آخر دعا ان کی
 مدینے میں ابو ابوسب سے منفرد رہے
 ہوا پھر حکم شہ زید و ابورافع چلے جائیں
 لے آئیں انکو بھی ہمراہ فرمایا یہ نعرن بھی
 پہنچے ہی چلے آئیں ہو ابیہ حکم بھی
 اُنھیں کے ساتھ عبداللہ بن مسعود بھی آئے
 خبریاری زمیں کی پھر شہ والانے فرمائی
 یہاں کام آئیں پھر سے نہ توہر کی سناخوں سے

مہربان آمد و رفت صحابہ ہر گھڑی ہوگی
 مناسب قیام اس واسطے نیچے کے حصے یہ
 کہ لب حکم کر سکتے نہ تھے کچھ غدر اور محبت
 نہ تو تاکس طرح حفظ مراتب کا خیال ان کو
 وہی پہلی شہ کوین سے پھر خوشگاری کی
 لکھا کہ اپنے منظور کر لی التجا ان کی
 بہت ہی خوش رہا وہ سات ماہ آپ کو لہڑہڑ
 وہ سکتے سے جناب فاطمہ زہرا کو لے آئیں
 نہ چھڑی جائیں سودہ ام کلثوم ام ابن بھی
 کئے ان کے حوالے وٹنسر اور پانچ درہم بھی
 عیال اہل صدیقی کو اپنے ساتھ بل لے
 جو کہ اس وقت یہی بنائی اور بنوائی
 بنی اینٹ اور مٹی سے بڑی خبر ما کی سناخوں سے

خبر ہے اُس میں معماری ہر کس دستِ مہار کی
فلک کو بھی نہیں حاصل جو رفعت اُس کی پائی

وہ ہے جنت سے بڑھ کر ہمیں گنجائش نہیں سکی
شہ کون و مکان اپنے ہاتھ سے بنائی ہے

قصہ عبداللہ بن سلام

سلام اُن کا پڑ تھا لوگ عالم اُنکو کہتے تھے
کئے اپنی سمجھ میں کچھ سوالات اہم اگر
مگر سرکار نے بخشا جواب باصواب اُن کو
مسلمان ہو گئے فوراً پڑھا کلمہ شہادت کا
اور اپنی قوم کی مجلس میں یا صدر محفل میں
مجھے احسن کہیں اور مجھ پر خندہ زن ہو گئے
پھر اُن سے پوچھیے کیسا ہوں بہت امتحان لے
انھیں پردے میں کھا بادشاہ دین دُنیا نے
تم اپنے بھائی عبداللہ کو کیسا سمجھتے ہو

میرینے میں یہودی ایک عبداللہ رہتے تھے
انھیں پیام میں آئی وہ پیش سید اطہر
جو تھے اُن کے سوال اُن پر تھا ناز و جفا اُن کو
وفدِ مکہ کر رہ گئے مونہ حضرت ختم رسالت کا
مگر بولے شہ دیس کہ میں عالم ہوں عامل ہوں
سُنیں گے جنت یہ حالت تو اگر طعنہ زن ہو گئے
بلا کر اُن کو مجھہ کو ایک گے شہ میں چھپا دیجے
یہ سُن کر اُن سے بلوائے یہودی شاہ والا نے
جب آئے وہ تو فرمایا بتاؤ کیا سمجھتے ہو

تو کہنے لگے عالم ہے وہ اور ابن عالم ہے
 کہا حضرت نے نخل ہوں اگر وہ اہل یمین
 نبیوں کو یا ہو وہ کیا عرض اس کام سے اُسکو
 یہ صورت دیکھ کر انعامِ محبت کا خیال آیا
 تو عبد اللہ سے بولے کہ اب تم باہر آ جاؤ
 سنا جب حکم عبد اللہ نے ختم رسالت کا
 کہا اے قوم والو اعتبار اپنا کرو مجھ پر
 بھروسہ جن پہ ہر طفل و مسن کا کر دی ہیں یہ
 کتاب ان کی سچی اور سچا ہے بیاں ان کا
 یہ کہہ کر اٹھ گئے سب تو دیوانوں میں مثال ہے

کرے جو شکاف بھی سمیٹے غلطی ہر ظالم ہے
 تو پھر تم کیا کہو گے اُن کے ذکر عزت و ثنا ہیں
 خدا محفوظ رکھے فقہ اسلام سے اُسکو
 کہا شہ نے وہی پھر اور جواب اُسے وہی پایا
 ان اپنی دوستوں کو حال دل اپنا سنا جاؤ
 تو باہر آ گئے پڑھنے ہو کلیمہ شہادت کا
 یہ سچے ہیں خدا شاہد ہے جانوں کو یہ غمخبر
 کتابوں میں تمہاری ذکر جن کا کر دی ہیں یہ
 یہ ہیں سچے نبی ہیں لے چکا ہوں انہماں ان کا
 نہیں سنئے ہم اسکی کچھ یہ جاہل ابن جاہل ہے

نکاح حضرت فاطمہؑ

کتابوں میں سیر کی اسطرح ہے اسکا ذکر آیا

نکاح فاطمہ پھر سیدہ والا نے فرمایا

لکھا ہے جب میں سولہ برس کی فاطمہ زہرا
 جو بہر عقد و کر و دختر خیرہ لا تام آیا
 کہا حضرت نے بے حکم خدا میں کہہ نہیں سکتا
 سنا جب سچ اب حضرت محبوباری کو
 جو اباً جو سنا تھا حضرت صدیق اکبر نے
 کہا یہ تم امین نے علی سے اُن کے گھر جا کر
 وہ بولے جاؤں بھی تو کیا کہوں محبوباری
 وہ بولیں جاؤ تو شاید تمہاری ولد ہی کچھ ہو
 کیا مجبور اعز انے بھی تو اٹھ کر علی آئے
 کہا حضرت نے کیسے آئے اس وقت ای علی بیٹھو
 یہ سننے ہی ہوا اثنا و عالی مرحبا اہلاً
 انا و جب اس حال سے مولا سے فرمایا
 کہا پھر یہ تیا و مال بھی کچھ تم نے جوڑا ہے

شہ کونین کو تزویج کا اُن کی خیال آیا
 تو سب سے پیشتر صدیق اکبر کا پیام آیا
 ابھی تم سے کچھ اور اسکے سوا میں کہہ نہیں سکتا
 عمرائے پھر اس کے بور اُن کی خواستگاری
 عمر سے بھی وہی الفاظ فرمائے پیغمبر نے
 کہ وہم خواستگاری بہن حضرت کی تو ہی نہیں
 کہ شرم اتنی ہی جھکواں تم اس خواستگاری سے
 تم اُن کے بھائی ہو پہلے مسلمان ہو سکی کچھ ہو
 ادب سے سر جھکائے شرم سے پیش نبی آئے
 کہا حاضر ہوا ہوں فاطمہ کی خواستگاری کو
 ہوئے موجود اُنار نزول وحی بھی فوراً
 مبارک ہو تمہارے عقد کو حکم خدا آیا
 وہ بیکمیرے گھر صرف ان کے ایک گھوڑا ہے

دیا پھر حکم جاؤ تم زرہ بیچو ابھی جا کر
 گئے فوراً وہ اٹھ کر اور زرہ بیچ بیعت
 یہ مرضی تھی جو محبوب خداوند تعالٰی کی
 بلال آئے تو بتلایا شہر یہ کام اُن کو
 بحکم شاہ دیں جا کر کوئی بازار سے لایا
 جہیزی مال میں دو چادریں تھیں ایک قطفہ تھا
 اُدھریو ریں بازو بند کا صرف ایک چٹڑی تھا
 پار جس کا شہ کونین تھا محبوب سجاں تھا
 لباس اُس کا یہ تھا جو سرور عالم کی جانی تھی
 بیباں جس کا ہوا یہ ظاہری سامان دنیا تھا
 متاعِ دنیوی تھی بیچ اسکی کیا خفیت تھی
 وہ تھیں اللہ والی جاتی تھیں اللہ والوں میں
 رنجِ بخش خاص ایندو عفار کے بخشی

ملے قیمت جو کچھ رکھو وہ پیر سامنے لا کر
 پھرے خوش ہو کے پائی چار سو اسی درم قیمت
 رتھ پوری وہ پیش خدمت سرکار والا کی
 منگوانے کے لئے خوشبودی تھوڑی دم اُن کو
 اُسی دن تھوڑی سی قیمت کا سامان جہیز آیا
 تھی دوہری اک نہالی اک پیالہ ایک بیکہ تھا
 ادھر اک مشک اک چکی تھی اک مٹی کا کوزہ تھا
 یہ اُس خذوئمہ کوئین کی شادی کا سامان تھا
 خدا کے گھر سے جس کو چادر نہ طہیر آئی تھی
 خاوا لون کا گھر تھا یہ یہاں کیا کام اُس کا تھا
 دعائیں ایسے بھلیں باپ کی جو اصل دولت تھی
 چلیں لٹی ہوئی والد کی رحمت کے دو تاتوں میں
 تمام امن غلامی کے لئے سرکار نے بخشی

دین تھیں ستر پانک زبورات زہر و تقوا ہیں
 نشانِ سجدہ یعنی زیبِ پیشانی زہیا تھا
 ادھر خلخال پامو بخرام راہ والا بھی
 ادھر نعرہ نیکروں میں دعائے صبح گا ہی کا
 یہ تھیں اُن باپ کی میٹھی پسینہ جن کا خوشبو تھا
 جہاں چرخِ بریں کی چاندنی کا فرشِ خانہ تھا
 ملک گاتے ہوئے تزلزلے نرم عشرت ہیں
 ہیں حاضر ساکنانِ مندر چرخِ بریں دیکھو
 نہ دیکھے ہو گئے دنیا میں کہیں ایسے حسین دیکھو
 برات اُن کی شہ کوئین کے گھر جانیوالی ہے
 علی کی فاطمہ زہرا سے ہے شادی مبارک ہو
 سلامی کیلئے حاضر درِ دولت پہ دنیا ہے
 ادھر شادی کا ساماں ہے رسولِ سب کے گھر

وہ کیا خوش ہوتی ہیں کیا اُن کا گلستاںِ بنیاب
 جو تھا اللہ کو مرغوب وہ پر نور طبع کا تھا
 نمازوں کی رکوعوں کی اُدھر گرُن ہیں مالا بھی
 ادھر خوش تھا بازو پر بندھا حفظِ الہی کا
 انھیں حاجت نہ تھی کچھ عطر کی جسمِ انکا خوشبو تھا
 وہ اُن کے سیاہ کا کاشائے فیض استانہ تھا
 علی دولہ بنے دھو بیچیں شادی کی خلعتیں
 علی نوشہ بنے شادی رچی دھو میں نہیں دیکھو
 رُخ پر نور دیکھو اُن کی زلفِ عنبریں دیکھو
 فلک سے نور بر سے گا وہ ساعتِ آئینہ الی ہے
 ہر غل چاروں طرف یہ خانہ آبادی مبارک ہو
 درودوں کی صدائوں سے جہاں میں شور برپا ہے
 چلے ہیں بن دولہ خسرو دنیا و دیں کے گھر

علی وہ دہن ان کی ہیں بہت سرور عالم
 خوشی کی پھر کبھی ایسی سنا دی ہو نہیں سکتی
 ہیں دونوں سے بکنا جنہ بکنا ہی بھی نازاں ہے
 کسی سے وصف اس دولہ کا کیا ہو اور کیونکر ہو
 اگرچہ ہر طرح ذات گرامی ان کی اکرم ہے
 ہوئی تھی ان کی خلقت پاک طیب لاری
 عبادت کا خدا کی لطف ان کو کس قدر اٹھا
 پس ان کو عنایت وہ جو افضال لاری سے
 نہ تو نہیں نقص کس طرح تھیں جب آپ کی بیٹی
 اخصیہ خاص قرب حضرت محبوب سبحان
 تھی جیسی ابنیں ایسی بھی محبت ہو نہیں سکتی
 نہ ہو گا اور نہ خالی ہے کوئی گھر باؤ انکی
 دعاوتے رہتے تھے شاہ دیں یہ وقت زخمت

براتی ہیں مہاجر اور انصار شہ اکرم
 مبارک اس بڑھ کر کوئی شادی ہو نہیں سکتی
 دہن ہی شاہ لاری اور دولہ شاہ مردان ہے
 دہن جس کی شہ والا کی دخت نیک اختر ہو
 نبی کی ہیں وہ دختر یہ شرف بھی ان کا کیا ہے
 انہیں محفوظ فرمایا تھا کس ماہواری سے
 گئیں شب کو جو سچے تہی وقت صبح سر اٹھا
 نجات خلق ہی مشروط جن کی دوست داری سے
 بشر تھیں وہ مگر خیر البشر سے باپ کی بیٹی
 محبت شاہ لاریوں کی بھی ان کے جزو ایماں ہے
 کسی باپ اور بیٹی میں یہ الفت ہو نہیں سکتی
 پھلا پھولا ہے گلزار جہاں اولاد ان کی
 رہے کا شاد آباد ان کا گھر روز قیامت تک

پڑھایا پھر کاح فاطمہ شاہ دو عالم نے
 پھر اس کے بن اپنے قصر عالی میں ذرا بیٹھے
 منگایا اک پیالہ پھر کے پانی پھر پیہمیر نے
 پلایا دونوں کو دونوں پہ چھڑکا شاد ماں ہو کر
 کہا یا رب میں ان کو سو نہتا ہوں حفظ میں تیرے
 رہیں ہر وقت خوش و دونوں پہ تیری خیم رحمت
 ترے نور کراست سے ہوں شکیلن تابناک انکی
 وہاں سے آپ جب چلنے لگے تو فاطمہ روئیں
 وہ بولیں غم یہ ہے شادی ہوئی اس شخص سے میری
 کہا سرکار نے یہ انتخاب رب اکبر ہے
 چنے دو مرد تیرے واسطے پھر کیوں مکدر رہی
 کہا سرکار نے اے نوچر خیم لے لخت دل دختر
 خدایا چاہے تو کچھ کوئی رنج و غم نہیں ہو گا

کہا رخصت انھیں پھر اس مکرّم نے معتمد نے
 لگے پھر ان کے گھوڑاں اُن دونوں کے جا بیٹھے
 لعاب پاک اپنا اُس میں ڈالا میر کوثر نے
 دعائیں پھر ہو مصروف اُن پر مہربا ہو کر
 نگہیاں ان کا تو رہنا ہیں ہوں انکا یہ ہیں میرے
 انھیں اولاد صالح ہو عنایت اور بکثرت ہو
 رہیں محفوظ یشیطان سے اور نسل پاک انکی
 ہوا ارشاد کیا باعث ہی گرے گا ہو کیونکہ غلگیں
 جو ہر اک مفلس و نادار اور رکھتا نہیں کچھ بھی
 علی تیرے لئے اُس کے لئے تو سب سے بہتر ہے
 ہے اُن میں ایک تیرا باپ اک تیرا شوہر ہے
 علی ہی سابق الایماں علی ہی سب سے عالم تر
 رہے گی تو ہمیشہ خوش تر خالق معبود ہو گا

ہوا دونوں کو اطمینان سُکر بات حضرت کی
لکھا ہی یہ بھی اکثر اویوں کے حال جبریں

ولیمہ کر کے پھر مولا علی نے سب کی دعوت کی
ہوا تھا پھر سو ششقال مہر اس عقد بزرگی

جنگ بدر

میں جب ہے انیس پور روز ہجرت سے
مسلمانوں کو کافر راستوں میں تنگ کرتے
یہاں منظورئی قتل و جہاد آئی نہ تھی جب تک
ہوا یہ حکم تو یہ شیر بھی تن تنکے عزائے
دلیری سے اٹھے اور انکے سر پر چڑھ کے لکھارا
چڑھے جو ان کے مونہ پر کر کے چھوڑا انکا مونہ کالا
دکھلے اپنے جو ہر طاقتیں اپنی عیاں کر دیں
ٹوٹ کر ان کو سب صا کر دیا بیڑھے جو خود تھے
اتار تیغ کے گھاٹ اُسکو جو نامی دلاور تھا

انہیں حکم جہاد آیا لڑائی کے جسے نقتیہ
جھپٹ لیتے تھے سامانِ نکاح ان سے جنگ کے تھے
مسلمان لٹ رہی تھے کافروں کے ہاتھ ہی ایک
بڑھے اور کافروں کے سامنے میں ان میں ہے
ادھر آئے ادھر پہنچے بسے پٹیا اُسے مارا
بدانجامو کی دینائے ستم میں زلزلہ طو الالا
کے ملک ان کے دیہاں چوٹ انکی بتیا کر دیں
اٹ کر رکھ دیے تخت ان کو کسر اوقیصر تھے
ابوہل شقی تھا پھر نہ محب تھا نہ غنہ تھا

جہنم سے اور مفرور اُن کے فحتم نہ سکتے تھے
 لڑائی میں مسلمان اُنکے موہ نہ پر چڑھتے جاتے تھے
 یہ تھے جس رنگ بیاض نگ میں ہنسی بہت تھی
 ہو چاہیے کچھ بھی راہ راست لیکن ملتے تھے
 وہ بے سامان تھے لیکن دولت و بک کھیاں تھے
 یہی خیر تھا اُن کا اور یہی تلوار تھی اُن کی
 بھر و سہشت پر رب کا تھا رحمت اُن کے اگر تھی
 دکھا دیتے تھے وہ یوں راہ حق میں جان بھولتے
 وہ کر کے صلح یا تیغ آزمائی کر کے اُٹھتے تھے
 کہا کفار نے انہو مسلمان بڑھتے جاتے ہیں
 ارادہ یہ کیا سب کے تیار ایک لشکر ہو
 اچل پھل سب سے زیادہ اس میں سعی تھا
 ابو سفیان و عقبہ اور شیبہ شمع کرتے تھے

ہزار ان میں سو تیرہ کے اُنکے جم نہ سکتے تھے
 وہ پیچھے ہٹتے جاتے تھے بکے بڑھتے جاتے تھے
 کہ وقت صلح تھے موم اور وقت جنگ پھر تھے
 جو طنائس لڑتے تھے جو ملتا اُس ملتے تھے
 بڑا سامان تھا اُن کا یہ کہ وہ پکے مسلمان تھے
 یہی طوہال او یہی شمشیر جو ہر ذریعہ اُن کی
 وہ پیچھے کس طرح ہٹتے کہ جنت اُن کے آگے تھی
 رسول اللہ کے پتے فارانی ایسے ہوتے ہیں
 جہاں بھی بیٹھ جاتے تھے صفائی کر کو اُٹھتے تھے
 ہر لازم ان کی سر کوبی کہ سر پر چڑھتے جاتے ہیں
 اور اُس میں ہر سب کی یہ نادی توجہ نگہ گھر ہو
 وہ سب اُس کی رعیت تھے وہ گویا انکار اعلیٰ تھا
 مال کاراں کے سامنے تھا اُس دورے تھے

بہت روکا بہت سبھائیں باتیں اسکو وقت کی
 مگر اُس کے دوسرے پر موت تھی کپال سلگے
 کہا غیب نے اسی سردار قوم اس صمد باز آجا
 یہ مانا کہ نصرت بھی ہوئی تو کیا نتیجہ ہے
 خلافت اسکے ہو تو ساری دنیا بنی ہو
 وہ بولا اُن سے تم مکرور ہو نامرد و اہی ہو
 یہ میاں ہی جو انمردوں کا تم کہتے قابل ہو
 کہا غیب نے خیر آنے تو دیکھو دن بتا دوں گا
 نتیجہ کیا ہی اپنی مدح کے قصے سنا سے
 اُمیہ نے کہا میں اس لڑائی کا مخالف ہوں
 ہوئے کچھ دن کہ سعد بن معاذ اسی جو میر گھر
 رسولِ مرسلین نے ایک ن جہم سے یہ فرمایا
 مسلمان تو نہیں ہوں میں مگر دل میرا کہتا ہے

جہان تک ہو سکا اُس دشمن وہیں کو نصرت کی
 خیالات اپنے اُس کے دل میں کیونکر ڈال سکتے
 لڑائی میں ہمارا ہی نہ کوئی فائدہ تیرا
 بلکہ اُن سے کیا کپال اُن کو پاس کٹھا ہے
 خبری اُسکی بھی اُسوقت جو ذلت نری ہوگی
 تمہیں لڑنا نہیں تو جاؤ گھر کو اپنے راہی ہو
 تمہارے دل میں ہشت ہر مسلمانوں کی بزدلی ہو
 ہے تو نامرد و اہی یہ تجھے ثابت کرادوں گا
 لڑائی بھی کہیں سر ہوئی ہے باتیں بنا سے
 نہ گھر سے باہر آؤ گے مسلمانوں کا خائف ہوں
 اُٹھیں برسین تذکرہ مجھ سے کہا آکر
 مسلمانوں کے ہاتوں اُمیہ جائے گا مارا
 کہ وہ جو کچھ بھی فرما دیتے ہیں وہ کچھ رہتا ہے

مسلمان بھی نہیں ہر اور پھر یہ وہم ہے تجھ کو
پھر اہل وادی مکہ کو کس کا آسرا ہو گا
کہ تو نہا بھی لڑنے کو چلا جا تو کافی ہے
کیا اس سے بہت اصرار اور پہر و خشاہد کی
ابو جہل شقی نے اُس کو آخر کر لیا راضی
نہ مانا وہ کسی صورت سے ہڑادی چڑھائی کی

رواکی لشکر کفار

ابو جہل اُس سے بولا غلط اسے نا فہم ہے تجھ کو
اُمّیہ جب نہ ہو گا ساتھ کس کے قافلہ ہو گا
مجھے تو یہ گماں تھا ساتھ تیرے فوج اتنی ہے
اسی صورت کی تعریف اُسکی اور یہی کی
وہ مرد و و خدا و دشمن اسلام تو تھا ہی
منفر کی جگہ پھر بدرا اُس نے اس لڑائی کی

رجز پڑھنے ہوئے تھے کہ کتے بھونکتے نکلے
یہ کہنے موت کے مونہ کے لئے اک قلم تر تھے
یہ کہنے جہاڑ کر چھینکا تھا کوڑہ ارض اقدس کا
یہ کہنے چند بے سالا مسلمانوں کی دعوت تھی
یہ کہنے مرنیکو دولت گھر سے دور جلائے تھے

بھڑکتے اور سگ سے بھی اپنے چمکتے نکلے
یہ کیوں کہنے کہ وہ شیر و شکر آپس میں مل کر تھے
یہ کیوں کہنے کہ اک لشکر تھا وہ اعدائے انجس کا
یہ کیوں کہنے کہ اُن کے پاس سامانوں کی کثرت تھی
یہ کیوں کہنے کہ لڑنے کے لئے منفر ورجا تھے

یہ کہنے ذریت تھی ساتھ اس اور شیطان تھا
 یہ کہنے سر پہ نازل اک برا آسمانی تھی
 یہ کہنے بجلیاں لشکر پہ گرنے کو لپکتی تھیں
 یہ کہنے دست پر زور اجل میں انکا دامن تھا
 یہ کہنے موت کے رستے پہ تھر مرنیکو جاتے تھے
 یہ کہنے جا رہی تھیں رتھیاں گھر گھر سراسیمہ
 یہ کہنے تھے وہ اعدائے نبی مومنہ ان کے کالے تھے
 یہ کہنے پھانکنے کو خاک نکلے تھے بیاباں کی
 یہ کہنے وہ اسیر خنجر تھے مجبوس زناں تھے
 یہ کہنے تنگ تھے اور کشمکش میں ان کی جاہل تھیں
 یہ کہنے نامراد ی پر کون افسوس ملتے تھے
 یہ کہنے شور و اویلائے قبل از مرگ برپا تھا
 یہ کہنے بانہ کرمیاں میں ت انکولانی تھی

یہ کیوں کہنے ابو جہل شکر میرسا ماں تھا
 یہ کیوں کہنے کہ خود آہنی کی ضد قتانی تھی
 یہ کیوں کہنے کہ مردودوں کی تلوار چمکتی تھیں
 یہ کیوں کہنے زہر پوشی میں فردا ایک بات تھی
 یہ کیوں کہنے کہ وہ نام آوری کر نیکو جاتے تھے
 یہ کیوں کہنے سواری بیت گھوڑی بمعاشرتی
 یہ کیوں کہنے کہ وہ ہے کے عہد وہ مومنہ ڈالے تھے
 یہ کیوں کہنے کہ تھی گرد سفر عہد آرجاں کی
 یہ کیوں کہنے کہ ڈیر و بھیموں میں شاواں فرما تھے
 یہ کیوں کہنے کچھ تا دونوں سب کی کمائیں تھیں
 یہ کیوں کہنے جلال بیکے ہاتھوں میں نکلتے تھے
 یہ کیوں کہنے دہلے کے ساتھ بجا بوق و فرما تھا
 یہ کیوں کہنے کمر بندی پہ تیغ آزمائی تھی

یہ کیوں کہے رتھی دھوپ اپنے تھی گرتی عالم کے
 یہ کیوں کہے قوی پہل تھی اور بار سوار تھی
 یہ کیوں کہے کہ جنگ بدر سر کر نیو آئے تھے
 یہ کیوں کہے کہ زہر آلود نیزوں کی سائیں تھیں
 یہ کیوں کہے کہ تلواروں کے بادل تھی برسنے کو
 یہ کیوں کہے زہر پوشی تھی اُن نامہ سپاہیوں کی
 نہ کہے یہ بھی گھر سے نکلے تھے وہ خاک اُڑانے کو
 غرض یہ ساز و سامان کے اطمینان سے نکلے
 سوار اُن ہیں تھے کچھ لوگ اور کچھ پیادہ بھی
 دکھلتے جاتے تھے اپنی اولوالعزمی ارادوں میں
 سلاح جنگ اِجماعاً زبیں پر تھتے جاتے تھے
 وہ اپنی جیانی کے عمل دکھاتی جاتی تھیں
 یہیں چلتے ہوئے جاتے قیام پر نہ کہ آئے

یہ کہے جا رہی تھے دوزخی نار جہنم میں
 یہ کہے مرنے کو نکلتی تھی گھر و اون بھاری تھی
 یہ کہے مختصر سی بات ہے مرنے کو آئے تھے
 یہ کہے سنا ہے نہ کھوئے تھے اور باہر زبائیں تھیں
 یہ کہے ناگینیں بن کھارہی تھیں کچے ڈسنے کو
 جہنم کو چلیں تھیں گٹھریاں بندہ کرگنا ہوئی
 یہ کہے خاک کو آئی تھی روٹھوں کے منانے کو
 وہ اپنے زعمِ باطل میں نہایت شاک سے نکلے
 وہ سب اس سو سے کم تھے اور نو سو زیادہ بھی
 شتر تھے سات سو گھوڑے تھے ستائیں ماروڑیں
 گرختے جاتے تھے بادل سے بانجھتے جاتے تھے
 تھیں لگنے والیا کچھ ساتھ میں رکائی جاتی تھیں
 غرض اس ساز و سامان کے مقام بدر تک آئے

وہاں شیطان کجب کرتا رانوج اعدا کو
 کہا حضرت فوراً مشورہ اصحاب سے اپنے
 یہ فرمایا کہ مجھ سے خائف اکبر کا ہے وعدہ
 تجارت کا مگر جو خائف تھا اُس سے ورگزر
 کہا اُن میں بعض اصحاب نے لیکن یہ تھا اچھا
 ہوئے برع شہ کوئیں اس تقریر سے اُنکی
 کہ ان اصحاب میں موجود صدیق و عتر بھی تھے
 کہا ان چاروں کے ان لوگوں کو اس کی خبر کیا
 یہ سب درم قتال و جنگ پر اصرار کرتے ہیں
 کہ مقتدا دے ہونگے نہ بیٹھے رہنے داؤت میں
 کہا پھر سعد نے ہم لوگ دریا میں رہا ہونگی
 وہ ہوگی سہی راہ دین حق میں جس سچی خوش ہوا
 ہوئے شاد اور ہم شہید والا نے فرمایا

خبر دی آئے حبریں اپنے شاہ والا کو
 خبر لائے تھے جو روح الامیں وہ سب کی اُن
 کہ ہوگا کافروں پر امتناع و مال پر قبضہ
 کہ وہ تو جا چکا ٹھن نہیں اب پاسکو اسکو
 نہ کرتے ہم قتال اور تاجروں کا مال مل جاتا
 مگر بات آئے چھی طرحی تقدیر سے اُن کی
 تھے مقتدا و خرد آگین و سودنا سو بھی تھے
 یہ سچے ہی نہیں سرکار کے بد نظر کیا ہے
 خدا کے اور نبی کے سامنے اقرار کرتے ہیں
 نہ ہم ٹھہریں گے اِن اہل مناک کے کہنے داؤں میں
 غرض یہ ہی بیٹھے حکم ہی ہونگے جہاں ہونگی
 کریں گے ہم جہاد ایسا کہ اللہ و نبی خوش ہوں
 کہا ہوگی تمہاری فتح ہے اللہ کا وعدہ

٢٠ تیارِ شکرِ اسلام

دیا پھر شاہِ دیں نے حکم تیارِ شکر کا
درِ دولت پہ خوش ہوتے ہو با صد ادب
وہ تھا ماہِ صیام اور بارِ صوبتِ یحییٰؑ تھی اسکی
مسلمانوں کے اس شکر کے چلنے کا بیاں سنئے
تھے یہ سب تین سو تیرہ مسلمان اور نہتے تھے
چھ زینِ آٹھ تلواریں تھیں یہ کُل ان کا سامان تھا
یہ دسٹ سے چلے تھے لڑنے کو یہ ڈھنگ تھی دیکھو
ہزار اعدائے اور اس طرف بس نہیں گھوڑے تھے
دیا تھا حکم یہ اوٹوں کی نسبت شاہِ والا نے
شہِ والا کے حصے میں علی مرتضیٰ آئے
مری باری پہ بھی سرکار ہی چڑھ لیں تو اولیٰ کا

ہو اتیار شکر جاں نثار ان پیہر کا
ہوا تھا حکم جن کو ساتھ چلنے کا وہ سب آئے
مدینے سے چلے جب بدر کو وہ سرِ وِ عالی
جو تھا سامان اُن کے ساتھ اُسکی داستان سنئے
بس ان کے پاس ستر اونٹ تھے اور تین گھوڑے تھے
سوا ایک سنی کا لطف تھا اور فضل رحمان تھا
ذرا ان آٹھ تلواروں کو اور اس جنگ کو دیکھو
یہ کبھی تو نہیں تھی یہ بھی کیا کہے کہ تھوڑے تھے
کہ ایک ایک اونٹ دو دو آدمی لیں باری باری سے
تو کرتے ہوں وہی عرض پیش مصطفیٰ آئے
ہوا ارشادِ عالی اے علی یہ راہِ مولیٰ ہے

میں مستغنی نہیں تم سے زیادہ اجر پانے میں
 چو کو اعلیٰ چپ سُن کے یہ ارشاد آنحضرت
 ملا ایک اپنے کو دُور سے جہاں اُٹھی جد ہر اُٹھی
 نشان تھے پابندی کی نشانی ہر سپاہی کی
 چمک ان آہستہ بینوں کی نہ تھی اُس ایک ہاتھ میں
 ضیا تو ان کی کجی رُوز میں پر بڑھ کے آتی تھی
 کی انکی انہیں مانع نہ تھی جیہ اکڑاتی تھیں
 جھلکا ران کے قبضے انکی شکلیں پیاری پیاری تھیں
 یہ چلنے میں نسیم خلد تھیں کھینچے میں دُور تھیں
 بڑھیں تھیں یوں کہ بول نہیں کو جا کے ماریں
 کہیں نشان کی اس حسن و خوبی کی نہیں دیکھیں
 رجز خوانی میں وہ فقر نہ تھے جو گندے ہیں
 بھرتی پر خدا کے مشرکوں کو لانے آئے ہیں

قوی تر تم سے ہوں چلنے کی تکلیفیں اُٹھانے میں
 چلا پھر شکر اسلام دکھلاتا ہوا لشکر
 بٹھائی آسمان کے سر پہ جب گرد سفر اُٹھی
 پھر سے تھے کہ کلیاں دامن ظل الہی کی
 ادھر تھی شمش جہت میں اور ادھر بھی ربع مسکون
 یہ سب سے راہ میں چاندی کی طلعی ہوتی جاتی تھی
 نیا موت و تغین آپ ہی آپ اُبلتی پڑتی تھیں
 وہ نازک تھیں وہ ہلکی تھیں مگر دشمن پہ بہاری تھیں
 یہ تلواروں کی جا میں تھیں یہ تیشہ و کجاوہ تھیں
 چلیں تھیں یوں کہ اُس لیکر اُسکی ذوالفقار آئیں
 یہ اُٹھوں جی میں ہر ہفت ایہی بھی نہیں دیکھیں
 یہ کہتے تھے کہ ہوا اللہ ایک نام اُسکے بندے ہیں
 مسلمان ہیں رسول اللہ پر ایمان لائے ہیں

نہ دیکھتے اور نہ بولتے ساتھ اس لشکر کے بچتے تھے
 مسلمانوں کا لشکر کیا مبارک اور منظر تھا
 پھر ان سے کون بچا شوق کا جن کے یہ عالم تھا
 جنگ اپنی نہ میدان و غا سے چھوڑ کر بھینکیں
 غرض ہوں کاٹتے رتنہ و طیش و غناؤں میں
 وہاں اردو ہو گیا یہ نہ صورت ایسی پیش آئی
 جہاں پھر تھے کافروں جگہ ٹھنڈی تھی اور تم تھی
 وہ ہیں اچھی جگہ اور ہم پڑے ہیں گرم میدان میں
 ہوئی تھی ان کے نادانی کہ یہ وہم ان کو گذرا تھا
 نہ سمجھتے تو نہ تھے جو ہو سکے حالت نہ غیر ان کی
 کیا سامان پیرا ان کی خاطر اپنی قدرت سے
 و بار بہت اس طرف خوش ہلایاں سا بھرتے تھے
 محب منظر تھا کیا اللہ کی قدرت نمایاں تھی

لڑاکا شور تھا بکیر کے بادل گر جتے تھے
 سب اعظم ان میں کوئی کوئی سدا کیر تھا
 موخر مارا تھا اور مرجانا مقدم بھٹا
 جو ٹیکے لگے بازو تو وہیں وہ توڑ کر بھینکیں
 وہ تھے بد زنگ اللہ اکبر کی صداؤں میں
 جو تھی خشک اور تیلی الفاٹا وہ جگہ پانی
 یہاں تھی جن قدر گرمی وہاں اس قدر کم تھی
 یہ تنک شیطانی ڈالافلوب اہل ایمان میں
 مگر غلام غیب اللہ تو دانا و جہتا تھا
 خدا تو جانتا تھا یہ کہ نیت ہے خیر ان کی
 کہ دھوئی ان کی گرد و اہم باران رحمت سے
 اوہر دلدل ہوئی کفار مار مار پھرتے تھے
 یہی بارش اوہر رحمت اوہر رحمت کسا بھی

اور ہر بوزینہ میں مقصود کے گوہر سننے تھے
 اور سرگرد و کدورت پہل رہی تھی اہل ایمان کی
 اور ہر سختی و زس میں گئی تھی چلتے پھرتے تھے
 اور ہر پہنچنے فصل خداوند تعالیٰ تھا
 یہ کیوں کہ کبھی کو نذنی تھی ان سپاہوں پر
 وہیں نازل ہوئی اس باب میں قرآن کی آیت
 یہ خوشخبری ہے جس میں اور نبیوں کا فرماں ہے
 یہ معنی ہیں اس آیت کے یہ طلب ہے اس آیت سے
 صفائی اور طہارت میں تمہاری ناکام کام آئے
 مسلمان خوش ہو یہ مژدہ و فرحت و فرائد
 تھی اس مبارک کی غرض تابخ سنہریں

اور ہر کئی بار خدا پر پتھر برستے تھے
 اور ہر وہ جگہ کہ ہنر تھے پوش و حرمان کی
 اور ہر وہ جگہ کہ تھے پہل جلتے تھے گرتے تھے
 اور ہر ہزار بارش تیر تھا ہر چہ تھا بھلا تھا
 تڑپتی تھی وہ گرنے کو فرشتی رو سیاہوں پر
 مخاطب ان مسلمانوں سے جس میں تھا بعد رحمت
 وہ آیت ہے انفال میں موجود قرآن ہے
 کہ بھیجا ہم نے تم پر آبِ باران پتی رحمت سے
 سوا اسکے نہیں مٹو نا رکھے جس شیطان سے
 بڑھ چکا ہے اور بھی جو ش ان کا یہ حکم خدا سن کر
 کہ آئے چڑھ کے بہر جنگ وہ اعدا کفر ہیں

دعا کا تخم رسالت صلی اللہ علیہ وسلم

اُدھر وہ دشمن اسلام اُدیں بہر و غاٹھے
 نہ تھے وہ اپنے آپے ہیں اُدھر شیطان تھا غالب
 کہا یا رب یہ ٹھوڑے سے سماں لیکے آیا ہوں
 وہ ان کے سہیتے ہیں مٹا اور پاکان کی زبانیں تیا
 یہ لگے ہیں جو کہ ہیں یہ نفس ہیں بے زر ہیں
 نہ کچھ تھا پاس ان کے اور نہ یہ کچھ ساتھ لائے ہیں
 بڑی تو کیا کوئی شے ان کو چھوٹی بھی نہیں ملتی
 اچھیں آزاد کر غم سے سترتے ہیں ہم دے
 اگر یہ ہونگے سب قتل آج اس جنگ اعدا میں
 جو آج کا ہے کسی کا چہرہ نہ بیوہ ہی نہیں ہوگا
 اچھیں منظور کرے چن بے زر لیکے آیا ہوں
 سٹے عصیاں کی ظلمت نور وحدت کا اُجالا ہو
 انہیں ستیغ و نصرت دشمنوں پر اسبہ قاور ہے
 اُدھر شاہنشاہ کوہین کے دست دعا اُٹھے
 اُدھر تھے شاہ ہیں اللہ سے امداد کے طالب
 تری سرکار میں کرنے کو فرماں لیکے آیا ہوں
 بس ان کے پاس تیرا نام ہی اور ان کی جا میں ہیں
 مگر تیرے ہی یعنی میری انصار اور باور ہیں
 تو میری شرم رکھ لہنا کہ میری ساتھ آئے ہیں
 یہ وہ ہیں پیٹ بھر کر جن کو روٹی بھی نہیں ملتی
 اچھیں تو مال دے ملیوں کو دینار و درہم دے
 تو پھر تیری پرستش حشر تک ان کی نہ دنیا میں
 جہاں میں کوئی تیرا نام لبوا ہی نہیں ہوگا
 تری سرکار میں نذر محقر لیکے آیا ہوں
 ترا کلمہ پڑھے مخلوق تیرا بول بالا ہو
 اہی تو قوی و حافظ و قیوم و ناصر ہے

سنبھالے جاتے تھے صدیق اکبر اپنے پہلو پر
 تھے ان کے دونوں ہاتھ ان کی نبلہاٹے منہ پر
 یہ حالت دیکھ کر صدیق اکبر یوں بہ گویا
 ہر کیوں انما تر دو فکر یہ سرکار کو کہا ہے
 ہیں دشمن سر پر اب سرکار اھلکرا سطرقت ہیں
 یہ سن کر آپ لشکر دیکھنے کو گشت میں آئے
 لئے یہ ان میں پھر اس کنا اس کنا سے
 بیاں ہیں راویوں کے لئے یہ ذکر آیا تھا

مگر کہ حال تھا اس وقت طاری شاہ خوشنویز پر
 مگر چاہے نہیں کتنی تھی پھر بھی جسم اطہر میں
 وعا مقبول خالق ہوگی بس یا سید والا
 ہماری فتح و نصرت ہوگی ہم سے اسکا وعدہ ہے
 جہاں اپنی دیکھیں اور انکو صف بصف دیکھیں
 مقام خوف سے بچے رجا کے وشت میں آئے
 بنائے قتل کفار کلڑی کے اشیاء سے
 وہیں پایا گیا مردہ جہاں جس کو بنایا تھا

قتل عتبہ و شیبہ و ولید

چھڑی پھر جنگ دہر موت کے شائق ولید
 رجز خوانی بیہودہ کے لیے آواز اٹھوں گی
 بجالانے کو ارشاد و شہ ابراہیم تھے

کہ لڑنے کے لئے عتبہ و شیبہ و ولید آئے
 کہ بھیجا یا حاتم ہم سے لڑنے کے لئے کوئی
 معاذ و عوف و عبد اللہ یہاں تیار بیٹھے تھے

انصارہ پاتے بھی سرکار کا تھے ہوڑا اٹھے
 گئے جیت تو یوں گویا ہوئے وہ دیکھ کر ان کو
 یہ بولے تم کو جن سے رنج و اُن پر فدا ہم ہیں
 تو یوں کہنے لگے اپنا نہیں نکلا در مطلب
 کہا سرکار نے کہا کہ یہ تینوں چلے آئیں
 اٹھے یہ شہر اور میاں میں نعرے مار آئے
 وہ بولے ہم لوگوڑوں پر ہیں اور تم پاپا وہ ہو
 نہ تیرے ہیں نہ بھالے یہ بھی کچھ لڑائی صورت
 جھلا ہم سے الجھنے آئے ہو کیوں شامت آئی ہے
 اور ہر سے غازیوں نے دی صدا اللہ اکبر کی
 وہی تو ہو جو کل نکا اس طرف آئے سوڑے تھے
 وہی تو ہو جو کل نکا ہم سے لرزاں اور حالی تھے
 یہ ہم اپنی زبان کیا کہیں تم کیسے ڈرتے ہو

بگڑنے کے لئے کفار سے بنتے ہوئے اٹھے
 کہاں گھر ہی تمہارا کون ہو کیا نام رکھنے ہو
 مدینے رہتے ہیں انصار محبوب خدا ہم ہیں
 نبی اعام اپنے چاہتے ہیں تم سے کیا مطلب
 ابھی اٹھیں عبیدہ جاؤں حمزہ و علی جاؤں
 بڑھے اور دشمنوں کو دوسرے لڑکارتے آئے
 ہر ظاہر یا تو ہو کم عقل یا گھر سے زیادہ ہو
 بس ان تلوار لیکر چلے ہو کیا حافیت ہے
 ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ تم کو موت لائی ہے
 بڑھے کہتے ہو یہ بات تم نے ہم سے کیونکر کی
 وہی تو ہو جو بوجہل لعین کو منع کرتے تھے
 وہی تو ہو جو اس تیغ آزمائی کے مخالف تھے
 اُبتہ کو بلا لو اس پوچھو جیسے ڈرتے ہو

یقین مرنے کا رکھتے ہو مگر لڑنے کو آئے تھے
 کہہ مرنے کو حاضر بالار او تم ہو یا ہم ہیں
 یہ کی تھی گفتگو تم سے کہ ہم سے اس شکر نے
 یہ کہہ کر بھینچ دین تینوں تلواریں نہاموں سے
 ملک حیران تھے تیغ علی کے کارنامے پر
 دیا کاواچو چھپے ہٹ کے اس کے اپنی تو سن کو
 علی و حمزہ عالی گہر تو بچ کے صاف آئے
 ہو البکین وہیں فی انارہ بھی دشمن جاہل
 ملا جب دشمنوں کا مال اور سامان غنیمت میں

تو پھر یہ کیوں نہیں کہتے یہاں گرنے کو آئے تھے
 نبی اکرم ہمیں گہر سے زیادہ تم ہو یا ہم ہیں
 نبیا یا تھا کہسے نامزد ابوہل بد اختر نے
 سروں پر ان کے پیچھے مل گئے ان بد کلاموں سے
 علمے پر پڑی تھی جا کے ٹہری چار جا پر
 تو حمزہ نے بھی چکر کر دیا دو اپنے دشمن کو
 عبیدہ کے بدن پر زخم کچھ وقت مصاف آئے
 شہادت کچھ دنوں کے بعد ان کو بھی ہوئی مصل
 اضافہ ہو گیا کچھ مومنوں کے زور و طاقت میں

قتل ابوہل

یہ حالت دیکھ کر اٹھ کر مساؤ آسمود آئے
 یکایک عبد رحمن ابن عوف نے نظر ان کو

گھبرائے
 یہ دونوں بھائی تھے اور پھر تھے دونوں
 کہا دونوں نے بیٹھ کر ایچا ٹھہر دوا سن لو

ابو جہل سنگم کو نہا ہے ہم کو سبلا دو
 ابھی باتیں یہ ہوتیں تھیں کہ نکلا وہ اُدھر ہو کر
 خدائے پاک نے کیا خوب بات انکی بنائی تھی
 بیاں ہو عید رحمن کا کہ بس مونہ مٹنے دیکھا
 وہ مرکب پر تھا لیکن یہ اچھل کر وار کرتے تھے
 لگائی ایک سے تلوار ایسی اُس کے زانو پر
 عرض ان غازیوں کو چین اس دم تک نہیں آیا
 یہ دیکھا جب تلے دوڑے اور شاہ دیں کے پاس آئے
 کیا وہ حال سارا عرض درگاہ نبوت میں
 کہا سرکار نے ہے کوئی جو اُس کی خبر لائے
 یہ اُس کے پاس جب پہنچے تو اُس میں جان باقی تھی
 پکڑ لی اُسکی وارھی اور چڑھے یہ اُس کی چھاتی
 کہا اُس دشمن سرکار والانے کہ ہاں میں ہوں

نہیں پہچانتے ہم اُسکو اُسکی شکل دکھلا دو
 بتایا عید رحمن نے یہ ہے ابو جہل پہ گوہر
 کہ اُس مردود کو خود موت ان کے پاس لائی تھی
 اور اُس مردود دیں پر انکو تیغیں چھوڑ دیکھا
 اور اُس کے وار کو پچ پچ کے روہر بار کرتے تھے
 کہ ٹہری تک کٹی اوڑھنا گتے گر گئی کٹ کر
 نہ جب تک پشت مرکب سے وہ بالائے زمیں آیا
 خدائے پاک کا کرتے ہوئے شکر و سپاس اُسے
 اوسے دست بستہ ہو کے سرکار رسالت میں
 وہیں تھے ابن سو وٹھکے پیچھے اُس کا منہ لائے
 مگر وہ دین تادیت آخر ان باتی تھی
 کہا تو ابو جہل اے شقی اے جاہل و خود سر
 مگر اب پوچھے کہا آئے ہو جب کے زباں میں ہوں

پھر اُس کے سر کو کاٹا اور پیش مصطفیٰ لائے
 سر اُس کا دیکھ کر گویا ہوئے ہوں سرورِ دلشایا
 سر اُس کا اپنے آگے دیکھ کر ذاتِ نبی اری میں
 ہو ارشادِ بیہی بھلازاں ختم رسالت کا
 ہو جب قتل یہ مرد و تو بارِ دل پہ ناری
 مگر روکا ابھیں بڑھ بڑھ کر سرورِ اربان لشکر نے
 اُدھر روگاہ رستے فتح و نصرت کی سند آئی
 اِدھر پہنچے بھر مجزما کا دستِ پاک اُٹھا
 وہیں اپنے پھینکیں جو وہ اُن بے امانوں میں
 اسی کے نوکر تھے آئیں قرآن میں خبریں
 نہ ہونی فتح کیوں جب اس قدر رسا مار کھتے تھے
 یہ تھی اللہ کی رحمت یہ تھی اللہ کی قدرت
 جہاں کو نشانِ علی شاہ والا کی دکھانا تھی

ہوئے خوش سرور کوئیں جب وہ سامنے آئے
 بھلا اللہ تو غارت ہوا اے دشمنِ ایمان
 کیا پھر سجدہ شکر آپ کے درگاہِ باری میں
 خدا کا شکر ہے مارا گیا فرعون اس امت کا
 اُٹھایا اپنا سامان بھاگنے کی کر کے نہاری
 ابوسفیانؑ ساتھ اُس کے چن رشتہ خاص دیگر نے
 مسلمانوں کے لشکر میں فرشتوں کی مدد آئی
 زمیں سے لیکے تھوڑی چھریاں تھوڑی سی کھٹائی
 ہوئیں اخلہ انکی ناکوں میں آنکھیں پیکانوں میں
 اسی کا تو بیاں ہر ماں سمیت اذہمیت میں
 ملائکہ دعا تھی مجزئی تھے لڑنے والے تھے
 نہیں تو ایک نہرا اور تین سو بیڑہ کیا نسبت
 یہ نوبِ ظاہری جو کچھ بھی یہ تو اک بہانہ بھی

خدا نساہ ہر پھر بھی صاف و نطفہ ہوتے
 جھکانے موڑنے سے کہ یہ مڑتی تھی جھکتی تھی
 وہ کس خوف کر سکتا تھا جس کے پاس نراں تھا
 ہوئے اس جنگ میں مفتون کافروہ شتر تھے
 چچی ہر دھوم اٹک جن مسلمانوں کی جرات کی
 مسلمانوں میں انبار سامانِ عنینت کے
 کئے تھے نامزد سرکار نے کفار چار اُن میں
 لکھا ہے یہ کہ اُن چاروں میں جی تھا نام تھا جس کا
 گڑھا پھر ایک کھہوا کر کہا اسمیں نہیں ڈالو
 گھسیٹا جب پھر کر ٹانگ عتبہ کی صحابہ نے
 حذیفہ تھے مسلمان اور بڑے رتبے کو غازی تھے
 ہوا ان صفا ایماں کے دل میں کچھ خطر پیدا
 پریشاں دیکھ کر اُن کو سمجھ کر اُن کی بد حالی

یہی انجام ہوا آپ تنہا بھی اگر ہوتے
 یہ تھی تزویج دین جن کہیں روکے رکتی تھی
 اُسے تھا کس کا اندیشہ خدا جن کا نگہاں تھا
 گرفتاروں میں بھی اس زیادہ تھے نہ کمتر تھے
 وہ چودہ تھے جنہیں حاصل ہوئی دولت شہادت کی
 گئے تھے ننگے بھوکے ساتھ آماں و دولت کے
 دیا تھا حکم لائیں اُنکی میرے سامنے آئیں
 وہ دشمن آپ کا عتبہ تھا جو ابن ربیعہ تھا
 برابر اُس گڑھے کو کر دو اور مٹی سے بھر وادو
 تھے وہ بھی پاس دیکھا یہ حذیفہ ابن عتبہ نے
 بڑے مراض تھی عابد تھے زاہد تھی نازی تھے
 کیا بشری یہ کس رنج نے رنگ اثر پیدا
 بنی نے اُن کے چہرے پر محاوِ خشکسالی

نہ کچھ صدمہ ہر ان حالات کے اُن پر گزرنے کا
یقین تھا جھکو وہ لے آئینگے ایمان حضرت پر
ہر یہ بھی بات اُٹھو گے وقت بھی پایا بہت ٹھوڑا
اگر وہ اور دینے صاحب ایسا بھی ہو جاتے
کیا حقت اُنہیں اُن کی یہ ساری داستان

وہ بے یار رسول لگتے نہیں رنج ان مرنے کا
مگر یہ غم ہی میں اُن کو سمجھتا تھا خرد پرور
مگر افسوس کُفر و شرک نے اُن کو نہیں چھوڑا
لگماں تھا جھکو پورا اور سب ارباب بھی ہو جاتے
ہوئی خوش سرور کوین اُن کا یہ بیان سُکر

ذکر کفار گرفتار ان جنگ

عقیل بن ابی طالب بھی اور عباس بھی آئے
مہینے میں بجا پھر دھوم سے اس فتح کا ٹونکا
تو یہ اُن کی مبارکباد سے شرمائے جاتے تھے
ہماری تو برائے نام بس تیغ آزمائی تھی
لڑے کیا تم نہیں پھر کیوں نہیں ایسا خیال آیا
جنہیں حاصل ہوا فخر شہادت وہ نہیں میں تھے

گرفتاروں میں رشتہ دار خیر الناس بھی آئے
ہوئے واپس وہاں تین دن رہ کر شہ و والا
مبارکباد دینے غالیوں کو لوگ لاتے تھے
یہ کہتے تھے فرشتوں اور فریشوں کی لڑائی
سنا سرکار نے جبت کلام اُن کا تو فرمایا
لڑے کُفاسے جو کو کے ہمت وہ نہیں میں تھے

ہوئی جب رات حضرت خواجگاہ نازیں آئے
 کراہے حضرت عباس کچھ تکلیف نباش سے
 کہا یہ اُن پہ کیا نہہر پیر کیا تخو لیف ہوتی ہے
 یہ سن کر ابک صاحب اُٹھے نہ اُن کے کئے ڈھیلے
 نہ آئی انکی جب آواز تو شاہِ ہدایا بولے
 وہی صاحب ہیں گویا نہ غم میں رہتے ہیں
 کہا سرکار نے اُن سے کہ اُٹھو اور ابھی جاؤ
 گئے وہ اور کی تعمیل اس اثنا حضرت کی
 بیاں اس افتد رحمت کا کس موہنہ سے کیا جائے
 ہوا رشا و حق میں قید ہو کر کیا کیا جائے
 کہا فاروق نے بہتر عزائم کو قتل کر ڈالیں
 رحمی یہ گفتگو تا دیر اصحابِ پیمبر ہیں
 کہا جب حضرت عباس فدیہ کرو حاضر

اُٹھے دربار سے اور منزلِ ممنا رہیں آئے
 یہ کب برداشت ہو سکتا تھا اُس جانِ نازش سے
 مجھے اس دردناک آواز سے تکلیف ہوتی ہے
 تو پھر وہ ہو گئے خاموش اور آرام سے سوئے
 ہیں کیوں چپکے کسی نے نہ پیر کیا عباس کے کھولے
 ابھی کی ہیں نباش انکی ڈھیلی اب وہ سوئے ہیں
 ہیں قیدی جن قدر اُن سب کے ڈھیلے نہ کر آؤ
 تعالٰی اللہ کیا تعریف ہوا شانِ رحمت کی
 کہ ہو تکلیفِ شمن کو تو حضرت کو نہ نیند آئے
 سزائے موت انہیں بجاؤ یا قہر یہ لیا جائے
 مگر صدیقِ برے پھوڑ دیں انکو جو فدیہ دیں
 ہو ا فدیے کا آخر فیصلہ سرکارِ اطہر ہیں
 وہ بولے کچھ نہیں ہو میرا پاس اس ہوا فاجر

میں سونائے کے آیا تھا وہ آیا ہے غنیمت میں
 کہا محبوب باری نے کہ ایسا ہو نہیں سکتا
 وہ سونا لائے تھے تم کافروں پر صرف نیکو
 تو وہ بولے کہا س لاؤں پھر اور کس طرح لاؤں
 کہا سرکارِ رواں لائے ضرورت بھیک کی کیا ہے
 جو چلتے وقت دے آؤ تھے ام الفضل بی بی کو
 وہ حیراں ہو کے بولے آپ کو انکی خبر کیا ہے
 خبر دی ہے مجھے رب نے تم اب بھی کچھ سمجھو
 وہ بولے ہاں میں سمجھا آپ سچے اور رب سچا
 عرض اسلام لائے حضرت عباس اسی عس

وہی رکھ لیں شہ والا مرے فیہ کی صورت میں
 جو آیا ہے غنیمت میں وہ فدیہ ہو نہیں سکتا
 کہ فدے کیلئے آیا تھا جس کے پاس دھرنے کو
 چچا ہوں آپ کا کیا ہو کیا انگوں ہاتھ پھیلاؤں
 منگنا بھیجی وہ سونا جو تمہارے گھر میں رکھا ہے
 وہ اس بڑھکے کس کام آئے گا کچھ دل میں سوچو تو
 کہا شاہ و دو عالم نے کہ مجھ سے مستتر کیا ہے
 کیا جو کچھ بیاں اس بات کا مطلب بھی کچھ سمجھو
 یہ مذہب آپ کا بیشک ہے اسے فخر عرب سچا
 رہائی اُن کو بخشی اور رکھے کو کیا رخصت

جنگِ احد

ابھی صرف ایک سال اس پہ بغزوہ کو گذرا
 قریب خیم گویا تیسرا تھا سالِ ہجرت کا

لڑائی کا ہوا پیمان کُل کفار مکہ میں
 یہ ٹھہرا ہوا وہ اس خباک میں مال تجارت سے
 ابوسفیان سے سب کے کہا تم سب میں بہتر ہو
 ادھر مخفی نہیں تھی بدر کی کوئی خبر اُن سے
 بہت باتیں بنا ہیں اُن سے اور اُنکو بہت ٹالا
 وہ بی بی اُنکی دختِ غنیمۃ ابن ربیعہ تھی
 کیا تھا بدر میں قتل اُسکو حمزہ آپ کے عم نے
 ابوسفیان آخر ہو گئے راضی چڑھائی پر
 صفیں لقصۃ قایم کی گئیں بہر شمار اُن کی
 امیران سپہ میں جا کے اُن کے لشکر یانٹے
 تھے جتنے جانور سب تیز رفتار و سبکرو تھے
 بھلا کیوں لے چلے تھے اُن کو کیسے رائے کی کج
 خبر اس لشکرِ اعدا کی دی عمِ مکرم نے

ہوا خباک اُحد کا شور و غل کفار مکہ میں
 بچا کر اصل باقی سب کے آئیں اپنی دوات سے
 مناسب عجم تھتے ہیں کہ تم سردارِ لشکر ہو
 وہ خائف بھی یہ حالت کہہ نہ سکتے تھے مگر اُن سے
 مگر منہ اُن کی زوجہ نے انہیں مجبور کر دیا
 پادر کے مارے جلنے سے بہت ہی دل گرفتہ
 اُسی دن اُسے یحییٰ کر رکھا تھا اس غم نے
 چلے سردار اس لشکر کے بنکر اس لڑائی پر
 گئے جب سب تو تیار اونٹنی سہ ہزار اُن کی
 زرہ پوش اُن سے تھے سات سو وہ الگ چھائے
 شتر تھے سہ ہزار اور گھوڑے اُن کے ساتھ دو سو
 زمان مکہ کے بھی پندرہ اونٹون پہ ہو ج تھے
 لکھا یہ حال سب حضرت کو عباسِ معظم نے

دیا یہ خط کسی کو اور یہ فرما دیا اُس سے
 کتب میں ہی رہا اور آیا ہی اخبار شریف میں
 یہاں خط لکھا عباس کا محبوب داور کو
 کہ وہ اس لشکر کفار کی جا کر خبر لائیں
 گئے وہ اور کسی ترکیب سے لشکر کو دیکھ آئے
 وہاں سے بڑھ کے ابو امیہؓ کا وہ لشکر خود
 کیا یہ مشورہ کفار نے قبران کی کھدواؤ
 اگر بالفرض اپنی عورتیں آئیں سیری میں
 نہیں تو لیں مال و زر بہت سا اسکی قیمتیں
 ہو جب طے یہ آپس میں خوش ہو کر گئے بھاگے
 وہ بولے سُن کے اس بخویر کو یہ رائے فاسد ہے
 بنو مکر و خراہ ہیں جو کتے میں حلیف اُن کے
 ہماری جبقہ رقبہ ہیں فوراً کھو ڈالیں گے

کہ اسے تیسرے دن غزیرت والیں پہنچاؤ
 چلا لشکر یہ اور کی پہلی منزل ذی الحلیفہ میں
 تو بھیجا آپ نے اُس سمت جناب ابن منذر کو
 پتہ پورا لگالیں جب تو فوراً واپس آجائیں
 مطابق نامہ عباس کے اُس کی خبر لائے
 جہاں تھی قبر پاک مادر سلطان بحر و بر
 نکالو ٹھہریاں اُسہیں اور ساتھ اپنے لیجاؤ
 تو ممکن ہی عومل ان ٹھہریوں کے انکو واپس لیں
 نہیں نقصان کچھ ہی فائدہ ہر ایک صورت میں
 یہ صورت پیش کی جا کر ابو سفیان کے آگے
 بڑے جھگڑا پڑیں گے ہمیں یہ وجہ مفاسد ہے
 تمہیں معلوم ہی وہ کیا کریں گے یہ خبر سُن کے
 بہانہ ہاتھ آئے گا عداوت یوں نکالیں گے

وہیں ٹہرے وہیں اپنا مقام جنگ ٹہرایا
 ادھر سرکار آئے مجلس اصحاب والاہیں
 سنا کر حال سارا رائے کی اُن طلب اُن کی
 اُٹھیں کیوں نہ لگاؤ اپنی گھر میں بیٹھو جانے
 بڑھیں ہم سے یہاں اگر تو پھر جا کر اڑیں ہم بھی
 نہ کہ کوئی نہ بھی اتفاق اُن سے ہی فرمایا
 اگر البسا ہو اتو وہ ہمیں کمزور سمجھیں گے
 وہی تو ہیں یہ جو پھر برسرِ پیکار آئے ہیں
 نہیں کیا یا دل کی بات ہی کیا اُن کا عالم تھا
 خدا شاہد ہر میں سوقت ہوں گلزارِ حنیت میں
 تو بولے آپ کی اور رب کی الفت کھینچ لائی ہے
 تو پھر تجھے کبھی مٹنا نہیں ہوں خوفِ اعدا سے
 تو بیشک گلشنِ فردوس میں پہنچا ہوا ہے سچ ہے

چلا شکروہاں اور اُحد کے سامنے آیا
 ادھر تو اُترے کافر گہر کے قہر حق تعالیٰ
 یہ مطلب تھا کہ مرنی جان میں محبوبِ ربانگی
 کہا یہ بعض نے وہ چڑھ کے آئے ہیں تو آئے
 جو آجائیں یہاں لڑنے کو تو اُن سے لڑیں ہم بھی
 سنی جیتا یہ اُن کی اور اُن کا مدعا پایا
 مگر اکثر مہاجر اور انصار اٹھ کے بولے
 ابھی کل بدر میں جا کر ہم اُن کو مار آئے ہیں
 ادھر کثرت بھی پیڑ اور ادھر مجمع بہت کم تھا
 کیا نعمان نے یہ عرصہ درگاہِ نبوت میں
 کہا سرکار نے کیونکر یہ صدمہ پیش لائی ہے
 سوا اسکے لڑائی کیلئے بڑھتا ہوں جب تک
 ہوا ارشاد اے نکاح یہ تیرا بیاں سچ ہے

کہا مالک نے اٹھ کر بائیں رخ میں دوڑا
 نہ اٹھے جو خاکے راستے میں وہ قدم کیا کر
 کہا حمزہ نے خالق کی قسم روزہ نہ کھوٹے گا
 کیا اصرار اسی صورت اور اصحاب حضرت
 پڑھا خطبہ بروز جمعہ اور ان کو نصیحت کی
 گئے فرمان تیرائی لشکر دیکے حجرے میں
 گئے ساتھ آپ کے فاروق اور صدیق اکبر بھی
 کی آرمش سلاح جنگ سے جہم مقدس پر
 سجایا لاکے خود آہنی بالائے عمامہ
 اڑھائی چادر پر نور نیزہ ہاتھ میں دیکر
 اوپر سر اور اسید آپس میں باتیں دونوں کرتے
 یہ کہتے تھے کہ اختلاف ان کا مناسب تھا
 ہزاروں سال تیرا ان پیغمبر در پہ حاضر تھے

غزا ہو یا شہادت مجھ کو یہ محبوب میں دوڑا
 ہم ان دونوں کو خواہش مند میں پھر کھو غم کیا ہی
 میں جب تک غازیوں میں یا شہید نہیں ہو لوں گا
 تو چلنے کا ارادہ کر دیا ختم رسالت نے
 بشرط انتقامت خوش خبر دی فتح و نصرت
 وہاں کیا تھا ہو اتیار لشکر اک اشارے میں
 اسی حجرے میں بچے دونوں یاران پیغمبر بھی
 زرہ پہنائی اور دوتا بارہا ہزی فرق اتین
 لکائی تیغ سرکاری مکر سے باندھ کر پڑھا
 چلے اس شان سے حجرے سے اٹھ کر حق کی پیغمبر
 خلاف رائے پیغمبر کیا اب اس سے ڈرتے تھے
 عمل سرکاری کے مشورے پر ہکو واجب تھا
 سب ان کی کانپتے تھوڑے تھے خوفناک تھے

برآمد ہو گئے اتنے میں حضرت قصیر شاہی سے
گریقہ یوں پہ اور کی التجا شاہ ہزار بخشیں
وہی فرمائی جائے اختیار اچھی جو صورت
کہا سرکار نے پہلے کہا تم سے نہ مانے تم
لگا کر اسلو پھر کھولڈالوں یہ نہیں ہوگا
مگر میں پھر یہ کہتا ہوں کہ تہنیت نہیں توگی
چلے جس شوق کی پھر یہ جو اُس کی بیاں کیا ہو
لکھن چوکی حالت شوق دل کا یہ تقاضا ہے

رہے حیرت میں سب ویدار محبوب الہی سے
خطا ہم سے ہوئی ہو آپ سے بہر خارا بخشیں
ہیں ہم سب لوگ اُسی اُسپہ جو مرضی حضرت ہو
مگر اب آئے ہو اپنی خطا میں بخشوانے تم
چلو اتنو کہ جو کچھ فیصلہ ہو گا وہیں ہوگا
جو میرا حکم مانو گے تو پھر نصرت نہیں ہوگی
جو ہو بھی کچھ تو پھر عرض شروع و انتہا کیا ہو
بہت دلچسپ ہے اس خباک کا یہ خاص حصہ

ذکر صاحبزادگان صحابہ کرام

عمر کے بیٹے عبداللہ اُسامہ ابن زید آئے
برائے ابن عازب اور بن ارقم بھی شامل
اور ہر اک بوسعہ زامور ہمارا شکر تھے

پسر شابت کے زید مقتدر بھی ان کے ہمراہ
اور ہر سمرہ بن جُنُب بھی اور رافع بھی وہیں
اور ہر ان کے علاوہ بھی بہت اطفال دیگر تھے

اُہنیں دیکھا جو محبوب خدا نے تو یہ فرمایا
 کیا ارشاد اُن سب کے گم رستے سے ہٹ جاؤ
 کوئی بولا کہ رافع تیرا رازی میں کامل ہے
 ہو ارشاد اُن حضرت کہ اچھا اُنکو رہنے دو
 سنی یہ بات سمرہ نے تو فوراً دوڑ کر آئے
 یہ کم طاقت ہیں مجھ سے تو زور میرا ہے بالہ
 کہا اُن کہ اچھا ہلکشتی لڑکے دکھلاؤ
 لڑے وہ اور گرایا حضرت رافع کشتی میں
 زبردستوں کے گھرو لے کہیں بھی زیر ہوئے ہیں
 پہلے تھے غازیوں میں، ماروں میں، یروں میں
 یہ بچے ایسے تھے بہاری تھی جو کافر جو انوں پر
 وہ ایسے تھے کہ سائے تینوں کے اُنکے پہونے تھے
 یہ تھا انکا لڑکپن یا جو عمروی کا جو ہر تھا

لڑائی میں ہی کیا انکی ضرورت کون انھیں لایا
 معیت انی کافی ہو تمہاری اب پلٹ جاؤ
 اسے سرکار اجازت دیں کہ یہ لڑکے قابل ہے
 جو ہیں لطفال اور ان کے سوا رخصت کرو انکو
 کہا یا سرورِ عالم قوی تر ہوں میں رافع سے
 گر البتہ ہوں میں کشتی میں اُنکو یا شہ والا
 اگر رافع سے جیتے تم تو پھر شکر کے ساتھ آؤ
 ہو ارشاد سمرہ بھی ہمارے ساتھ ہیں آئیں
 حقیقت تو یہ ہے شیروں کے بچے شیر ہو ہیں
 نیکو کر شیر بچے پر ویش پائی تھی شیروں میں
 یہ بچے ایسے تھے جو کہتے تھے اپنی جانوں پر
 وہ بچے ایسے تھے تیر و تبر جن کے کھلونے تھے
 کہ ہر زخم بدن اُنکے لئے پھولوں کا زیور تھا

یہ گودوں میں کھلا والے تھے شبیر و شبیر کے
 ہوئے ہوگے جو حاضر مجلس سبطین حضرت
 لے ہوگے کبھی جبریل سے دربار حضرت میں
 لکھے قسمت میں جن کی چین ہیں ان کے یہ بچے ہیں
 برابر آ رہی تھیں یہ صدائیں چرخ دالوں سے
 الہی آگے بڑھ کر کامرانی انکی کیا ہو گی
 نہ کیوں معمور نور رحمت رب سے وہ بستی ہو
 فیانی مخبر صادق کے سچے ہونے ایسے ہو
 بتا تو دی کوئی یوں دشمنوں میں اڑتے دیکھے ہیں
 نہ تھی معجزہ خدائی یہ ہمیر کی تو پھر کیا تھا
 صدائے مرحبا آتی تھی ان کے طرز حسن پر
 نہ ان کو خوف تھا کوئی نہ دلیں انکو دھڑکے تھے
 خطا و کذب سے کیسے بری یہ دونوں بچے تھے

یہ بچے تھے مگر بچے تھے یاران ہمیر کے
 جو کھیلے ہوگے آغوش شہنشاہ رسالت میں
 وہ آئے ہوگے جب پیش نبی وجہ کی صورت میں
 جو محراب شہ کونین ہیں ان کے یہ بچے ہیں
 پھلا پھولا رہے گلزار دیں ان نو نہالوں سے
 لڑا کین جن کا ایسا ہر جوانی ان کی کیا ہو گی
 جہاں کے بچے بچے ہیں یہ شوق خستہ پرستی ہو
 جو بچپن ہو تو ایسا ہو جو بچے ہوں تو ایسے ہو
 کہیں بچے کبھی میں ان وغایں لڑتے دیکھے ہیں
 صداقت یہ نہ تھی اس میں برتری تو پھر کیا تھا
 جوانی اور بڑھاپا دونوں فربان اس لڑکپن
 جو ان سے تھی ہمہ دہی مگر کہنے کو لڑکے تھے
 کہ ان کے تیر بھی نہ بچھا تھے اور سچے تھے

روانگی شکر اسلام

اور اس لشکر کے تھے مسرور اعلیٰ حق کی پیغمبر
 لکھا ہی تھی زرہ پوش گے آگے ایک سوان میں
 مگر وہ ذات تھی بحرِ کرم یہ اسکی موجیں تھیں
 ادھر حاصل سکونِ قلب تھا سیرِ پڑیمبر تھی
 یہ سچے تھے وہ جھوٹے تھی یہ ناجی تھی وہ ماری تھی
 ادھر اعمالے مادرِ ادا ادھر اہل بصیرت تھے
 ادھر مقبول تھی مسعود تھے منظورِ باری تھے
 ادھر محکم ادھر معطر ادھر ظالم ادھر عادل
 ادھر غولِ بیاباں تھی ادھر گویا فرشتے تھے
 ادھر وہ مرد تھے جو دین اور دنیا کی ہادی تھے
 ادھر جو بد کے اثر سے بچے تھے وہ مردِ کئے تھے

رواں آخر ہوا یہ اک ہزار اصحاب کا لشکر
 چلے جب بہ تو یہ راجوش کا نگہا طرزِ نوایں
 یہ کہتے ہیں رسول اللہ تھے اور انکی فوجیں
 ادھر پاؤں چمتے تھے پریشان حال و مضطرب
 ادھر اعزازِ رجبے اس طرف مقبول پاری تھے
 ادھر مشرک ادھر جو تھے پرستارِ ان و عارت تھے
 ادھر مرد و دھتھے مخوس تھے مقہورِ باری تھے
 ادھر رہبر ادھر رہن ادھر عالم ادھر مال
 وہ ان کے نہیں سکتے تھے جو ان کے سرستے تھے
 ادھر نامرودہ جو دولت و خواری عادی تھے
 چڑھائی پر ادھر مردانِ مسعود و مبارک تھے

نزول لشکر اسلام بمقام احمد

غرض لشکر یہ میدان اُح میں صبحِ صرم پہنچا
 نماز فجر کی جا کر مسلمانوں نے ٹہرائی
 کھڑے تھے سر پہ دشمن اور یہ کرتے تھے وضو بیٹھے
 امام ان کا وہ تھا جو پیشوائے ہر وہ عالم تھا
 سحر نے بھی تو ان کے نورِ ایماں سے ضیا پائی
 اُجالا دشتِ مین بھلا ہوا تھا مہ جبینوں سے
 ضیائے صبح اُن کے نور سے شرمائی جاتی تھی
 چمنِ فصلِ گل میں جھوم کر جیسے بہا ر آئے
 نماز اہل حق بھی کیا نماز اللہ اکبر تھی
 کہ جسے شیر کوئی چھوڑ کر اپنی کچھار آئے
 یہ گویا حافِ ظلو کی ایک تفسیر کمل تھے

اسی صورت سے بڑھتا تیز اور ہوتا ہم پہنچا
 یہ پہنچے جب تو لینے کو انہیں یادِ خدا آئی
 انہیں حاصل تھا اطمینان تھی سب قبلہ رو بیٹھے
 رجوعِ قلب تھا ہی مگر یہ فخر کیا کم تھا
 اُٹھے بہر نماز اور غازیوں نے کی صفِ آرائی
 منور ہو رہے تھے کوہ و صحرا ان جبینوں سے
 وضو کرنے سے رونق اور انہیں آئی جاتی تھی
 مصلوں کی طرف یوں ٹوٹ کر وہ جانِ شارا
 زمیں پر تھی صد انجیر کی لیکن فلک پر تھی
 سوئے سیراں نمازیں پڑھ کر یوں وہ امدار
 رکوع و سجدہ میں تھی قاعدے سے اور مسلسل تھے

بیاں ہوں کیا مراتب ان کے اعمال نکوتر کے
 دعائیں ان کی تاعش مخطم بڑھتی رہتی تھیں
 مبارک تھے طریقے ان کے اور موزوں فریے
 بڑھے ہی جاتے تھے اللہ کی امید رحمت کے
 بہت جب شورش کفار بے ادبیں سونگ آئے
 عقب میں ان مسلمانوں کے ایسا ایک درہ تھا
 تعیناتی وہاں حضرت نے عبداللہ کی فرمائی
 یہ کی ناکیدان کو جنگ کا جو کچھ بھی ہونے لگتا
 یہ بالخصوص فرمایا کہ لٹتے ہوں اگر کافر
 باطینان جب درے کا رستہ بنا کر پایا
 تھی اسوقت ایک تیغ تیز تر دست پیمبر میں
 کہا سرکار نے ہی کون جو یہ تیغ لے مجھ سے
 بہت اصحاب پاس آئے یہ حکم شاہ دیں سنکر

جھکے تھے سامنے اللہ کے پیچھے پیمبر کے
 وظیفہ نام کا ان کے نمازیں پڑھتی رہتی تھیں
 مسطہ ان کے ملبوس اور منور ان کے سینے تھے
 اگر رکتے تھے تو رکتے تھے یہ حد شریعت پر
 نمازیں ختم کر کر سب سوئے میدان جنگ آئے
 جہاں سے حملہ ہو جانے کا ان کو سخت خطرہ تھا
 پیچاس اشخاص تیر انداز اور ان کے کئی ساتھی
 مگر تا حکم ثانی اس جگہ سے تم نہ ہٹ جانا
 نہ ہٹنا تو بھی اس موقع سے رہنا تم یہیں حاضر
 مقابل ہونے کو کفار سے ارشاد فرمایا
 علم اس کو کیا سلطان بحر و بر نے لشکر میں
 کرے اسکا ادا حق جنگ کے میدان میں جا کے
 نہ ان میں سے کسی کو اپنے قابض کیا اس پر

نہ اُن میں سے کسی کو جہنم میں نے عنایت کی
 کہا کیا حق ہے اس تلوار کا یا سرورِ عالم
 کہا یہ حق ہے اس کا دشمنوں پر بار ہو جاؤ
 وہ اس سے قتل ہو جو سامنے اہلِ قتل آئے
 وہ بولے حق پر اسکا میں اور نیکو کامل ہوں
 وہ تلوار اپنے بخشی اُنہیں وہ خوش ہو لیکر
 لکھا ہے حیاتِ کبریا سر پر باندھ لی ہے
 رجزِ پڑھتے کرتے پشتِ توسن پر دیر آئے
 بنجنتر کا کھل جیٹ میں اس میں کھاؤ تھے
 یہ کہتے تھے یُری ہو یہ قتل و زنا بلِ مہ ہے
 دکھاتے نشان و شوکت اور اڑاتے بادِ پہنچے
 وہاں جا کر جو دیکھا عورتیں تھیں کافرہ یکسر
 بُری تھیں انکی باتیں انہیں اچھی تو نہ کوئی تھی

تو آئے خدمت سرکاریں پھر بود جانہ بھی
 تو یوں اُن سے ہو خوش ہو کے گویا سرورِ عالم
 چلا اُس وقت تک جب تک یہ بیکار ہو جاؤ
 چلائی جائے یہ اُس وقت تک جب تک خم آئے
 عنایت کیجئے مجھ کو اگر میں اس کے قابل ہوں
 چلے رن کو عصا بہ سرخ اپنا باندھ کر سر پر
 تو پھر میں ان میں داؤ شجاعت خوب تیر تھے
 وہ یوں میاں میں آئے صبرِ طرحِ شیر آئے
 تو اُن کو دیکھ کر شاہِ دو عالم مسکراتی تھے
 مگر اُس وقت مرغوبِ خداوند دو عالم ہے
 بڑھے اور منہج کوہِ اُحد تک پہنچے
 پڑھے جاتے تھے نوحہ بدرِ کفارِ مردہ پر
 مگر تھی سب سے بڑی مہند کی جو یادہ کوئی تھی

رنگا بیل سکے سر پر تیغ چاہا بود جان نہ
یہ سوچے دل میں ہر تیغ نبی اس گرامی تر
ٹہرنے کی ضرورت پھر نہ سمجھے بس چلائے
لکھا ہر سب سے پہلے اس طرف جو تیر آیا تھا
پچاس اس کے تھے ہم قوم اس کے ساتھ اس جنگ میں
پھر آبا سنانے طلحہ جو تھا ابن ابی طلحہ

بہا در ہوں زیت آسمان تک شور میرا
منفاج ہونے مجھ سے مباحی آخر ہو پٹ جاؤ
بڑھے سولاعلیٰ سنکر یہ باتیں لاؤ بالی کی
کیا وار اپنا ایسا اُس لعین پر ہوشیار رہی
گرا جب تو اُس کا ستر عورت کھل گیا انہر
یہ دیکھا جب تو اُس کے سامنے سے آپ ہٹ گئے
لیا اُس کا علم پھر آئے اُس کے بھائی عثمان نے

گمرو کا انہیں ان کے خیالِ خادمانہ نے
کہ اُس سے ایک عورت قتل ہو گویا وہ نامی تر
وہاں بس ہزار باں کو ڈانٹنے پس چلا آئے
ابو عامر تھا ان فاسق اُدھر اُس نے چلایا تھا
دبایا اہل دیں نے جب تلخ بھاگے اور گھبرائے
یہ نعرہ زور سی مارا زمین بیکار کر نیزہ
مجھے پھلانتے ہو تم میں ہوں ابن ابی طلحہ
ہر خیریت اسی میں سامنے سے میرے ٹ جاؤ
بڑھایا باو پاپنا سلم تیغ ہلالی کی
کہ منغر متر کا اُس کا کٹ گیا اس ضرب کا رہی
سوا اُس کے خوشا بد بھی بہت کی اُس نے رو کر
سمجھ کر یہ کہ اب یہ بچ نہیں سکتا پٹ آئے
کیا قتل اُس کو حمزہ عم شاہنشاہ ویشاں نے

اُسے سوا بن وقاص جری نے قتل کر دیا
 وہ سب ان غازیانِ پاک نے دوزخ میں پہنچا
 تو پھر لیکر نشانِ فوج و خیت علقمہ آئی
 مگر کچھ بھی تھی عورت خبک کا کام اُس کیبا چلتا
 نہ کوئی لڑنے والا تھا نہ کچھ لڑنے کا ساما تھا
 انھیں تیغ و نیزہ اپنی رکھ لیا اہل شجاعت نے
 کہ تھوڑی دیر میں میراں خالی ہو گیا سارا
 غنیمت میں ہو مصروف ہی شاد ماں ہو کر

پھر اُس کا تیسرا بھائی ابوسر شقی آیا
 اسی صورت سے دس مشرک علم کفار کو لائے
 جو مروان علمبردار نے دوزخ میں جا پائی
 بہا و زخمی وہ عورت اور اُس کا نام عمرہ تھا
 گئی وہ بھی جہنم کی طرف تو صامیہاں تھا
 یہ حالت دیکھ کر دھوا دیا کیا اصحابِ حضرت نے
 بھگایا اس قدر کفار کو اور اس قدر مارا
 وہ سب پھر مور و لطفِ خدا دو جہان ہو کر

انتشارِ لشکر اہلِ سلام

نہ ان کی کچھ سنی ہر چند عبداللہ چلائے
 نہ لڑیں کیوں کہ مالِ فوج بد انجام باقی ہو
 لڑائی ہو چکی تھی ختم اب جا کر وہاں ٹھہریں

غنیمت کے لئے وہ دُور دالے بھی چلائے
 کہا ان سے یہاں پہر کا اب کیا کام باقی ہو
 ہمیں یہ حکم تھا جب تک لڑائی ہو یہاں ٹھہریں

بہت اُن میں یہی کہہ کر چلے آؤ نہیں رہے
 جو بھی موجود پہلے سے نہ وہ فوت ہی باقی
 وہاں پہلے ہی سے تھے تاک میں انکی کھڑو لہ
 یہ پھر بھی روکے تھو اُن کو لڑتے اُن سے پیہم تھے
 شہادت ان سبھوں پائی اور وہ گڑھ آئے
 چلی ان دونوں میں تلوار پھر تو ایسی شرت کی
 بڑھی تھی، جو اسی امتیاز باہمی کم تھا
 جو نقشہ اسطرح بگڑا تھا اس فوج مسلمان کا
 غلط فہمی اُنھوں نے یا ہوس کی مال دنیا کی
 بظاہر خالق کو نبین کی اس میں یہ حکمت تھی
 نتیجے میں رہا نقد شہادت ان کے حصے میں
 ورستی ان کی کڑائی انہیں ہموار کرنا تھا
 معاذ اللہ کہیں انکو ذلیل و خوار کرنا تھا

رہے عبداللہ عالی گھر لیکن وہیں رہے
 رہے ہمراہ اُن کے صرف سن رہہ جری باقی
 یہ موقع اُن کے ہاتھ آیا تو انہیں اُپرے خالد
 مگر کیا کیجئے اسکو وہ شرت تھے یہ کم تھے
 جو مشغول غنیمت تھی یکایک اپنے چڑھ آئے
 کہ قائم ہو گئی اُس دشت میں صورت قیامت کی
 مسلمان کو مسلمان قتل کرنا تھا یہ عالم تھا
 سبب تھا سبب نافرمانی محبوب سجاں کا
 جو کچھ بھی کی خلاف رائے شاہنشاہ والا کی
 جو کچھ واقع ہوا یہ بہر آئندہ ہدایت تھی
 انہیں رحمت بھی دی اللہ فی رحمت پر ہیں
 کہیں حد نہ بڑھ جائیں ذرا ہتھیار کرنا تھا
 مگر اظہار نشان سید ابراہیم کرنا تھا

اُہی تو سُن چکے ہو بد رکافصہ انہیں کا ہی
 جہاں ہوں سرور عالم وہاں حاصل نہریت ہو
 اُلٹ دیں طبقہ راضی انہیں حاصل یہ قدرت تھی
 وہ عماموں سے اپنی سامنے بندھ بندھ آجاتے
 کیا نہیں سیکچتیں اور انکو کھینچ کر لاتیں ..
 انہیں کے خود انکو سو حضرت سر کے ہلاتے
 انہیں کے مرکب آنیکے لئے مامور ہو جاتے
 پھیریوں کی ہوا میں ہکے دیدیکر انہیں لاتیں
 انہیں کے نیزے انکو سانپ بن کر نگلاتے
 پنہا دیتی انہیں زنجیر ہر موبہ خرام انکی
 وہ سنگین دل خراشاہد ہی تھہرے کہ بجاتے
 سراقہ کی طرح فوراً زین انکو دبا لیتی
 انہیں کرتیخ کر ہاتھ انکو پاداش عمل دیتے

یہ کم ہوں تو بھی نصرت خباک ہیں انہیں کا ہی
 انہیں ممکن یہ ورنہ پیش کوئی ایسی صورت ہو
 نبی کے سامنے ان کافروں کی کیا حقیقت تھی
 نکل جانا اگر مونہ سہی اگر سرکار فرماتے
 اشارہ سرور کو نبی کا کچھ بھی اگر پاتیں
 حضوری میں پیغمبر کی ادب کرتے ہوئے آتے
 انہیں لاتے سو محبوب رب محبوب ہو جاتے
 اگر بالفرض آنے سے وہ فوجیں ان کی گھبرائیں
 اگر وہ مونہ چھپا کر ان کے آگے سونڈن جاتے
 کہیں ہٹ کر نہ جا دیتی کرتی روک تھام انکی
 ذرا بھی بد دعا حضرت انکے حق میں فرماتے
 جو چشم قہر حضرت کی خبر ان کی ذرا لیتی
 نبی کہتے تو پستے کی طرح لیکر مسل دیتے

اگر وہ چاہتے برباد ہر گمراہ ہو جاتا
 وسیع آنا مگر سرکار کی رحمت کا دامن تھا
 صحابہ پر غرض جب یہ پریشانی ہوئی طاری
 پہلے لیکن شہ عالم نہ اپنی جائے والا سے
 تھے جو اصحاب پہر پر شہر دیں کہ وہ چودہ تھے
 مہاجر صاحبوں میں حضرت صدیق اکبر تھے
 زبیر زدی شرف بھی طلحہ بھی مخمور عبیدہ بھی
 جو تھے انصار میں حاضر وہ جناب اور عام تھے
 تھے عمارت ابن ضمہ اور سہیل ابن معاویہ نہیں
 ہوا یہ کشت خون عالم جب کفار مودی سے
 لکھا ہوا ایک وقت اس جنگ میں ایسا بھی آیا
 یوش کفار کی دیکھی تو بولے آپ مولا سے
 مجھے چھوڑا تھا تنہا اور مصروف غیبت تھے

جو چاہا وہ ہو اچھا ہنسنے والا اللہ ہو جاتا
 کہ اُس کے بھی نہ تھے بدخواہ جو بدخواہ دشمن تھا
 کوئی بھاگا کوئی کرنے لگا چھپنے کی تیاری
 رہے بیٹھے لگائے لو خداوند تعالیٰ سے
 تھے سات اہلین مہاجر اور سات انصار والا تھے
 علی رضی اور عبد الرحمن عوف کے بیٹے
 جناب سعد ابی وقاص کے فرزند والا بھی
 اُسید دہل تھے اور بود جانیہ شہ کرام تھے
 یہ سب ان کے عاشق اور پکے عشق کی دھن ہیں
 شہادت پانی حمزہ زلیٰ میں دست حبشی سے
 کہ تھے صرف آپ اور مولا علی پاس کے تنہا
 جہاں پہنچے تنہا یا تم بھی کیوں نہیں جلتے
 یہ فرماتے تھے اور اک غیظ کی حالت میں حضرت تھے

ٹکنا تھا عرق روئے شہنشاہ رسالت سے
 کہے جاتے تھے رور و کر زبات اور اشاروں سے
 یہ فرماتے ہی تھے حضرت کہ کچھ کفار آپہنچے
 غضب آلود ہو کر حضرت مولادہا پہنچے
 اکیلے حضرت مولانا اور ان کی جماعت تھی
 فرسادہ خدا کے تھے لبہ نخیل آئے تھے
 یہ کہتے ہیں علی جب خم کہا کہا کریں گرتا تھا
 وہ کر دیتا تھا جھکو پھر اٹھا کر سامنے اُن کے
 غرض مولانے اُن سب دیوں کو قتل کر ڈالا
 کہا سب حال جب سرکار سے تو آپ نے پوچھا
 وہ بولے کچھ نہ کہتے تھے تو کوئی اُن کو کیا جانے
 کہا سرکار نے انہیں پوروشنای علی تیری
 ہوا پھر نزع کفار باد آبل شہ دیں پر

علی تفسی تھے لرزہ بر اندام ہیبت سے
 غلام شاہ والاہوں مجھے کیا کام یاروں سے
 کہا مولاسے اٹھو دفع ان کو نم کرو مجھ سے
 بڑھتے ملواریکراور سوئے دشمنان پہنچے
 مگر پشت علی پر رب اکبر کی حمایت تھی
 مدد کرنے کو اُن کی حضرت جبریل آئے تھے
 تو دیکھا ایک شخص ایسا جو میرے ساتھ تھا
 میں پھر لڑتا تھا اُن کے صحت اپنے زخموں سے
 تو آئے ہو کے واپس سوئے و رگاہ شہ والا
 انھیں پہچانتے ہو تم کو کر دیتے تھے جو برہا
 بظاہر دخیہ کلی تھے باطن کی خدا جانے
 وہ تھے جبریل کی تیری مدد مشکل ملی تیری
 ہزاروں تیر آئے اور بر سے سیکڑوں تھہر

گرے ہیں گر گئے حضرت غل یہ کرو یا پریا
 کوئی کہتا ہے یہ شیطان کی آواز آئی تھی
 لکھتا ہے یہ بھی یہ آواز پہنچی تھی مدینے تک
 جناب فاطمہ و ڈیریں اسی آواز کو سن کر
 ہوا دھوٹے تھے اصحاب آپ کے روئے مبارک سے
 رو پاک سے خود سرور دیں پونچھے جانے تھے
 نہیں منظور مجھ کو ساری دنیا کی تباہی ہو
 مرا اک قطرہ خون بھی جو رو خاک پر آیا
 قیامت تک ہیں گئے خاکسبہاموں اور بیارا
 بدی ان مونیوں نے سرور دیں یہاں تک کی
 سمجھ کر اور کچھ کافر تو رخصت ہو گئے گھر کو
 ابی بن خلف اُس دن جو پیش شاہ دیں آیا
 کہا تھا ہے تم قتل کر ڈالیں اُسے جا کے

کہ لو ہم نے ہی کے پشمنوں کو قتل کر ڈالا
 مگر تحقیق کیا ہوتی کہ شورش تھی لڑائی تھی
 گماں ہوتا ہے اس تھی صراحت شیطان کی بیشک
 مگر آئیں تو دیکھا ہیں سلامت سب اطرہ
 زبیں پر ایک بھی قطرہ نہ اُسکا کرنے دیتے تھے
 یہ کہتے تھے نہ کرنے پائیں میرے خون کے قطرے
 نہیں منظور مجھ کو بارشیں قہر الہی ہو
 سمجھ لیا کہ قہر خالق اکبر اترا آیا
 نہ ہو گی گھاس بھی رُو زبیں پر حشر تک پیدا
 شہادت ہو گئی ایک ایک اگلے دندانِ مبارک کی
 یہاں محفوظ رکھا رب اکبر نے پیغمبر کو
 زباں پر چن گستاخانہ جملے بے ادب لا یا
 مگر روکا انہیں سرکار نے اور جو ڈیرے آگے

زیرِ عوام کے فرزندِ نر و شاہ والا تھے
 وہ چھینکا اپنے اُس خالقِ اکبر کے دشمن پر
 بہ کھایا زخم جب اُس نے تو خوابِ کبر سے جاگھا
 بہت یحییٰ تھا نا لاں تھا چلا تا تھا روتا تھا
 کہا کفار نے اُس سے کہ تو مارو کیسا ہے
 کہا اُس نے کہ ایسا زخم کھا آؤ تو پھر کہنا
 چلے اُن کے نہ آگے کچھ راؤ کر کے رہ جاؤ
 غضب تو دیکھئے وہ باوجود اسکے ستائے تھی
 غصہ زندہ نہ پہنچا دشمن سرکارِ کئے میں
 سنا ہے بہترین خلق اور بارِ بختِ نر وہ ہے
 تھے اُن میں اور مودی پانچ ایسے اکفر و اظلم
 پھر اپنے غازیوں پر کی توجہ فضلِ رحمت سے
 شہ کوئین نے پھر انکو جو بخیر سائی تھی

بڑھایا دستِ اقدس اور نیزہ لے لیا اُن سے
 خراش آیا بہت ہانکا سا گرو نکش کی گردن
 کیا گھوڑا وہیں اپنا واپس اور وہ بھاگھا
 اُسے تکلیف ایسی تھی کہ گویا جان کھوتا تھا
 تو جس استغدر روتا ہی کیا یہ زخم ایسا ہے
 ذرا صورتِ انہیں اپنی دکھا آؤ تو پھر کہنا
 ہی یہ تو زخم وہ کہہ میں تو تم سب کے رہ جاؤ
 شقی یہ جانتے تھے اور پھر ایمان لاتے تھے
 لکھا ہے مر گیا وہ واپسی کے وقت سننے میں
 ہوں محبوبِ خدا لے پاک جس کے قتل کو ورپا
 شہنشاہِ جہاں سخن کو دی تھی ہدعا اُرم
 دعا مغفرت کی اُن کو حق میں رب عزت سے
 سائی پڑھے وہ آیت جو ان حق میں آئی تھی

خدا نے پانے ان پر یہ رحمت اور بخشش کی
 ہوا ارشاد یہی اب کبھی ایسا نہیں ہوگا
 خدا چاہے تو آئندہ مجھے تم شاد رکھو گے
 خدا ناکر وہ ہوتے کس طرح وہ ابتلا والے
 نہ برگزائیں کوئی ناصر فرضِ محبت تھا
 وہ غیر انبیاء تھے اس لئے اُن کو نصیحت کی
 دینے کو چہرے کے بعد واپس آگئے حضرت
 کہ آئندہ نہ کی کچھ باز پرس اس جرم لغزش کی
 ہمیشہ فتح ہوگی خالق اکبر معین ہوگا
 نصیحت ہوگی کافی تمہیں اب یاد رکھو گے
 خدا کا کام تھا اور لڑنے والے تھے خدا کے
 مگر تھے آدمی یہ اتنے فاضل آدمیت تھا
 وہ اصحابِ نبی تھے اس لئے پھر اُن پر رحمت کی
 اُدھر کفار بھی کئے کی جانب ہو گئے رخصت

غزوہ نبی نصیر

مع اصحاب جاتے تھے کہیں اک روز پہنچے
 یہ پہنچے تھے وہ کافر بڑی خاطر سے پٹیلے
 بڑی تعظیم کی پہنچے تھے والا جو گھرانے کے
 وہاں تھا جی ابنِ خطیب مردود بھی بیٹھا
 پڑے وہ راہ میں گزر رہے وہاں نصیری پر
 ضیافت کو کہا سرکار سے اور اپنے گھر لائے
 لگا کر نکمہ ایک دیوار سے محبوبِ رب بیٹھے
 کہا ان کافروں سے آج موقع ہے بہت اچھا

چڑھو چھت پروہاں جا کے پھینکوں پاک تھہر
 عمر ابن جاش اٹھا کہ میں یہ کام کرتا ہوں
 سلام ان میں یہودی ایک تھا جو ابن اشکم تھا
 کہا اُس نے یہ صورت ناروا ہے اور بجا ہے
 سوا اسکے جو ہر عہاں میں ہم ہیں وہ بھی ٹوٹے
 مگر مانہ کوئی اُسکا کہنا تو وہ چپ بیٹھا
 یہاں جبزل آئے اور اُسی دم یہ خبر لائے
 زیادہ دیر جب گزری تو ہم اہی بھی اُٹھ آئے
 پھر ان کے پاس قصاب نے بھیجا، رہنے سے
 اگر وہ روز کے اندر نہ اجل لے وطن ہو گا
 یہ سن کر بولے ہر تیار سامان سفر اپنا
 ہوا قاصد جو رخصت بات کر کر یہ قبول انہی
 مدد میں تو ہم سے اپنی تمہیں پوری طرح دوں گا

تو سارے کام بن جائیں ابھی مہلت نہ دو دم بھر
 ابھی جاتا ہوں اور قصداً پناہ سوئے بام کرتا ہوں
 وہ عاقل تھا خردمند و ذکی تھا انکا محرم تھا
 خبر ہر بات کی رہے عالم ان کو دنیا ہی
 جو رشتہ امن کا اور عاقبت کا ہی وہ چھوٹے
 عمر اٹھا تلاش سنگ میں اور بام پر پہنچا
 تو فوراً اُس مکان سے شاہدیں اٹھ کر چلے آئے
 اُسی حضرت نے ان کو خبر جبزل تھے لائے
 کہ تم چھوڑو وطن یا ہاتھ دھو لو اپنے پیچھے سے
 تو پھر تم میں قتل و غارت لاکھ ہلین ہو گا
 تم ان سے جا کے کہہ دینا کہ تم چھوڑینگے گھر اپنا
 تو اُباد لہی کر نیکو یوں ابن سلول انہی
 لڑوں کا خوب اُرد بدلہ تمہارا ان سے لے لوں گا

وہ سب بات سُن کر اُس کی خوش ہو کر ہوا
 گئے وہ دن گذرا و جب چھوڑ گھر شیریں
 شہ کو نین لیکر فوج اپنی اُن پہ چڑھ آئے
 اُنہیں محصور رکھا پندرہ دن تک کا نوب
 منافق فائدہ کیا اُنکو پہنچانے کو آیا تھا
 اُسے ایسی پُری تھی کیا کہ ہونے کو ملو اتنا
 جو دیکھا یہ صحیح اتنا نہیں ہوتے دماغ اُن کے
 و رختوں کی محبت تھی بہت اُن خرد ماغوں
 کہا راضی ہیں اب سپر گھروسے اپنے مل جائیں
 کہا سرکار والا نے ہر ممکن اتبولس اتنا
 غصہ لاؤ انھوں نے اونٹ چھ سو اور پورخصت
 بہت چیزیں تو اس میں مہمارو بے قیاس تیں
 لکھیں تھیں ہاتھ ان کے تین سو چالیس تلواریں

ہوئے ترک وطن سے منحرف لڑائی ٹھہرا دی
 تو دھاوا کر دیا اسلام کے ان قلعہ گیروں نے
 اُنہیں مہلت سنھلنے کی نہ دی فوراً ہی بڑھ آئے
 ہوئی قہرسم کی تکلیف اُن کے خاندانوں میں
 عداوت میں مسلمانوں کی بہکانے کو آیا تھا
 وہ اتمق تھا جو اُن پاس اب بن سلول آتا
 تو کھوئے شہ کو نین نے خرمائے باغ اُن کے
 خوشامدائے کی کٹتے ہوئے دیکھا جو باغوں کو
 جو کچھ سامان ہر اپنا اُسے لیکر نکل جائیں
 کہ تم لیجاؤ ایک ایک اونٹ پر لیجا سکو جتنا
 رہا باقی جو کچھ آیا غنیمت میں وہ بے وقت
 پچاس آئی مگر اونٹ و زہر اُن کی پچاس تیں
 چلے لیکر یہ سب سامان اور آئے مدینے میں

پئے تقسیم جب اسکو منگایا شاہ والا نے
 تمہاری رائے اور انصار کیا ہی کیا بجا جائے
 اور ان سے یہ کہوں وہ لوگ تم سے چلے آئیں
 رہیں اپنے گھروں میں چاہے یہ خوش انجان بھی دل
 نہ مانو یہ تو سب میں مال یہ تقسیم ہو جائے
 سنا انصار نے حبیب تو سدا بن معاذا کے
 کہا ان دونوں ارشاد آنحضرت سنا تم نے
 پئے انصار اسیت سے نہ کچھ حصہ لیا جائے
 مگر پھر بھی گھروں میں یہ ہمار ہی رہیں قایم
 ہماری منسروں میں ان کا رہنا وجہ رحمت ہے
 انھوں نے اپنی گھر چھوڑے ہیں دین پاک کی خاطر
 ہی ماوا ان میں ایک ایک ایک ایک ایک ایک ایک
 ہمارے پاس کچھ ہے سب ہی سرکار کا ہے

دیا یہ کم محبوب خداوند تعالیٰ نے
 میں کہتا ہوں کہ یہ سب اہل ہجرت کو دیا جائے
 الا اپنے نبائیں گھر اور اسکو خرچ میں لائیں
 سبکو شہی نہیں بھی بار سے ان سب کے حال
 ہمیشہ جیسی ہوتی ہی وہی تقسیم ہو جائے
 او ہر سے دو سر سدا اور اٹھے عباد کے بیٹے
 اور اسکو سن کے فوراً فیصلہ یہ کر لیا ہم نے
 یہ جو کچھ ہے مہاجر صاحبوں کو دیدیا جائے
 کریں خدمت ہم ان کی اور رسول مرسلین ایم
 کریں ہم خدمتیں ان کی ہماری انہیں عزت ہے
 یہ ہجرت کر کے آئے ہیں شہ لولاک کی خاطر
 یہ ہیں مہماں ہمار فرض ہم پر ان کی حدت ہے
 ہم ان کے مال نکا اور سب گھر بار انکا ہے

لقب ای شہادۃ الایمان ہوا ان کا
وہ اندازیں کہاں تک کسی نے ہم میں پائیں ہیں
یہ آقا ہیں ہمارے اور ہم ان کے لازم ہیں
اگر بالفرض کچھ وقت پڑیگی بھی تو سہل ہے
مہاجر شکر ادا کرنے لگے سن کر یہاں ان کے
شہ دین خوش ہوا اور سکر لے یہ بیاں سن کر
دعا میں اپنے اَللّٰهُمَّ اَلْاَوْجَادُ تک کو دیں

یہ ہم میں آکے ٹہرے ہیں بڑا احسان ہوا ان کا
انہوں نے دین کی خاطر جو تکلیفیں اٹھائیں ہیں
ہیں غازی تو یہی اصحاب ہم تو ان کے خادم ہیں
مگر اپنے گھروں بکرتیں اٹھنے نہیں دیں گے
لا وہ مال بھی سب اور نہ چھوڑے پرہیزگار ان کے
بہت تعریف کی ایشیا کی یہ داستان سن کر
انہیں اولاد کو اولاد کی اولاد تک کو دیں

منقبہ حضرات انصار

یہ ان کے جوش و اشتیاق کا ذرا اظہار تو دیکھو
ملاقات ہو تو ان کی سی محبت ہو تو ان کی سی
کسی کے پاس جا کر کیوں وہ اپنا مدد عطا ہیں
جنہیں حاصل مہینے میں نبی کا فیض خدمت ہو

ذرا ان حضرات انصار کا ایشیا تو دیکھو
دعا میں دین جنہیں مسرت کا قیمت ہو تو ان کی سی
جنہیں چاہیں شہ کو نین وہ پھر اور کیا چاہیں
تو ان کے سامنے بارغ خباں کی کیا حقیقت ہو

وہ عاشق اُن کا کیسا تھا یاہ سکے یا رکیسے تھے
 ہیں کچھ نہ قَدْ اَفْلَحَ میں ذکر اُن کی زندگی گانی کے
 مسلمان کلہے کے پی نام کے دو چار باقی ہیں
 حذر الی تم پر اے سِدِّیقِ عالیجاہ رحمت ہو
 نہ لغزش ہونے پاتم ہمارا تھلے لینا
 جو تم رکھتے ہو رکھتے ہیں وہی تو پیشوا ہم بھی
 دُرِ مفصل سے دامن طلب اُس روز بھر دینا
 یہ کہہ دینا کہ گویہ عاہی و مجرم ہیں رسوا ہیں
 ہمارے کار نامے محفلوں میں دو کرتے ہیں
 عبادت لیکے آئے ہیں طاعت لیکے آئے ہیں
 جو حال حشر میں یہ صورت آرام ہو جائے

الہی کیسا تھا منصور اور انصار کیسے تھے
 گئے ساتھ اُن کے تھے جو کچھ مردِ نیائے فانی کے
 گئے وہ پھول تو فردوس میں اُبلے باقی ہیں
 خدائی میں تمہارا نام روشن تا قیامت ہو
 ہمیں بھی یاد رکھنا حشر کے دن ساتھ لے لینا
 ہر دم جس کے اُسی ذکر تو ہیں آخر گداہم بھی
 سفارش سرورِ کونین سے محشر میں کرو دینا
 مگر ہیں اُمتِ حضرت ہمارا نام لبوا ہیں
 ہم اپنی جان ان پر کیونے دیں یہ ہم پر تھے ہیں
 فقط سرکار کی اُمید رحمت لیکے آئے ہیں
 تمہارا نام ہو جائے ہمارا کام ہو جائے

جنگِ اُحزاب یا خندق

اُچار سے جب مجھے واپس کا فرشتہ نظر نہ آیا
 سوئے کہ بہت اُچار اے محبوب و دودا
 بہت تعریف کر گئی اور دیکھے داداں کو
 کہا اُن کہ پھر اچھی طرح زک اُن کو دے دیتے
 مگر اب بھی گیا کیا ہے چڑھائی پھر کرواں پر
 چڑھائی ابکی ایسی ہو مسلمان سارے میں ہیں
 نصیری تھے یہودی اُن میں کچھ اور خیر کچھ تھے
 مگر معمور تھے دل اُن کے اہل دیں کے کینے سے
 ابوسفیان نے اُن کی مدارات اور خاطر کی
 اور شکر اِصا اُن کا کرنے کو زبان کھولی
 بہت تیزی سے پھر برفٹے ہوئے اک آن میں پہنچے
 کیا تیار جا کر اُن کو بھی تیغ آزمائی پر
 گنا اُن کو تو وہ تیار دیں سب میں نہارا

سمجھتے تھے کہ اے فتح پا کر اسے نازاں تھے
 مبارکباد دینے کے بہانے سے یہود آئے
 کیا اور اس طرف سے اُل بغض و عناد اُن کو
 مناسب تھا اُن میں تمہیں بھی ساتھ لے لیتے
 نہ اُٹھے اُن سے اب کے بار بار ایسا دہرواں پر
 نہیں ہو کچھ بھی یہ شکل تمہارا ساتھ اگر تم میں
 نہ تھے کچھ بات دلاؤ نہ وہ ایسے جری کچھ تھے
 شہ دیں نے کیا تھا بے وطن لے نکو دینے سے
 بہت کی اُنکی تعریف اور محبت اُن سے ظاہر کی
 گئے پھر اُٹھ کے سب کعبے میں اور یہ بات طو ہولی
 چلے واپس یہودی اور بنی عطفان میں پہنچے
 وہاں کے کافروں کو بھی ابھارا اس لڑائی پر
 سرے سے گھٹوروں پر اور اوسط میں چکر لگاتے

ابوسفیان کو اس نوح کا سردار ٹھہرایا
 صحابہ کو بلایا رائے بہر مشورہ ٹھہری
 اور انہیں راجہ جو کچھ رکھے کچھ سبکی نظر

اسی کو سب سے آخر میں علمبردار ٹھہرایا
 مدینے میں خیر چارے در عالم کو یہ پہنچی
 ہوا حکم طلب تو ہو گئے اصحاب سب حاضر

ذکر خندق

تو اچھا ہی حفاظت کے لئے یہ اے حبیب حق
 اسی وقت اہتمام خندق ہو گیا پورا
 وہی مزدور بھی تھے آپ کے جوڑنے والے تھے
 وہی عاشق وہی محبوب محبوب خدا بھی تھے
 شہنشاہی میں بھی یکتا فیری میں بھی کامل تھے
 کبھی غفور کے تحت شہی پر جلوہ گستر تھے
 کبھی تھے شکر الہی کے ساتھ میں ان کے
 کبھی فریاد سنتے تھے کبھی فریاد کرتے تھے

کہا سلمان گرد و مارینہ کھو دیں خندق
 کیا منظر محبوب خدا نے مشورہ اُن کا
 اُٹھے وہ لوگ جا کر جنگ چنناٹے والے تھے
 وہی اجاب بھی اُن کو وہی تیغ از با بھی تھے
 خدا کی شان ہی کیا کیا مدارج اُن کو حاصل تھے
 کبھی تھے بوریاء فقر پر اور زار و مضطر تھے
 کبھی تھیں انہوں کی ہماریں تھیں اُن کے
 اہل عالم تھے گاہ یہ خدا کو یاد کرتے تھے

کبھی میل ایک من کے حکم کی تعمیل پر ان کا
 کبھی ذکر خدا سے اہل دنیا کو رلاتے تھے
 کیا کرتے تھے فاقے تو مگر چلتے تھے جب گھر سے
 در حضرت پہ بھی حاضر تھے سلطانی بھی کرتے تھے
 یہی تھے بادشاہ گرو اور یہی دنیا کے ظلم تھے
 غنی ان میں فاروق ان میں تھو صدیق ان میں تھے
 جو میں محبِ عارف کو وہ سردار انہیں میں تھے
 غنم یہ ہی کہ جو سردار و سرور تھے انہیں میں تھے
 غرض سب حضرت خدائی کیلئے تیار ہو بیٹھے
 کیا تقسیم جب اس امن کو ختم رسالت نے
 مگر سلمان سب بڑھ کر اپنا نام کرتے تھے
 مہاجر اور انصار ان کو حبِ مکتے تھے کہتے تھے
 وہ کہتے تھے ہمارے یہ کہتے تھے ہمارے ہیں

کبھی تھا حکم جاری آبِ روئیں پر ان کا
 کبھی روتے ہوؤں کو اپنی خدمت سے ہنسالتے تھے
 اللہ دیتے تھے جا کر تختِ شاہی ایک ٹھکرے
 وہ درباری بھی کرتے تھے جہانپانی بھی کرتے تھے
 یہی جنگ میں چرواہے یہی شہروں میں حاکم تھے
 اکھاڑیں جو درخیز ہو وہ بالتحقیق ان میں تھے
 انہیں میں قسم اللہ کی کرا را انہیں میں تھے
 ہر سب بڑھ کے یہ جو سب بڑھ کر تھے انہیں میں تھے
 انہیں کو ساتھ شال سید ابرار ہو بیٹھے
 زمیں دی چار گز نہ ایک کو ان میں تھے حضرت
 برابر وں جو انعمروں کو تنہا کام کرتے تھے
 ہمارے ساتھیوں میں ہیں ہمارے ساتھ رہتے تھے
 مگر سلمان حیران کس سے کہتے تھے ہم ہمارے ہیں

ہر سلاں میرا مل بیت کیوں کرتے ہو جھگڑا
رہے اہلِ حب کے ساتھ اس شقت میں حبیبِ حق
ہوئے پھرمیں وہ فریادِ اس حبیبِ یابی
مقدم سار کا موتِ حفاظت تھی مدینے کی
بندھے ہوئے تھے پتھر سیٹ پر اوٹھو جاتے تھے
رسولِ مہلین بھی تو پتھر سیٹ پر باز رہے
اٹھاتے تھے مصیبتِ خدمتِ سلام کرتے تھے

رسول اللہ نے چال جب دیکھا تو فرمایا
یہ سن کر سب نے خاموش اور کھدنے لگا خد
کہا ی تھی نہیں نیا کچھ کم و بیش اس طرح کھائی
خبر تھی کھوئے والوں کو کھانگی نہ پینے کی
تھے بعض ایسے کہ دو دو روز کا کھانا نہ کھاتے تھے
سب مصروفِ آفائے دو عالم بھی کمر باندھے
نہ تھوڑی دیر بھی وہ راحت و آرام کرتے تھے

ذکر دعوتِ حضرت جابر

مشقت کر رہے تھے ساتھ سب کے حضرت جابر
کئی دن سے شہر میں نہیں کچھ نوش فرمایا
گئے پاس اپنی بی بی کے زباں پر سخن لائے
مگر کچھ بن نہیں پڑتا بھی بے ساز و ساماں ہوں

کہا ہر وہ بھی تھے اس مجمعِ اہلِ حب میں حاضر
ہوا اُن کو بھی یہ معلوم اُنھوں نے بھی یہ سن پایا
ہوئے بیابانِ مضطر ہو کے اٹھے اور گھر آئے
رسول اللہ بھوکے ہیں میں اس غم میں پریشان ہوں

ہے جو تھوڑا سا آٹا اُسکی روٹی تم بچا رکھو
 یہ حالت جا کر ان سب کے دُتیا ہوں جانا ہوں
 کہا بی بی نے جا کر انکو چپکے سے خبر کرنا
 گئے جابر کہا آئنگی سے حال حضرت سے
 مگر دیکھے کوئی سرکار کی کیا نشانِ حجت ہے
 یہ کہہ کر سید والا نے پھر جابر سے فرمایا
 سو اس کے شہ والا کہہ نے بہ ہدایت کی
 وہ حیراں ہو گئے یسین کے اور فوراً ہی گھر آئے
 وہ بولیں مگو اسکی فکر کیا ہے اور غم کیلے
 گئے پھر لہجہ کچھ وقفے کے گھر ان کے شہ والا
 ہوا ارشاد یہ بھی بیٹھے سب کے سب کھلنے کو
 ہوا پھر حکمِ حکیم اللہ کہہ کر ہاتھ ڈالو تم
 غرض وہ جملہ اصحاب رسول اللہ نے کھایا

یہ بکری ذبح کر کر گوشت چوٹھے پر چڑھا رکھو
 میں تھوڑی دیر میں شاہ ہاکو لے کے آتا ہوں
 ہر سامان مختصر یہ عرض اُن سے پیشتر کرنا
 کیا آگاہ شہراتے ہوئے سامان کی قلت سے
 کہا سب چلو جابر کے گھر تم سب کی دعوت ہے
 پہنچ جائیں وہاں جب تک نہ ہم روٹی نہ کھانا
 آماری جائے چوٹھے سے نہ کھولی جا یا ہڈی بھی
 جو الفاظ مبارک تھے وہ سب بی بی دہرائے
 ہزار شاہِ نبی تو سب کو بھی یہ چیز کم کیلے
 لعابِ پاک اپنا آٹے میں اور گوشت میں ڈالا
 بلا لایا ایک عورت اور بھی روٹی پکانے کو
 خدا کا نام لیکر گوشت ہانڈی سے نکالو تم
 اُنہیں میں بیٹھ کر سرکارِ عالی جاہ نے کھایا

ہوئے کہا کہ جو حضرت سب رہا کوئی نہ خبیث
 بیاں کیا کیا کریا و صلا اُس ذاتِ معظمہ کے
 وہاں، روح و تنہا کا قصہ اگر ہو بھی تو کیونکر ہو
 بشرِ مخلوق میں ایسی صفت کا ہو نہیں سکتا
 حقیقت اُنکی کیا تھی کون کچھ کیا تھے خدا جانے
 جو کچھ قرآن میں ہے اُس کے سوا کچھ پڑھ نہیں سکتے
 کتابوں میں بڑی افسانے ہیں اُن کی بڑائی کو

ہوا تھا اجتہادِ ربیہا تھا وہ سب کا سب باقی
 ہیں ایسے تو ہزاروں مجرے شاہِ دو عالم کے
 جہاں اک لفظ کیا اک حرف سے کم آیاتِ قسیر ہو
 کسی سے حق ادا اُن کی صفت کا ہو نہیں سکتا
 خدا کے بھید کی باتوں کو بندہ کوئی کیا جانے
 کہ ہم حدِ شریعت سے تو آگے بڑھ نہیں سکتے
 خدا کے فضل سے مختار تھی ساری خدائی کو

حضرت سلمان کو حضرت قیس کی نظر لگانا

لکھا ہے جب یہ خنہ ترقی کھو تھے حضرت سلمان
 نظر بھر کر جو دیکھا قیس سلمان کو آ کر
 نظر اُن کی لگا کرتی تھی لوگوں کو وہ عابث
 کہا اچانک یہ حال جا کر شاہِ والا سے

وہاں تھے قیس ابن صَوْصَعَة اک صاحبِ ایمان
 تو وہ فوراً گری پیش ہو کر اور غل کھا کر
 بچا کرتے تھے سب اُن ڈر کرتے تھے سب اُن
 شاہِ آپ نے تو جلد اٹھ کر اُن کے پاس آئے

بنیا تیس کو اور ایک تین اُن سے شکوایا
 و منو وہ کرچکے تو یہ زبان پاک پر آیا
 دُلا نیکے لئے ہاتھ اور پاؤں جائیں جو صاب
 کیا جب یہ گل جا کر وہ نورِ آہوش میں آئے
 چڑھائی کی پھر اسکے بے کفارہ آئیں نے
 رہے چوبین ن محصور اہل دیں مدینے میں
 لڑائی ہوتی تھی روز اور سب سخت ہوتی تھی
 تھے کثرت سی تو انکا جوش خلی کم نہ ہوتا تھا
 نکیلے بھی جو پہنچے تو انہیں جا کر نہ ہریت دی
 وہ انکی اُس لڑائی میں دلیری بھی شجاعت تھی
 پھر کر شیر کی صورت کے اوجاف آتے تھے
 تھکے تھے زخم خورہ تھے کئی راتوں کو جاگے تھے
 ہو ایسی بندھی تھی پست نافر جام ہوتے تھے

وضو ایس کرو پھر اُن سے ارشاد فرمایا
 کہ اس آپ وضو سے جا کے دھو دو اُن کے دست دُلا
 اُلٹ کر رکھیں یہ برتن انہیں کی پشت کی جانب
 نظر کا سب اثر جاتا رہا اور پھر نہ گھبرائے
 انہیں خنق پہ روکا آکے ہوا شہید ہیں نے
 رہے خدمات کرتے قابل تحسین مدینے میں
 جہاں اکثر شکست دشمن بد بخت ہوتی تھی
 وہ صدمہ ماسے جاتے تھے مگر کچھ غم نہ ہوتا تھا
 علی لے اُس لڑائی میں بڑی داد شجاعت دی
 صحابہ کو تو تھی ہی دشمنان دیں کو حیرت تھی
 وہ زرخیں میں بھی پھنستے تھے تو پھر صاف آتے تھے
 مگر میدان میں جا کر ہول سے بھی تو آگے تھے
 جب اُنکو دیکھتے تھے لرزہ بر اندام ہوتے تھے

تو کہتے تھے کہ بھاگو سنانے سے ہیں علی آتے
تو پھر وہ اور بھی لڑتے تھے جا کر دم نہ پیتے تھے
علی کی اس لڑائی کے ثواب ان سب بزرگ ہیں
وہاں دیکھ انکو ذوالفقار اپنی غیبت کی
کہ اس پیشتر آیا نہ تھا ان اہل ایمان پر
مگر چوبیس دن کی تھی یہ وہ صرف ایک دن کی تھی
تھے حضور اس سب مردوزن گھبرا جاتے تھے

ذکرِ نعم ابن مسعود

نبی کے پاس فوراً ایک مرد سرفروش آیا
اُسی فرقے تھے غطفان والوں میں وہ رہتے تھے
مسلمان ہونے کو پیش شہ کو نین آیا ہوں
کہ میں کفار سے جا کر کہوں جو کچھ ہو جی میرا

جب ان کے سر پہ یہ شہر خدای کے ولی آئے
وہ عین شاہ دیں ہو ہو کے خوش ہو کر دینے لگے
کہا حضرت جو اعمال امت تا پختہ ہیں
بڑھایا اور بھی دل ان کا جب ان پر شہ فقت کی
مگر یہ وقت ایسا سخت تھا قوم مسلمان پر
اُٹھ رہے تھے اگرچہ ایسی ہی تکلیف دہ تھی
شہ کو ن بھی سخت تکلیفیں اٹھاتے تھے

یہ حالت دیکھ کر اللہ کی رحمت میں چل آیا
نعم ان کا تھا نام اور ابن مسعود انکو کہتے تھے
کہا اگر کہ اے محبوب رب ایمان لایا ہوں
مسلمان مجھ کو کر کر یہ اجازت دیجئے مولا

سوا کفار نہیچا اور جو کچھ جی چاہے کہہ آؤ
 تھے اُن کے خاندان دے اُسی اداں میں پہنچے
 انہیں معلوم کیا تھا ہو کے یہ آیا مسلمان ہے
 چلو گھر کو یہاں میں نہیں لینے کو آیا ہوں
 تم اُن کے ساتھ کیوں آئے ہو تم کو کیا عداوت ہے
 کہ وہ نعرہ دے تم سے سوا میں تم کو ٹھوڑے سے
 لڑا کر اُن تم کو اپنا پی گھر کو چل دیں گے
 یہاں تک ہی چلنے کیلئے تیار ہوتے ہیں
 انھوں نے بھی یہ سن کر وہی اُٹھیں داواور کی کہیں
 برا کہنے لگے اُن کافروں کو پر ملا وہ بھی
 قرآن اور نبی غطفان ابھی مجھ سے یہ کہتے
 سوا اسکے سنائیں اور بھی باتیں بہت سی ہیں
 ہوا کفار میں ایک ایک باہم دشمن جانی

کیا سرکار نے اُن کو مسلمان اور کہا جاؤ
 وہ پہنچے سید اور پہلے نبی غطفان میں پہنچے
 گئے جہاں میں یہ وہ جلتے تھے مسلمان ہو
 کہا اُن سے سناؤ کس شہر روینے کو آیا ہوں
 قرآن سے کو اُن سے بغض ہی کیلئے نہ لڑتے
 عداوت بھی سہی تو بھی تم اُن سے لڑا نہیں سکتے
 تمہیں آج اگر وہ کہہ نہیں دیتے تو گل دینگے
 وہ بڑے سچ پر یہ اب اُن سے ہم سبزار ہوئے ہیں
 آئے وہ پھر قرآن میں اور اُن سے بھی یہ باتیں
 کہا سخت اور سخت اُن کو وہ اُن سے عداوت بھی
 گئے پھر اہل مکہ پاس اور جا کر کہا اُن سے
 کہ اہل مکہ کا رو غا باز و فرج ہی ہیں
 عرض کر کر یہ باتیں اُن میں ایسی بھڑکٹو لاوی

طوفان ہوا

و عافرائی تھی حضورؐ کے طوفان ہوا آیا
 ہوا ایسی تھی جس سے ہوش اُٹنے لگے کینوں کے
 وہاں کی مصیبت وہ جاہلوں جہالت میں
 اُلٹ کر چاہوں دیکھیں جہالت میں خیر زمینوں پر
 ہوا سے ناک میں اُن کی غلے تیر ڈالنا تھا
 جواتے ہیں ہوا میں بھر کے وہ بول خاک ہو ہیں
 برو دت اسکی کم کر کے دوزخ بھی بہت کم تھا
 اُٹے اُٹے خاکِ فلت ہیں نجات کی ہوا میں تھے
 وہ بھلے بھلے پھرتے تھے نہیں سنہ نہ تما تھا
 تھے وہ گویا اندھیری قبر میں ایسا اندھیرا تھا
 جو اُٹھتے تھے تو گرتے تھے جو گرتے تھے تو مرنے لگے

او ہر تو کام یہ بگڑا او ہر قہر خارا آیا
 اکھاڑے سارے ڈیری اور نیچے اُن لعینوں کے
 جو اکھڑیں نہیں گھوڑوں کی تو انکی رسیاں لٹیں
 ہوا ایک تھی دلی جاتی تھی مونگ اُن کے سینوں
 طریقہ کافروں کی گوشمالی کا نکالا تھا
 دکھانا تھا کہ نذرِ گردشِ افلاک ہونے ہیں
 ہوا انھی ایسی ٹھنڈی اور یہ سروی کا عالم تھا
 چڑھا تھا کرو کا بھوت اُنہ دیوانے ہوا میں تھے
 غرض اس نوح کو اُس فوج کا دستہ نہ ملتا تھا
 اُبھیں چاروں طرف سے قہر خالق کی جو گہیرا تھا
 وہ رتنے نہ تھے راہِ عام کا کوچ کرتے تھے

ہوا وہ لہجہ بھی جیسی تھی قوم عاد پر آئی
 ہوئے کے ساتھ ہیں ہر سمت ذی قوت تھے
 جھٹک کر اس کو اپنی راہ مان فرجام لیتا تھا
 نہ بن پڑتی تھی کچھ سب تنگ ہو کر جا کھو تھے
 تھے وقت میں نصیب پر نصیب ان پر آتی تھی
 اوہ ہر پاؤں سواروں کے رکابوں میں اُلجھتے تھے
 ہوئے تھے باعث ان کی موت کا بھی مگر ان کے
 عجب بھارے عجب تھی رست و خیزان مرادوں میں
 سکوں آخر طبیعت موزیوں کی پاپی جاتی تھی
 سنہلے ہی نہ تھے ٹھوکر پھوکر کھلے جاتے تھے
 دیا تھا طول کیا اللہ نے ان کی نصیب کو
 لے جاتے تھے ظالم خاک میں حالت یہ تیر تھی
 نہ ایمان لائے تھے گو منہ رنج و بلا میں تھے

مگر ان میں تھوڑا کمحضرت تو وہ ات نہ ہو پانی
 پرندہ کی طرح سے بہ درندہ سے اڑتی پھرتے تھے
 جو گھبرا کر کوئی دامن کی کا تھا م بیتا تھا
 پریشانی کے عالم میں گھبرا تے تھوڑے تھے
 وہ ٹھوکر کھاکے گرتے تھے تو لڑوا نکو دہاتی تھی
 اوہ رہ رہو انیموں کی طنابوں میں اُلجھتے تھے
 جو چوہیل نیکی گرتیں تھیں تو پھٹ جاتے تھے سرانکہ
 تحالف تھا سوار نہیں نزل تھا پایا دوت
 ٹھکے جاتے تھے انکو موت کی نیند آہی جاتی تھی
 ہوا کے رور آپس میں وہ مکرانے جاتے تھے
 جو گرما تھا وہ کہتا تھا اب اٹھیں گیمات کو
 ہوا ان کی ہوس کی آگ پر پانی کو بڑھ کر تھی
 خدا جانے ابھی تک یہ منکر کس ہوا میں تھے

چلے تھے کفر کی کرنیکو ہم اچھی ہو اخوا صی
 حذیفہ کو ہوا حکم نبی جاکر ابھی دیکھیں
 تو پھر یہ کس سببے شور ہو کس جہ سے غل ہے
 پریشانی میں ان اہل شتم کو مبتلا دیکھا
 حارے پاک کی جانب ان پر یہ وبال آیا
 اور انگوٹھیں میں بٹھا پاس تشران کے دیکھا
 رسول اللہ نے ایسا نہیں ہے جہم سے فرمایا
 کسی کے قتل کرنے کو نہ سر لینے کو بھیجا ہے
 شہ والا جو خوش اور یہ الفاظ فرمائے
 کبھی رنج کر سکیں اس سمت یہ جرات نہیں ہوگی
 گئے کافر ادھر کو اور اہل دیں ادھر آئے
 شروع غسل بھی فرما چکے تھے سید والا

زبان بھی چپ گردل تہی کہتے ہو گے یہ وہی
 ہوئی جہانات اور سرکار تک پہنچیں یہ لوازیں
 رطائی تو نہیں سوخت ہم سے نہ بالکل ہر
 حذیفہ جب ہاں پہنچے تو سب یہ ماجرا دیکھا
 ہر گھٹن کی حالت جو دیکھی تو خیال آیا
 یوسفیان کو سروی کے مارے کا پتہ دیکھا
 یہ چاہا قتل کروں اسکو لیکن پھر خیال آیا
 شہ کوین نے جبکو خبر لینے کو بھیجا ہے
 ہوئے واپس وہاں اور سجالان دہرا
 اب آئینہ چڑھائی کی اُجھیں عمت نہیں ہوگی
 ہوئی جب دلپائی انکی تو شاہ دیں بھی گھر آئے
 بھی بیٹھے تھے اور غسل کو پانی منگایا تھا

غزوہ بنی قریظہ

کہ آئے حضرت جبریل اور یہ حکم ربّائے
 اٹھیں اُس سمت جانیکے لئے اجابت کہہ دو
 شہ کو نہیں نے جب حضرت جبریل کو دیکھا
 وہ اُن کی گرد بھاڑی شاہ دین اپنی چادر سے
 ہمتے تیار حضرت اور فوراً آگئے باہر
 روانہ آخروں وہ سب حکم آپ کا پا کر
 تو دیکھا انتظار آہ محبوب داور ہے
 تو پوچھا اُن سے تم کو کیا خبر تھی اس لڑائی کی
 وہ بولے وجہ کلی بھی گذری ادھر ہو کر
 یہیں تم ٹہرے رہنا وہ اسی رشتے سے آئیں گے
 کہا حضرت نے وہ جبریل اور حکم آتے تھے

ابھی اسلام کا لشکر قریظہ کی طرف جائے
 نہ کھلیں سواپنے ابھی اصحاب سے کہہ رو
 توبہ ظاہر ہو رہی گرد آلودہ زسرتا پا
 جد اکی اُن کی خاک پاک اپنی دمن اظہر سے
 ورد دولت پہنچی موجود سب فوج طفہ بیکر
 غلے میں بنی بخار کے پہنچا جو وہ لشکر
 مسلح اُس محلے کے مسلمانوں کا لشکر ہے
 یہ تم نے کس طرح تیاری تیغ آزمائی کی
 وہ ہم سے کہہ گئے ہیں پھر لگاؤ اسلام تن پر
 قریظہ کی طرف لشکر مسلمانوں کا جائے گا
 بہ شکل وجہ کلی جو تم سے کہنے آئے تھے

غرض شکر چاہو وہ اور قریب کی طرف آیا
 کئی دن تک اُٹھیں محصور رکھا اور سجھایا
 مع ساماں اُٹھیں لیکر چلے آئے مہینے
 اتنا سامان کی تو پندرہ سو آئیں تلواریں
 زربین تین تین سو اور بیس سو نیز تھے بھلے تھے
 مویشی کی تو کچھ حد ہی نہیں تھی اتنے ہاتھ آئے
 ہوئے تھے چاکے سوائے این مواد اس جگہ بیانی
 کہ اجبریل نے حضرت آکر ماجر کیا ہے
 صف تمام بچائی ہے ملک آسمانوں پر
 سو فردوس اعلیٰ کو جسے یہ جان تیار آئے
 ہوا ہے مہرباں پیر خداوند دو عالم بھی
 کہا حضرت سوائے این مواد اٹھے ہیں دینا
 گئے پھر تیسرا انکی تو حضرت نے یہ فرمایا

علی تھے سب آئے قادی سے صف اصف آیا
 مگر ان میں سے کوئی کفر کی ضد کرنے باز آیا
 گرفتاری ہوئی انکی اُٹھیں لگا دینے میں
 اسی لئے ان کی ڈھالیں ملیں بال غنیمت میں
 لا غلہ بھی ہو وہ بڑے اموال والے تھے
 یہ سب سامان لیکر قبیلہ کو بن ساتھ آئے
 وہ واپس جب آئے گھر کو تو رحلت ہو گئی ان کی
 حضور پاک کے اصحاب میں سے کون اٹھا ہے
 ہیں لغات غم و رنج و الم انکی زبانوں پر
 اٹھانے کو جوازہ ہیں ملک ستر نہرا آئے
 ملک تو ہیں ملک جنبش میں ہے عرش منظم بھی
 ملی حنت اُٹھیں فضل خداوند تعالیٰ سے
 کشادہ ہو کے رہنا اور نہ کرنا سحر پر مضبوط

ہوا ہر جس کا صدمہ عرش کو وہ نہہیں آتا
 رہیں گے یہ قنار قبر سے محفوظ تا محشر
 صلے کیا کیا ہیں سرکارِ دو عالم کی محبت کے
 ہر کسیرِ شان اسے کہنے میں بھی سہ کیا کہئے
 تو اسکے قتل کو حکم شہنشاہ جہاں آیا
 زبیر و حضرت مولانا وہ سب قتل کر ڈالے
 لکھا ہر چار سو لیکن بقول مستند تھے وہ

تری عنت بڑھاتا ہے تراریتہ بڑھاتا ہے
 انہیں مرقا میں رکھتے تھے تو فرما کئے یہ وہ
 کوئی دیکھے کہ کیا حصے ملے ہیں انکو جنت کے
 جو پایا تھا انھوں نے نام اس کے بن کیا ہے
 غرض جب قبر ہو کر یہ گروہ بے اماں آیا
 انھیں لائے پڑی ان بوذیو کی جان کے لئے
 کوئی کہتا ہر کل نو سو تھی یا نہفت صدف تھے وہ

صالحِ حَیْبِہ

کہ میں کہتے ہیں ہوں اور حج کیا ہیں کہے کا
 کلیبِ فضل بابِ کعبہ میرے ہاتھ آئی ہے
 بہت ہی خوش ہے وہ سن کے یہ رویا پیغمبر
 خدا کے فضل سے ہو جائیں خوشحال ہم مٹیاں

رسول اللہ نے اک رات کو یہ خواب دیکھا
 کسی ترکیب سے فضلِ خدا کے ساتھ آئی ہے
 صحابہ کی کہانیہ خوابِ شوقِ صبح کو اٹھ کر
 یہ سمجھے دولتِ حج پائینگے اس سال ہم تیک

کیا ظاہر ارادہ پھر سفر کا شاہ والائے
 گئے وہ سب بھی اپنی اپنی گھریا ہنر بھلنے کو
 لئے اصحاب میں کثرت سے سارے اسلحہ اپنے
 یہ لشکر اہل دین کا جب شکل مختلف آیا
 برائے جنگ جاتے نہیں یہ فیصلہ کر کے
 تھے ستر اونٹ قربانی کی خاطر ان صحابہ
 جلو میں تھیں صیفی اصحاب علی جاہ و اکرم کی
 یہ تھی ایک نئی سرکار کی نام اسکا قصو تھا
 خبر یہ آ کر حضرت کی جب کفار نے پائی
 انھیں روکو یہاں آئے سواطیکے لوں بکلو
 مقرر پھر کیا ایک ایک امیر ایک ایک ستے
 ادھر اس وضع میں پہنچے شہ و الامع لشکر
 چلیں ہم دوسرے سوار تھے اور کئے میں داخل ہو

میں عمرے کے لئے جاتا ہوں فرمایا یہ بار بے
 ہوئے تیار اصحاب نبی بھی ساتھ چلنے کو
 بہت صرف نواہیں ہی لیکر سامنے آئے
 رہے اس مسئلے میں آپ ساکت کچھ نہ فرمایا
 چلے اپنے لئے تلوار ہی پر اکتفا کر کے
 چلے پھر نزل لیں کرتے ہوئے سب کو صحرا میں
 سواری میں تھی قصو امر و روسد و اعلم کی
 سوار اکثر ہوا کرتے تھے جس پر سید والا
 تو سب نے اتفاق اس پر کیا یہ بات ٹھہرائی
 بنا و کام اور اُن سے بگڑنے کے لئے نکلے
 چلے اور آ کے ٹھہری اک جگہ جدی کر رہے
 سا کفار کا یہ حال تو کہنے لگے سرور
 جو تھوڑی سی میں قتل نلو کر دیں گے مقابل ہو

کہا صدیق اکبر نے کہ ہم لڑنے نہیں آئے
 مگر عمرے سے روکے جائیں تو پھر خیانت پاؤ
 شہ کو بن نے اس رائے کو منظور فرمایا
 پھر اسکے بعد فرمایا چلو دشوار رستوں سے
 چلے پھر سب بہت ہی سخت ناموار راہوں سے
 حدیبیہ کے پاس اس سمت اک صغیر تہ تھا
 وہ ملتی ہی نہ تھی ہر چہ سب کو اٹھا لیتے
 کہا لوگوں نے ماتے بعض منزل تک بھی جاؤ
 کہا سرکار نے تھک جان کی عادت نہیں اسکو
 قسم اللہ کی قبضے میں جس کے جان ہر میری
 خیال جنگ کو میں کافروں سے دور کر لوں گا
 چلایا پھر جو قصد اکتو وہ چلنے لگی اٹھکر
 اتر کر ساتھ اپنے خیمہ و خرگاہ کے ٹہرے

کچھ انکو قتل کرنے کے لئے اڑنے نہیں آئے
 نہیں تو پھر کیا جاوے گی جو را والا ہو
 اور اپنے یا ر غار خاص کو مسرور فرمایا
 الگ سے تہے ہو چتے ہوئے ان بت پرستوں سے
 اٹھانے سختیاں چھتے ہوئے انکی نگاہوں سے
 وہاں پہنچے تو بیٹھی چلتے چلتے آپ کی قصدا
 چلانے کیلئے حل حل کی آوازیں سناتے تھے
 کبھی یہ بیٹھ بھی جاتے یعنی تھک بھی جاتے
 مگر بے حکم رب چلنے کی بھی طاقت نہیں اسکو
 کرونگا ہر طرح میں عزت و توقیر کعبے کی
 بیاس کعبہ شہ طہیں ان کی سب منظور کرونگا
 حدیبیہ میں پھر آئے شہ والا مہر شکر
 وہیں اک چاہ بھی تھا آکے پاس چاہ کو ٹہرے

بھرا اُس چاہ سہ پانی جو اصحابِ پیمر نے
 یہ حالت دیکھ کر اون کو ہونی ہی پریشانی
 کیا یہ واقعہ جا کر یہاں ختم رسالت سے
 نہ گھبراؤ ابھی ہر لشکرِ پاچا یگیا پانی
 کیا جب یہ عمل جو شاہ والا کی ہدایت تھی
 اوپر توجہ کو اُنکا یہ ارشادِ زیانی تھا
 کمی بھی پھر نہ کچھ سیراب اُس سراسر لشکر تھا
 نزولِ شکرِ اسلام جب کُھار نے دیکھا
 کہا اُن سے کہ پہنچو جلد اور جا کر خبر لاؤ
 وہ آئے آپ کے پاس اور یوں گویا ہوئے آکر
 وہ روکیں گے شہ کو تین کو لکے میں نے سے
 کہا حضرت میں سوقت لڑا نیکیو نہیں آیا
 لڑائی کا نہیں سوقت عمرے کا ارادہ ہے

تو تھوڑی دیر کے بعد اسکو پایا خشک لشکر نے
 کہ یہ تو ہو گیا خشک کہاں سے آئیں گے پانی
 تو یہ پایا جو آبِ شرب زبانِ پاک حضرت سے
 کنوئیں میں جانے کا ٹوٹیرا بھی آجا یگیا پانی
 تو دیکھا اس چہ بے آبِ بینائی کی شرت تھی
 اوپر شرمِ قصور آئے وہ پانی پانی تھا
 ابھی تھا خشک ابھی وہ چاہ دیر تھا سمندر
 باری نامور کو خدمتِ سرکار میں بھیجا
 یہاں کیوں آئے ہیں اچھی طرح تحقیق کر لاؤ
 ہوؤ ہیں متفق حضرت سر لڑا نیکیو نہیں اکثر
 نہ مانا آپ نے تو پھر لڑا نیکیو اس بہانے سے
 ابھی جبکہ وہیں یہ حکمِ ربِ العالمین آیا
 نہ مانے وہ تو نقصان اُنکا ہی زمینِ یاد ہے

لڑو گھانسی میں بھی پھرا اور اتنا جھگڑا نہ ہوتا
 اگر ایسا ہوتا تو ہر مسلمان لڑ کے مرے گا
 یہ ممکن ہے کہ مجاہدین میں باہم صلح ہو جائے
 نہ ہونگے اس لیے وہ رضی تو پھر نقصان اٹھائیں گے
 کئے واپس سو دیکھنا یہ سن کر بدلتے ان سے
 ابھی ہیں قصہ عمری کا شہ دنیا و دیں رکھتے
 کہیں عمر سے بھی کوئی کسی کو باز رکھتا ہے
 کہا عروہ نے مجھ کو آپ سب کیسا سمجھتے ہیں
 کہا اس نے اجازت دو تو میں اس کو ہواؤں
 وہ بولے جاؤ مل لو اسمیں اندوہ و توبت کیا ہے
 گیا عروہ جو پیشِ حضرت محبوبِ بجا فی
 مخاطب ہو کے با اسم گرامی اس طرح بولا
 ابھیں تم قتل بھی کر آئے تو کیا ہاتھ آئے گا

کہ پاؤں کا شہادت اور خدا سے معذور ہونگے
 حفاظتِ دینِ اہل کی خدا پر آپ کرے گا
 زمانِ صلح میں یعنی نہ کوئی لڑنے کو آئے
 مرہ اس سرکشی کا انکی ہم ان کو چکھائیں گے
 بلایا ان کو جا کر گفتگو کی حسبِ ذیل ان سے
 ارادہ جنگ کا اس وقت وہ تم سے نہیں رکھتے
 تو بولے سب کہ بس چپ تو ان سے ساز رکھتا ہے
 وہ بولے تیرا کیا کہنا بہت اچھا سمجھتے ہیں
 ارادہ ان کا کیا کر آئے ہیں کیوں یہ خبر لاؤں
 یہیں کچھ کام شاید اپنا چل جائے عجیب کیل ہے
 تو کی آغاز اک تقریر نازیبا و طولانی
 نہیں کرتا ہر کوئی قوم سے اپنی سلوک ایسا
 سوا اسکے کہ بنانی کا وہ بہ ساتھ جائے گا

خلاف اس ہوا تو پھر تمہیں وقت بڑی ہوگی
 یہ فوجیں کیا ہیں محتاجوں کا فلاشوں کا مجمع ہر
 سنا یہ حضرت صدیق نے تو غیظ میں آکر
 کہا اُس کے کو بکر آپ کا احسان ہے مجھ پر
 وہ باتیں کرتا تھا اور ہاتھ بھی اپنا اٹھاتا تھا
 مُغیرہ ایک صانع تھے نبی کے دو سدا رہیں
 اٹھا کر دستہ شمشیر اُس کے ہاتھ پر مارا
 کہا اُس کے ہر یہ کون جس نے مجھ کو ایذا دی
 کہا اُس کے مغیرہ مجھ پہ اک نیرا بھی احسان ہے
 جو ابا شاہ والائے وہی اُس سے بھی فرمایا
 کہی کفار سی جا کر جو گزری تھی یہاں لٹا
 یہ کہتا تھا گیا ہوں میں بہت سی بارگا ہوں
 کہیں لیکن یہ سطوت اور یہ شوکت نہیں دیکھی

یہ جتنی فوج ہر تم سے الگ سب کھڑی ہوگی
 لیٹروں کا ہر یا تھوڑے او یا شونکا مجمع ہر
 اُسے دی سخت گالی اٹھ کر اُس کے سامنے جا کر
 جواب لے سکا نہیں تو آپ سنتے اس بھی بندر
 جو ریش پاک پر نور شہ والا نک آتا تھا
 قریب شاہ دین میٹھو ہو کر تھے اور بارون میں
 ادب بات کر اوبے ادب یہ کہہ کے لٹکا را
 کہا اصحاب نے اُسے مغیرہ ہیں یہ ایامووی
 اگر میں دوں جواب لے کر تو نقص عہد و پیمان ہے
 جو پہلے کہہ چکے تھے سن عروہ بس چلا آیا
 بیان تو کر رہا تھا تھی مگر اُسکو بڑی حیرت
 بہت اہل دولت ہیں بہت بادشاہوں ہیں
 جو اُن کے جانتا روکی ہر یہ حالت نہیں دیکھی

کھڑے ہو جاتے ہیں جب وہ اٹھنے کو بہنٹتے
 اشارے کے وہ اُن کے منتظر ہر بار رہتے ہیں
 وضو کرتے ہیں تو آپ وضو ہاتھ نہیں لیتے ہیں
 جدا جب پیش سے موشتہ ابرار ہوتے ہیں
 بگاڑیں ایسے لوگوں ذرا یہ ہونہیں سکتا
 کہا اُس پہ سُن کر تو پریشاں ہو آیا ہے
 حُلّیّں اک شخص تھا اُمین اسی پھر اس طرف بھیجا
 اُسے جب دور سے دیکھا شہ دبے تو فرمایا
 کہا اصحاب اپنے ابھی اُٹھوا بھی جاؤ
 ہوئی اس حکم کی تعمیل اور اُس نے یہ جب دیکھا
 کہا لفافے سے جا کر کہ وہ عمرے کو آئے ہیں
 نہیں آئے وہ لڑنے کے لئے پھر اُن لڑنا کیا
 اجازت اُن کو عمرے کیلئے دینا مناسب ہے

اگر وہ تھوکتی ہیں تو وہ سب نہ پہ ملتے ہیں
 وہ اُن پر جان دینے کے لئے تیار رہتی ہیں
 تبرک کی طرح بٹنا ہی جا کر سب کو دیتے ہیں
 تو آنکھوں سے اٹھانے کے لئے تیار ہوتے ہیں
 کوئی بھی اُن سے ہو عہدہ برا یہ ہونہیں سکتا
 ہمیں ہوتا ہی شکشاید مسلمان ہو کے آیا ہے
 کہا اُس سے عجیب غور سے ہی کیا خیال اُن کا
 کہ کرتا ہے ادب یہ شخص قربانی کے اونٹوں کا
 اُٹھا دواونٹ اور جا کر باستقبال اُسے لاؤ
 ہوا واپس وہیں دیکھنا تھا جو وہ سب دیکھا
 بہت اونٹ قربانی کے بھی ہمراہ لاتے ہیں
 مقابل اُن بنا کیا اور ایسے بگڑنا کیا
 وہ اہل صلح ہیں ان سے جگڑنا نامناسب ہے

مگر وہ سنگدل کہنے لگے تو مرد و ہنسا ہے
 کہا اُسے اگر روکے تم اُن کو تعظیم سے
 یہ سنکر کی خوشامد اُگی اور راضی کیا اُس کو
 ہماری ضد یہ ہے اس سال وہ واپس چلے جائیں
 ادھر سے جب یہ دو تین اُن کے انتخا ص ل کر دیں
 یہ طے فرمائے پہلے حضرت خراش بھجوائے
 کرینگے کعبے کی تعظیم اور عمرہ ادا ہو گا
 لگے جب حضرت خراش چلا کر اونٹ پر اُٹھیں
 کیا یہ مشورہ ہم پر جو یہ اپنا اثر ڈالیں
 وہ جب کہنے لگے پیغام حضرت کا نہیں روست
 مگر قوم اُن کی اگر دہیاں میں ہو گئی جا ل
 انہیں لوگوں کے پھر خراش کو واپس بھی بھجوا یا
 کیا سرکار نے ارشاد پھر فاروق اعظم سے

یہ باتیں میں سمجھ سے ٹیری بالاتر تو نادان
 میں اپنی قوم کو بیکر جُدا ہو جاؤنگا تم سے
 کہا ہم صلح کرنے کے لئے تیار ہیں اب نہ تو
 کریں عمرہ خوشی سے سال آئندہ اگر آئیں
 ادھر سے بھی کوئی جلے کیا سرکار نے یہ طے
 کہا اُن سے یہ کہنا آج ہم لڑنے نہیں آئے
 تمہارا بے قریشی اس شکل میں نقصان کیا ہو گا
 تو غداروں نے اکر کاٹ ڈالیں اونٹ کی کونچیں
 تو پھر واپس نہ ہو دیں انہیں ہم قتل کر ڈالیں
 تو آئے قتل کرنے اُن کو تلواروں سے تیروں سے
 تو مجبوری کو اپنے قصد سے باز آئے وہ جاہل
 انہوں نے واقعہ سب خدمت حضرت میں دہرایا
 یہی باتیں کہتے جا کر ان کُفار اعظم سے

وہ بولے مجھ کو پائیں گے تو فوراً قتل کر دیں گے
 نہیں کچھ عرض کرینی یہ حاجت کی رکھتی ہیں
 مگر عثمان ہیں اس کام کے اچھی طرح قابل
 کہا سرکار نے بہتر ہی یہ عثمان ہی جائیں
 یہ سنتے ہی روانہ ہو گئے عثمان کے کو
 کیا یہ نہ کرہ آپس میں بعض اجاب حضرت نے
 مشرف ہو کے آئیں گے وہ کچھ کی زیارت
 تو فرمایا شہ والے میرا تو گماں یہ ہے
 نہوں ہیں اور وہ عمر کیلئے تنہا چلو جایا
 ابوسفیان سے جا کر ملے اور اس سے فرمایا
 رسول اللہ عمر کیلئے تشریف لائے ہیں
 وہ بولا چاہے کچھ بھی ہو مگر ایسا نہیں ہو گا
 اولے عمر کی لیکن اگر تم کو ضرورت ہے

نہ میری کچھ سنیں گے اور نہ اپنی کچھ خبر دیں گے
 خبر سب کو ہی وہ مجھ سے علت جیسی کہتے ہیں
 کہ رشتہ دار اکثر ان کے ان لوگوں میں شامل
 کہو ان سے سب باتیں کہیں جا کر ابھی جائیں
 چلے لیکن رشتہ کو نہیں کا فرمان کے کو
 کہ نہیں پایا ہی کیا عثمان کو کبے میں قسمت نے
 وہیں جا کر کسی نے کہہ یا یہ حال حضرت سے
 بہت دشوار ہی عثمان سے ممکن کہاں یہ
 نہیں متا یقین مجھ کو وہ کمزوری دیکھ لیں
 ابھی شکر ہمارا تم سے لڑنے کو نہیں آیا
 اسی مقصد اور احباب بھی ہمراہ آئے ہیں
 نبی کا آپ کے ہرگز اوامرہ نہیں ہو گا
 تو ہم مانع نہیں ہو چلے جاؤ اجازت ہے

تھے ایک بعد نزلِ احوال حضرت اور بھی آئے
 ابوسفیانؑ جب یہ جوابِ ناصواب آیا
 تمہیں اُن سے تو نفرت ہو مگر تجھ سے محبت ہے
 ظراہوں اُن سے کہیں یا وہ بڑے ہیں سب کو کیا کہئے
 بغیر اُن کے مجھے کہئے ہیں جانے کی اجازت ہے
 نہ لائیں خود ہی وہ تشریف تو یہ اور صورت ہے
 وہ چاہیں تو دعائے دولت اقبال کو جائے
 بہت برہم ہو گا رُسُن کر یہ جواب اُن کا
 کہا تم قہریں ہو اب وہاں جانی نہیں دینگے
 اُسی دن اِنہیں میں یہ خبر اُڑتی ہوئی آئی
 سنا یہ شاہِ والا نے تو اک حالت ہوئی طاری
 جہادِ قتل کرنے کیلئے تم سے قسم لوں گا
 اُسی غصے کی حالت میں اٹھو تختِ شجر آئے

تھے جو سکان مکہ اور اُن لوگوں کے ہمسائے
 تو اُن کفار سے یوں حضرت عثمانؓ نے فرمایا
 سر اسر یہ تمہاری یا وہ گوئی ہو حاق ہے
 تمہاری عقل پر پرے پڑی ہیں سب کو کیا کہئے
 یہ میرے ساتھ الفت ہو کہ اظہارِ عدالت ہے
 کہیں تم روک سکتے ہو تمہاری کیا حقیقت ہے
 وہ فرما دیں تو کعبہ اُن استقبال کو جائے
 کیا غصہ بڑھا حد سے زیادہ پیچ و تاب اُن کا
 تمہیں جانے نہیں دینگے انہیں نے نہیں دینگے
 کہ کئے ہیں شہادت حضرت عثمانؓ نے پائی
 کہا احوال اپنے کرو لڑنے کی تیاری
 تہ تیغ اب میں ان اعدا کو کر لوں گا تو دم نہ لگا
 لگا کر اُس سے پشتِ پاک یہ لفظ فرمائے

لڑائی ہوتی رہی تو روگرداں نہ ہوتا نیز دم رہنا
سُنا جیت تو نوادہ اب حضرت سائے آ
گئے تھے کارسز کاری کو مصروف اور اتر تھے
کہا یہ ہاتھ میرا تھا ہی عثمان کا گویا
پے رسیت یہ دست است اپنا سپہ ہر ماہوں

خدا کی راہ ہی درپیش تم ثابت قدم رہنا
اٹھو آگے ٹھہرو اس بات پر بیعت کرو مجھے
تھے دسویں حضرت عثمان جو اُس دم نہ حاضر تھے
اٹھایا سرور کون و مکان نے دستِ چپنا
ہنیں ہیں وہ تو ہیں اُن کی طرف سے عہد کرنا ہوں

منقبت حضرت عثمان رضی

وہ اُن کی جان نثاری اور یہ اُس کے صلے دیکھو
نبی کا ہاتھ جب عثمان کا دست مبارک ہو
کوئی دیکھے کہ کیا عذر و شرف یہ اُن کا ہاتھ آیا
شہ کون و مکان کا چہ ایسا دستِ شفقت ہو
نہ کیوں محفوظ ہوں وہ دستِ دشمن و دشمن
یہ برپا دشمنوں ہیں ہوں تو بالا دست ہوتے ہیں

خدا کی شان ہی کیا مرتبے اُن کو ملے دیکھو
جہاد و قتل پر پھر اُن کی ترویج میں شک ہو
نبی نے اپنا دستِ پاک اُن کا ہاتھ فرمایا
حقیقت تو یہ ہے اُن کی بیانی شان و شکو
مشرق و چپک جلتے نہیں ان جاہ و تکبر سے
جب آتے ہیں بر دست اُن کو آگے پست ہو گئیں

يٰۤاَللّٰهُ فَوْقَ اَيِّدٍ مَّجْدٍ سَازِغَاۤتُہٗ
 بیاں کیا ہو کسی سے ہاتھ میں جو ان کے قوت سے
 دکھانے کو یہ جب تلوار کے ہاتھ آگے بڑھتے
 نہیں کہ ہاتھ ہوگا کا محشر یہ سلم ہے
 اٹھیں گے قبر سے جس وقت ان کے ساتھ جائیں گے
 ہیں یہ کفار پر سخت اس پر قرآن کی گواہی ہے
 نبی کے ہاتھ پر یہ بک چکے ہیں شان والے ہیں
 دکھا دو گے زمانے بھر کو پھر جاہ و جلال
 معین حضرت کی امت کے یہاں وہ ہیں وہاں ہیں
 ادھر بھراس خصوصیت ہیں کن ان سے مقدم ہے
 گئے مکے میں ہر اہل ادب پہلے وہ یہ ہیں
 توکل پر گنہ کرتے ہیں کہنے کو تو نگر ہیں
 وہ اک مقبول درگاہ خداوند تعالیٰ ہیں

جہاں کرطیں میں ان ان کے ہاتھ رہتا ہے
 کلید فتح و نصرت ان کی انجمن شہادت ہے
 تو دشمن بھی قصے منتقبت کے ان کی بڑھتے ہیں
 ہمارے ہاتھ میں اس ہر ان کا ہمو کیا غم ہے
 خدایا کہ تو ہم محشر میں ہاتھ ہاتھ جائیں گے
 تو کیا غم ان کو ان کے پاس دستاویز نشانی ہے
 ہر لازم اپنے جنت اور یہ رضواں والے ہیں
 بڑھاؤ تو ذرا ان کی طرف دست سوال پنا
 ہیں نقصہ جہاں بھی دنگیر سیکساں وہ ہیں
 ہیں فی النورین یہ عز و شرف بھی ان کا کیا علم ہے
 خیر اچاہا ہر وقف سب سے پہلے وہ یہ ہیں
 غنی ہو کر فقیر درگاہ محبوب داور ہیں
 خبر یہ ہی کہ حنبت میں رفیق شاہ والا ہیں

غرض جب مشرکوں کا حال سبیت کان پایا
 کئی انخاص پہونچے صلح کا پیغام لے لیکر
 شرائط صلح کی ٹہریں پئے احوال آئندہ
 لکھیں اس صلح نامہ میں بہت سی اور شرطیں
 مکمل ہو گیا یہ صلح نامہ تو وہ یوں بولے
 کہا سرکار نے یہ صلح سی تو منہ نہ مٹو روگا
 وہ جب تک ساتھیوں کو اپنی لیکر آئیں گے
 یہ شکر آدمی بھی انھوں نے اپنا مکہ کو
 کہ عثمان اور ان کے ساتھیوں کو جلد بھجوائیں
 گرفتاری ہماری ہو گئی ہی جا نہیں سکتے
 یہ فاصد جب ہاتھ نہ پا تو غازی ہو کر تباہ
 ہوئے اس صلح سے اصحاب حضرت کچھ دل آفر
 کہا اس صلح میں تو سخت ذلت آئی ہے

سر ہمت ان کو اپنی پائمالی کا خیال آیا
 سہیل آخرین آئے پیش سرکار جہاں پرور
 یہ ٹہرا اب پلٹ جائیں پھر آئیں سال آئندہ
 یہاں تو صلح کرنا بھی ہو میں منظور شاہ وہیں
 ہمارے قیدیوں کو چھوڑ دیجئے اب وہ ہیں
 مگر جب تک عثمان آئیں گے تکونہ چھوڑیں گے
 تم اپنے آپ کو بھی قید سمجھو جا نہیں سکتے
 کہا اس سے ابھی جا کر ابو سفیان کی کہد
 پہنچ جائیں مسلمانوں میں جب وہ سب ہم آئیں
 نہ جب تک وہ یہاں آجائیں گے ہم آئیں گے
 تو پھر کہیں یہ سب کافران مامرو آئے
 عمران صاحبوں میں بھی زیادہ سب سے آزر وہ
 کہا سرکار نے میں کیا کروں حکم خدا سے ہے

نہیں دلت ابھی معلوم ہوتی ہے یہ ظاہر میں
 نہیں صلح نہیں جدید فتح مکہ ہے
 یہ سن کر وہ گئے پھر خدمت صدیق اکبر میں
 کیا جب ان کو اگاہ صلح کی دستور آئیں سے
 جواب انکو نہ کیوں ملتا وہی ان کی شکایت کا
 خبر تھی ان کو سب وہ خاص سحران پیمبر تھے
 زیادہ سب سے تھے ممتاز اسلامی سفینے میں
 نہیں ممکن تھا ان سے وہ حالات اس کے ذرا کہتے
 ہوئی تسکین جس سران کی وہ تقریر فرمائی
 وہ راضی ہو گئے سن کر جواب اصواب ان کا

مگر اے ابن خطاب! یہ سن ہو گی آخر میں
 نہیں یہ صلح نامہ اک کلبر فتح مکہ ہے
 کہا جو کچھ کہا تھا درگاہ محبوب داور میں
 وہی پایا جواب اس یار غار قبلہ میں سے
 دل صدیق تو آئینہ تھا مہر نبوت کا
 وزیر اعظم محبوب حق صدیق اکبر تھے
 پچوڑی جاتی تھی وحی الہی ان کے سینے میں
 کہا تھا جو نبی نے وہ نہ کہتے پھر تو کیا کہتے
 بیان قبلہ کو بن کی تفسیر فرمائی
 طمانیت ہوئی جاتا رہا سب بیچ و تاب ان کا

منقبت حضرت عمر فاروق رضی

تھے فاروق السیّدیؓ ایسے پکے دین کی دھن میں
 کہ کم تھے اوروں میں صاف السیّدیؓ تھے ان میں

بڑی پابن حکم رکھے نام آور تھے نامی تھے
 محبت میں خدا و مصطفیٰ کی تھی وہ اک کمال
 دل و جہاں سب نبی کے حکم کی تعمیل کرتے تھے
 مشیر خاص تھی مقبول و رگاہ پیمبر تھے
 جری تھے متقی تھی ماہروں تھے مہر تھے
 کہیں سبط نبی جب ان کو بیٹے کو غلام اپنا
 لئے نینم کا جنت سے جام آئے گا محشر میں
 شہہ والا کے شہزادوں کی خدمت الہی ہوتی ہو
 وہ تھے محکوم حضرت تھا بھروسہ والا پر
 بیطیع خاص حکم سید والا جو ہوتے ہیں
 تھے اعدا دم بخود ان کی سیاست ہائے پیہم سے
 شہہ والانے جب ملحوظ رکھی حرمت کعبہ
 مسلمان نیکو ہر سمت سے لوگ اس قدر آئے

وہ بعد حضرت صدیق امت ہیں گرامی تھے
 ہوئی وحی الہی بھی تو ان کی راہ پر نازل
 وہ دور تھے خدا سے اس کو سب ان کو در
 دعا ان کی طلب میں کی گئی تھی ایسے بزرگ تھے
 رفیع الشان عال تھے حبیل انقدر آمر تھے
 توفیر میں کہ محشر کا بنا لایا تو کام اپنا
 یہ ان سے جا کر لکھوا لاکہ کام آئے گا محشر میں
 محبت اسکو کہتے ہیں محبت ایسی ہوتی ہو
 جہی تو حکم پاک ان کا رواں تھا آب و ہوا پر
 قیامت تک وہ ان کو پہلوؤں اقد میں ہیں سچے
 زمانہ کا پتا تھا ہیبت فاروق اعظم سے
 ہوا اس بات کا ملک عرب میں چار سو شہرہ
 نہ اتنیک بعثت سرکار سے بھی حقیقت آئے

تواضع و جوشِ آہِ اُس کی دھوم ہوئی
 نہیں ہوتی مناسب ایک سی ہر وقت سرگرمی
 جو کچھ اسلام کی تھی شان وہ ساری دکھانی تھی
 اوہر صبر و تحمل اپنا لوگوں کو دکھانا تھا
 خدا کی مصلحت پر کام اپنے کرنے والے تھے
 تھے اتنوں پر رہ سو اُن سے طوڑ کر کیا ملٹ جائے
 ہوئی تھی صلح میں اک شرط یہ بھی شاہِ والا
 تو اُس کو سرورِ عالم مدینے میں نہ رہتے یہ
 مگر اسلام سے پھر کر اگر کچھ لوگ ادھر آئیں
 حبیبیہ میں رہ کر ہیں دنِ ناک اس جہنم میں
 ہو کر وہیں جلانی آتشِ غم اُن کی سینوں میں

یہ حکمت ظہر اس صلح میں معلوم ہوتی ہے
 ہونستی کی جگہ سنتی تو نرمی کی جگہ نرمی
 یہ موقع تھا رعایتِ کار و اداری دکھانی تھی
 سوئے اسلام ادھر اہل عرب کو بکھینچ لانا تھا
 معا و اللہ کہیں وہ کافروں سے طوڑ نہ پائے
 اکیلے بھی اگر ہوتے تو میلوں سے نہ ہٹ جاتے
 مدینے میں اگر کوئی مسلمان ہو کے آجائے
 ہمارے پاس واپس بھی رہیں فی الفور رکے ہیں
 تو ہم اُن کو نہ واپس دیں وہ چاہے حقدار ہیں
 چلے آئے تھے واپس سرورِ عالم مدینے میں
 وہ شرط واپسی لائی نیازِ نگ اُن مکینوں میں

ذکر حضرت ابولصیر رضی

تھے اُن میں بوجہ ایک شخص ایمان لے آئے
 مرنے میں انہیں پہنچے ہوئے کچھ دن ہی گذر گئے تھے
 کہا سرکار نے اُن سے کہ ان کو ساتھ لے آئیں
 ہوا ارشاد میں محبوب رہوں میرا یہ وعدہ ہے
 تمہارا فائدہ اور صاحبِ دینداری میں
 مجالِ دمِ زدن ہو سکتی تھی کیا حکم والا میں
 وہاں پہنچے تو کھولا جا کے سامانِ طعام اپنا
 کہا یوں ایک سے یہ آپ کی تلوار اچھی ہے
 وہ بولا ہاں بہت ہی تیز ہے اور کامِ والی ہے
 یہ بڑے میری خواہش ہے کہ مجھ کو ملے یہ
 وہ احمق خوش ہوا تلوار اُن کی ہاتھ میں دید
 کیا قتل اُس کو تو وہ دوسرا مردِ دانا تھا
 اُسے اتنے ہو چکا جو سرکارِ دو عالم نے

مٹل کر کافروں میں سلامت جان لے آئے
 کہ واپس لینے کو دو شخص آکافروں میں سے
 وہ بولے کافروں میں بھیجتے ہیں آپ پھر جھک کر
 ابا کیونکر کروں جب صلح نامہ میں یہ لکھا ہے
 تم ان کو ساتھ جاؤ تو فلاں کا راسی میں ہے
 روانہ ہو گئے ساتھ اُن کے پہنچے فی الحقیقت میں
 تواضع سے کیا اُن کافروں کو ہم کام اپنا
 بہت اچھا ہے لوہا اسکا اسکی دھار اچھی ہے
 کہے ہیں معرکے میں اس میں نے نام والی ہے
 چلوں پھر سو گئے میں تمہارے ساتھ میں بیکر
 اُنھوں نے لی اسی تلوار سے فوراً خبر اُسکی
 بنی کے پاس لے گیا، بنے کو پھر اُلٹا
 کہا واپس کیا ہے اسکو ریخ و دہشت و غم نے

پھیر آئے وہ بہادر اور باعیش و خوشی آئے
 نبی نے اُن سے کچھ اس قسم کے الفاظ فرمائے
 ہیں کہ وہ ہوئے بھیڑی باہر اور چل سکے
 مقرر کی جگہ رہنے کی اپنی راہ مکہ میں
 قریشی قافلہ جو اس طرف ہو کر گزرتا تھا
 جو ہو جاتا تھا مکہ میں مسلمان ان میں آتا تھا
 ہوئے جب تین سو یہ پھیر تو ان کی خوب بن آئی
 ہوئے جب تنگ مشرک قوسو شاہ حجاز آ
 طر انقصان ہوتا ہر ہمارا اس قرینے میں
 ہمارے جس قدر رماں ہیں لکڑی میں تھیں
 شہ کوئین نے فوراً خط اُن کے نام لکھوایا
 چلے آؤ خداوند دو عالم نے مدد کر دی
 یہ مکتوب گرائی لیکے جب قاصد راہ ہرایا

لئے تلوار اس مردود کی پیش نبی آئے
 یہ مطلب جن کا تھا تم کیوں ہمارے سامنے آئے
 وہ کافر رہ گیا بٹھا وہیں وہ بر محل سکے
 طریق کاروان قوم کفر آگاہ مکہ میں
 یہ اسکو لوٹ لینے تھو وہ ان سے خوف کرتا تھا
 گروہ ان اہل دیں کاروان جن بڑھائی جاتا
 کہ کر دی بن اُن کفار پر وہ راہ صحرائی
 کہایا مصطفیٰ اس شرط پر ہم اپنی باز آئے
 خدا کیواسطے اُن کو بلا بھیجو مدینے میں
 تجارت ہوگی ہر بندہ ہم شکل میں رہتے ہیں
 کہ تم سب اس آ جاؤ ہمیں جواب کوئی تھکرا
 قریشوں نے تمہاری واپسی کی شرط رو کر دی
 تو اُس نے بوجہیر خوش سیر کو نزع میں آیا

پڑھا اول سے آخر تک خطباتی نہ کچھ چھوڑا
 نہ ٹھہری بھروسہاں وہ لوگ اس علم شہیدین سے
 شہ کون و مکان کے زیرِ قراں الیہ ہو گئے ہیں
 غرض ہوتی تھی کچھ ان کی نہ کوئی مدعا ان کا
 یہ تھی اسلام کی شان اور یہ فرمان تھی تھے
 اُسامہ سے جو ان بہت سالہ میر شکر دیوں
 کہیں جب کہ ہی دھوپ اور چمک گرم آتی ہو
 تو یوں کہہ دی وہیں راہ میا جو سب بہتر نہ ہو
 حیدر میہ سے جب آپس ہو کر اور پہلی منزل کی
 اُٹھے جب صبح کو سرکار تو سرور و شادان تھے
 صحابہ کو سنائی پڑھ کے وہ سورن مسرت سے
 صفائی ہو گئی تھی قلب سے غم کی کہ ورت کی
 غرض واپس مدینے میں نہشتا وہاں آئے

لگایا آنکھوں سے سینے پہ رکھا اور دم توڑا
 چلے آئے جو فارغ ہو گئے بچہ میر و کفیں سے
 مسلمان ان کو کہتے ہیں مسلمان یہ ہوتے ہیں
 وہ تھا آیتِ حیات ان جو کہیں پتیاؤں کا
 اُسامہ سرورِ حبش اور عمر ان کے سپاہی تھے
 جلو میں ساتھ ان کے حضرت صدیق اکبرؓ
 میں گھوڑی پر نہیں اور یہ آپ پیدل شرم آتی
 کہ وجہِ مغفرت میرے لئے یہ گرو شکر نہ ہو
 خدا نے سورہ اِنَّا فَتَحْنَا اَنْ پے نازل کی
 رُخ روشن سے آثارِ طاعت نمایاں تھے
 توجہ خوش ہو کر وہ سب بھی ان آبا حرم سے
 نہ کیوں خوش ہوتے خوشخبری ملی تھی فتحِ یفرت
 اور اکتِ خردہ فتحِ عظیمہ سا نہتہ میں لائے

جب اس سورج کی صورت میں النام واکر
تو اس مزد کو سمجھے آپ مزد وہ فتح خیبر کا

فتح خیبر

حدیبیہ سے جب واپس ہوئے سرکار و الا نشان
اگرچہ سرورِ عالم کی پہلے سے یہ عادت تھی
مگر اس مرتبہ اک عام شہرت بر ملا کر دی
مہینے میں نہ رہ جا کوئی مرد ان غازی میں
جب اس کے بعد آخر ہفتہ ماہ صیام آیا
لکھا ہر اک ہزار اور چار سو یہ سب مجاہد تھے
منافق کافروں میں ایک تھا ابنِ سلول ایسا
یہو خیبر ہی تھے اُس کو تم قوم اور ہم مشرب
وہ اپنے زعم میں نقصان نہیں پہنچانے والا ہے
یہ آپس تو متقابل آکے اس لشکر کے ہو جانا
تو خیبر پر چڑھائی کرنے کا فرما دیا اعلان
چھپایا کرتے تھے کفار سے خبریں لڑائی کی
برائے فتح خیبر جائیں گے ہم یہ نہ کر دی
کہا اصحابِ مصروف ہوں کار سازی میں
تو چل دینی کو حکم حضرت خیر الامام آیا
بہت تھو اونٹ لیکن اسپ و سوئی نہ زیادہ تھے
بہت ہی جو عداوت ال دین و ملین کھتا تھا
منافق نے لکھا اُن کو کہ فکر اپنی کرو تم سب
مسلمانوں کا لشکر تم پہ چڑھ کر آنے والا ہے
کہیں تم صلح پر رضی نہ اُن سے ٹور کے ہو جانا

دکھانیکے لئے اُن کافروں کو اپنی جات بازی
 کہ سماں ایک ہی قلعے میں لے آئے تمام اپنا
 وہ منہ ہور تھے اور مختلف نام اُن کے رکھو تھے
 یہیں سیڑیوں کی ٹہری ہیں گھیرے خوب تر
 اوہریشکر اسلام بھی آخر وہیں پہنچا
 تھیں زینبؓ کے ساتھ اہل بیتؑ میں
 جو ہو گئی غالباً ازواج انہیں صحابہ بزرگ کی

چلے الفصہ کرو فرستے یہ اسلام کے غازی
 وہاں ان کافروں نے کر لیا یہ انتظام اپنا
 بہم تھے متصل اور اس جگہ چہرہ ستا قلعے تھے
 بہت مضبوط اور سب بڑا تھا قلعہ خیمبر
 دکھانا شاں اپنی سو کفار لعین پہنچا
 یکنیت لوگ تھے اصحابؓ ایک شاہ وہیں
 چلیں تھیں عورتیں پس اور بھی خدمت کو لشکر کی

کفار پر غلبہ خواب

اڑی تھی نیند اُن مردودوں کے اک اک گھلنے کی
 یہاں تک آئے فوج مشرہ والا کی شب آئی
 جراتوں جانتے تھے آج انہیں نیند آئیو آگئی
 کہلیں تھیں اُن کی آنکھیں پاؤں لیکن سوجھتے

خبر جیسے سنی تھی کافروں کے اُن کے آنے کی
 وہ شب بھر کہتے تھے وہ فوج آئی اور اب آئی
 کہیں اُن موزیوں کی خفتہ بختی جلنے والی تھی
 چوہر پر تھو وہ قیمت کو اپنی رو جاتے تھے

سحر ہوتے ہی محبوب بلادہ ہونے لگے تھے
 ہوئی بھی خنجر زن غفلت بھی انکی بڑا صوفی
 اندھیری رات میں کیا آنکھ کھلتی رو سیا ہوئی
 سحر ہونے سے پہلے وہ یسین ہشیار کیا ہوئے
 نہ کیوں چل دیتے گھر والے بھی انکو چھوڑ کر سوتا
 سحر کو قتل ہو گئے پیش ایسی صورت آئی تھی
 کئی راتوں جو وہ بازیتوں پر اپنی روئے تھے
 رہے سوتے نہ جب تک دھوپ کا اسپر غدا بیا
 تھا قلعہ اک نطاہن قلعوں میں سب سے پہلا تھا
 ارادہ یہ کیا تھا بڑھ کو فوج الہ دیں رکیں
 غرض جب صبح کو وہ دھوپ میں چلتے ہوئے اٹھے
 تھے اک محمود ابن مسلمہ اصحاب حضرت میں
 وہ سوتلے کی دیوار کے نیچے نہاں ہو کر

مگر سوتے تھے ظالم کس بلا کے سونہ والے تھے
 یہ دیکھا آج سنتے تھے کہ نینر آتی ہی سولی پر
 دکھانا تھیں اُجالے میں انھیں دیں گناہوں کی
 انھیں تھی موت کی نینر انیکو میں کیا ہوئے
 مروں کُشام کے تاج کوئی کس طرح روتا
 مگر ان موزیوں کی شام ہی سے شامت آئی تھی
 اُٹھیں گدھر کو اب لیا یہ کہہ کے سوتے تھے
 کھلیں آنکھیں جو سر پر گرم ہو کر آفتاب آیا
 وہاں ان خیمہ کی کفار کا تھوڑا سا جرگہ تھا
 یہیں سے جنگ میں مصروف ہو جائیں ہیں نہیں
 کتنا فسون پر حال پر ملتے ہوئے اُٹھے
 انھیں بکلیف پہنچی لوہیں اور گرمی کی نینر میں
 بنجارا اور اپنے بار اسلحہ سے سرگراں ہو کر

کفانہ نے جو انکو قلعے کی دیوار سے دیکھا
 شہادت پائی اس صد محو سے محمود دلاور نے
 پھر ان کی گونشالی کی گئی اچھی طرح جا کر
 بنی کے پیچھے کے پہری میں جو تقسیم باہم تھی
 یہودی ایک اس شب میں یہاں چھپتا ہوا آیا
 دیا پھر حکم اس کو قتل کا ایک اور صاحب
 ضروری جھکواؤں کے سامنے ہو کر گذرنا ہر
 مدد فرما کے اٹھا اس عذر کو اسی میں
 حضور سرور عالم وہ جب آیا تو یوں بولا
 تو پھر جو واقعہ ہر وہ بیان کر نیکو آیا ہوں
 مرزا اہل و عیال اس قلعے میں ہیں وہ بھی مائوں
 کہا سرکار نے اب غم نہ کر سب کو امان بخشی
 کہا اس یہودی جس قدر ہیں سخت حیران ہیں

تو پھینکا اپنے پتھر جس سے سر زخمی ہوا ان کا
 کئے پھر اپنے حملے روز یاران پیہر نے
 شکست فاش دی روز چہارم قلعے میں آ کر
 لکھا ہر ایک شہید خدمت فاروق اعظم تھی
 انھوں نے دیکھ کر فوراً گرفتار اسکو کروایا
 وہ بولائیں بنی کے پاس جاؤنگا ذرا ٹھہرو
 کچھ ان کی خدمت اقدس میں جا کر عرض کرنا ہر
 اُسے بھجوا دیا فاروق نے دربار نشانی میں
 ہو پہلے میری جان بخشی اماں دیجائی اے آقا
 مسلمان ہونے آیا ہوں نہ میں مرہیکو آیا ہوں
 نہ وہ منجملہ آوارگانِ دشت و ہاموں ہوں
 تری اور تیری گھر والوں کی کردی ہنسنے جا بخشی
 خصوصاً اہلِ جنگِ جہل کی زار و مالا ہیں

ارادہ کرتے ہیں چھوڑیں یہ موقع آپ کے حق میں
 کیا ہے جمع اپنا مال و زر اک گھر میں لالا کر
 وہ موقع صبح کو میں شاہ والا کو بتا دوں گا
 غرض اُس قلعے پر جب صبح کو جا کر کیا قبضہ
 ادا کرتا ہوا شکر خدائے ذوالجلال آیا
 حبش کا رہنے والا اک غلام ان کا فرزند نہیں
 لڑائی کا یہ ساماں دیکھ کر مالک کے پاس آیا
 کہا اُس سے کہ کہوں چاروں طرف نشتر پال
 وہ بولا نام محبوب خدائے دو جہاں لیکر
 یہ سن کر اُس سے اپنی بکریاں لیکر چلا آیا
 قریب شام آکر شاہ وہیں کے پاس یوں بولا
 کہا سرکار نے یہ کہلوائے پر منفر ہوں
 کہا اُس نے اگر یہ کہہ بیجا جائے تو کیا ہوگا

یہاں آج ہی شب میں وہ چاہیں قلعہ شکن ہیں
 میں آیا ہوں حضور شاہ وہیں میں یہ خبر پا کر
 وہ سارا مال ہاتھ آجا بیگا پورا پتہ دوں گا
 نشان اُس شخص نے آکر دیا وہ مال ہاتھ آیا
 مسلمان ہونے کو پھر وہ مع اہل و عیال آیا
 چرایا کرتا تھا جو بکریاں مالک کی روزانہ
 پریشانی میں سلو دیکھ کر ہو کر اُداس آیا
 چڑھائی کس نے کی ہے کس سے یہ لڑنیکا سلاہ
 وہ چڑھائے ہیں ہمیں یہی فوج بکراں لیکر
 رہا جو داور معمولاً اُنھیں جنگل میں ٹہرایا
 کرائی جاتی ہے کفار سے کس بات پر تو یہ
 خدا کی ایک وہ لڑائی کیا اور ہیں ہمیں یہ
 کہا شہ نے وہ جنت پا بیگا اُس کا بھلا ہوگا

کہا اُس نے مسلمان کچے چمکوں میں ہوں اُسی
 مگر یہ بکریاں لوگوں کی جو ہیں لیکے آیا ہوں
 کہا سرکار نے ان بکریوں سے جا کے یوں کہا
 دیا اکٹھیکرا اسکو کہ یہ اُن کی طرف بھینکو
 کیا جب یہ عمل جا کر تو ساری بکریاں اٹھ کر
 لڑائی میں اُنہوں سے جا کے پھر فوراً ہی شرکت کی
 کہا جب دیکھنے پہنچے شہ گردوں سریر اُنکو
 نماز و روزہ کی کوئی نہ کوئی زہد و طاعت ہے
 ابھی اپنے نہ تھے یہ تھا شمار ان کا پر ابھی
 نکالے خار غم و ان در مقصود سے بھروسے
 ہنس دیتا ہے اُسکو دم میں جو برسوز کار و تازی
 ابھی کیا تھا ابھی کیا اُنکو لطف و رست حاصل ہے
 جو ہوں آشنا کر دین میں ہوں بیٹروں کو چڑا ہے

خدا قائم رکھے اس پر یہ صورت ہی بہت اچھی
 اب اُن کے پاس اپنی نیراں کو کس طرح جاؤں
 ہونم جس جس کی ملک اسکی یہاں سیدھی چلاؤ
 چلی جائیگی وہ سب مالکوں میں جانے دو اُنکو
 روانہ ہو گئیں اور پانچویں سیدھی اپنے اپنے گھر
 ذرا ہی دیر میں دولت ملی اُن کو شہادت کی
 ملا ہی کیا قلیل اعمال کا اجر کشیدہ اُنکو
 مگر حنت ملی جاگیر میں کیا اُس کی رحمت ہے
 ابھی لیٹے ہوئے ہیں حور کو دامن کو سائے ہیں
 وہ جب کو چاہے اُسکو دم کے دم میں کچھ سی کچھ کر دے
 نہیں کچھ دیر لگتی جب خدا کا فضل ہوتا ہے
 ابھی گھر تھا جہنم میں ابھی حنت میں منسل ہے
 وہ ہوتے ہیں خدا والے جو محبوب خدا چاہے

ہی کیا جاری یہ صدقہ رحمتِ ختم رسالت کا
 وہ زندہ رہ گئے جو جان قرباں کر گئے انہیں
 وہاں تھا ایک قلعہ صعب اسکو کہتے تھے
 لکھا کہ یہ بھی سامانِ خور و نوش یہیں ہی تھا
 پریشاں ہو گئے تھے فکرِ روزی سیرِ لاقہ تھا
 یہ حالت دیکھ کر شاہِ دو عالم نے دعا مانگی
 کہا یا رب ہل دو کسیرِ عسکرانِ غریبوں کا
 سہل ان کی محنتِ راحت و آرام کو کر دے
 دعا انکو یہ پھر سکی دعا سرکارِ والا کی
 بڑھے یکبارگی جنابِ ابنِ منذر اُن جانب
 تعجب کیا جو فتح و نصرت ان ہاتھ آئی تھی
 لباس و مال و سامانِ غذا حسبِ الطلب پایا
 کیا قتل ان کو سامان کر دیئے سارے خراب انکو

گئے سب محو کر دیتا ہر اک کلمہ شہادت کا
 فرے جینے کے تو وہ لینگے جو مر گئے اُنہیں
 جو سب میں تھے یہودی مالدار ہمیں وہ ہتھی تھے
 یہ سامان بھی ملے یہ بھی مسلمانوں کا مقصد تھا
 سبب یہ ہوئی دنِ سرانِ اہل دین میں ناقہ تھا
 خدائے حق میں دولتِ لطف و عطمانگی
 ہو حصہ مال و زراں قلعے سرانِ کوفیہوں کا
 خوش ان کو آج اپنی لطف و اکرام سے کر دے
 اُسی دم ہو گئی رحمتِ خداوندِ تعالیٰ کی
 کیا اس زور کا حملہ کہ ان پر آ گئے غالب
 دعا کی سرور و سردارِ عالم ساتھ آئی تھی
 جو کچھ مانگا تھا محبوبِ الہی نے وہ سب پایا
 لٹھھا آئے زہیں پر جاؤ گئے شربِ انکو

اَمَّا رَأَتْ كُفْرًا لِفَاقِ اُنْ كُرْدِ بَاغُوں سَے
 یہاں سَے ہو کر فَاغِ پَھر سُو حَصْنِ عُمُوں آئے
 یہی وہ قلعہ تھا جہیں تھا گھرِ حَبِ اکفر کا
 تعیناتی ہوئی پہلے عُمُر کی اِس لڑائی پر
 تو بھیجا دوسرے دن اپنے صدیق اکبر کو
 تو پھر فاروقِ اعظم تیسرے دن اپنے بھیجے
 تو فرمایا شہم دین نے کل ایسا شخص جائیگا
 ابھی یہ فتح کیونکر ہوتی وقت اِس کا مقرر تھا
 نہ تھا جب حکم تو کس طرح حاصل ہوا کرتے
 اطاعتِ فرم تھی محبوبِ رب کی اُنکی بارونہر
 قسم اللہ کی واپس نہ ہرگز بے ظفر آئے
 مگر صورت وہاں تو اور تھی کچھ اور قصہ تھا
 اُنھیں شوبِ حشم اس رعبہ تھا اور ایسے مضطر تھے

کیا خابِجِ مکانوں سے کیا بیدِ خلِ بانگوں سے
 بڑا تھا قلعہ یہ اور آہیں دشمن بھی بہت پائے
 یہیں تھا فیصلہ ہو نیکو خجاکِ ملکِ خیبر کا
 لڑے دن بھر مگر قابو نہ پایا درکشائی پر
 لڑی یہ بھی بہت لیکن نہ توڑا قلعے کے در کو
 مگر اس روز بھی بے فتح یہ واپس چلائے
 خدا چاہے تو کر کر فتح اس قلعے کو آئے گا
 یہ حصہ خاص تھا اور حصہ نقدِ یرحیدر تھا
 یہاں صدیق کا کیا زور تھا فاروق کیا کرتے
 مگر سب کام تو چلتا تھا حضرت کے اشاروں پر
 یہی حکم اُن کو بھی ہوتا تو وہ بھی فتح کر آتے
 وہ آتا کیونکر اُن کے ہاتھ جو مولا کا حصہ تھا
 کہ ساتھ آئے نہ تھے اس لشکرِ عالی کے اور گھر تھے

روانہ جب یہ لشکر ہو گیا تو یہ خیال آیا
 اسی حالت میں خدمت جیسی ہو سکتی وہیں کرتا
 یہ کہئے یا تجھے یہ کہ جب اُس روز رات آئی
 یہ کہہ کر حلیہ پیئے ہوتے ہوئے اندر و گہن پہنچے
 سحر ہوتے ہی ہو کر ہر کوئی اُمیدوار آیا
 نہ فرمایا کسی سے کچھ مگر ختم رسالت نے
 کہا لوگوں نے ہیں موجود لیکن آہنیں سکتے
 وہ ہیں مجبور اتنے استغفار تکلیف ہی اُن کو
 ہوا اصحاب سے ارشاد آنحضرت ابھی جاؤ
 یہ سن کر حضرت سلمہ وہیں دوڑی ہو کر آئے
 وہ آئے تو سر انکار کھکے زانوئے مٹھر پر
 اٹھا کر ہاتھ پھر حق علی ہیں یہ دعا کر دی
 نجات اُن کو ہوئی حاصل وہیں آنکھوں کی آبر سے

میں کیوں تنہا یہاں تھی رہا اسپر حال آیا
 مگر انکار اُن کو ساتھ جانے سے نہیں کرتا
 اوہ ہر مونہ سے وہ نکلا اور اوہ ہر دلیت بات
 جہاں تھا لشکر اسلام وقت شب وہیں پہنچے
 علم لینے کی خاطر پیش شاہ نامہ دار آیا
 بلایا حضرت مولاعلیٰ کو خود بدولت نے
 ورم ہوان کی آنکھوں پر انہیں ہم انہیں سکتے
 نظر آتی انہیں ہی پیش پاؤں و مشے اُن کو
 ہو ممکن جس طرح اُن کو ہمارے پاس لے آؤ
 پکڑ کر ہاتھ مولا کا اُنھیں پیش نبی لائے
 لعاب پاک اپنا مل دیا چشماں جب پر پر
 نہ پہنچائے کبھی تکلیف ان کو گرمی و سردی
 کبھی دُکھ نہ آئیں عمر بھر بھر فضل مولا سے

کہ جاڑو نہیں نہ کپڑا گرم ان کے جسم پر دیکھا
تو ہوتی تھی نہ کچھ تکلیف اس موسم میں گرمی کے
ان اعدائے خدا کے کرنیکو تاراج تم جاؤ
مکر پر ذوالفقار آبدار اٹھو ا کے لڑکائی
لڑو اور دشمنوں سے سارا میدان صاف کر آؤ
کہا سرکار والے پڑھیں کلمہ نہ وہ جب تک

جنگ حضرت مولا علیؑ

خدا والوں کو لیکر بے ایمان ہیں آئے
کہا اُس تمہارا نام کیا ہو رہتے ہو کس جا
علی ابن ابی طالب بن رہتا ہوں مدینے میں
علی آئے ہیں لڑنیکو تو چہ کچھ ادھر بھی ہے
انھیں میں جانتا ہوں نام آوریں بہادر ہیں

کہا ہر اس دعا کو شاہ دیں کا بیہ اثر دیکھا
روئی کے کپڑے جب وہ فصل گرما میں پہنتے
کہا پھر اُن سے ہنکر میرا شکر آج تم جاؤ
زرہ اپنی انہیں پھر شاہ دیں نے آپ پہنائی
کہا بس اب خدا کا نام لو اور اُطرف جاؤ
وہ بولے میں قتال اُن سے کروں یا شاہ دیں تک

غرض شیر خدا رخصت ہو گئے میدان میں آئے
یہ پہنچے جب تو اکافر تھا برج قلعہ پر بیٹھا
کہا ہوں خادم الخزامی سیفینے میں
کہا اُس نے یہ جا کر کافروں سے کچھ خبر بھی ہے
بڑے ہی جنگجو ہیں مرو میں ابن تہور ہیں

سوا اس کے کتابوں میں لکھا ہی مال و زر لیکھا
 کہا یہ سن کے حارث نے تو یہی وہی دہی دہی
 بہادر ہی تو ہیں اسکی خبر لینے کو جانا ہوں
 یہیں کتنا ہو امر و دواپنے زعم باطل میں
 یہ مانا وہ شفی شہزادی تھا میلتن بھی تھا
 یہ سچ ہی وہ قوی تھا نامور تھا دیو پیکر تھا
 کیا آتے ہی چند اسلامیوں پر ہاتھ مٹا اُس نے
 کہا اُس نے یہ وہ حارث ہی جو مرجب کا بھائی ہے
 ہوئے ہیں دوست اُن کے قتل تو گھبر کر بیٹھے
 نہ دکھلاؤں کسی کو اپنا مونہ چھڑوں اگر اُن کو
 یہ سنا تھا کہ شیر خج گجہ سے اپنی چل نکلی
 نظر جب اُن پہ کی خاموش اور ساکت وہی تھا
 وہ یہ کیوں کمر بختیا بخرد تھا اور ناداں تھا

علی جب چڑھ کے اُیرگاتو قلعہ فتح کر لیا
 ابھی سے اسقدر کمزور ہی کیسا سپاہی ہے
 یہیں سے دیکھتا رہ اُسکا سر لینے کو جاتا ہو
 چلا اور آ کے ٹھہرا اہل ایماں کے مقابل میں
 یہ مانا وزن نیزے کی سناں کا تین میں بھی تھا
 مگر شیر خدا کے سامنے پشے سے کمتر تھا
 دکھائے جو ہر اپنی تیغ کے وقت مصائب نے
 بلا او علی کو یہ دم تیغ آزمائی ہے
 کہاں وہ جہم کڑور کو مونہ چھپا کر جلے بیٹھے ہیں
 مناسب کاٹ کر دنیا ہی خود آج اپنا سر اُن کو
 چباتے ہونٹ اوڑالے ہو کر تیور ہی بل نکلے
 خدا کے شیر کا غصہ تھا یا قہر الہی تھا
 انھیں غصے میں لانا قتل کا خود اپنا ساماں تھا

کہا بڑھکر کمینوں سے ملاقاتیں نہیں کرتے
یہ کہہ کر اور چھپٹ کر ایسی تیغ تیز دم چھوڑی
ہوا وہ داخل دوزخ تو مرحب یہ خبر سن کر
ز رہیں دو تھیں تو تھے دوزخ بھی بالا کر سر رکھے
اسے کیا کچھ کام اُس کا قسمت ڈی بگاڑا تھا
اُسے کیا سچوتی لڑنے کی اس کرار و صفار سے
نہ بھی سر پیٹنے سے ہاتھ کو فرصت تو کیا لڑتا
مگر آیا تھا لڑنے تو رجز خوانی بھی کرنی تھی
کہا میں جہیری مرحب ل مجھ سے کوٹڑے ہیں
قوی ایسا ہوں اور خنجر کی ایسی آہ اری ہر
میں ایسا زور والا ہوں یہ تو قوت مرتے کی
علیٰ انساں میں معمولی سے اُن کی کیا تحقیقت ہے
مگر یہ استعمال طبع ہے قتل بر اور سے

جنہیں ہو قتل کرنا اُن سے ہم باتیں نہیں کرتے
کہ گردن ظالم غدار کی کر کر قلم چھوڑی
بہت ہی کروفر کے ساتھ آیا قلعے سے باہر
ادھر لڑکائے دینغیں ادھر پیچھے سپر رکھے
کہ اب آیا کہ خود گرنے ابھی بھائی کو گٹاڑا تھا
کہ آنکھوں میں اندھیرا تھا غم مرگ بر اور سے
ہوئی تھی قوت بازو کی جب حلت تو کیا لڑتا
ادھر تھا عقل سے خالی تو نادانی بھی کرنی تھی
جو سن لیتے ہیں میرا نام تو کچھ کھا کے مرتے ہیں
مرا ہلکا سہی بھی اکٹا تہہ گویا ضرب کاری ہر
کہ غصے میں ٹھلنا ہوں تو ہتی ہر زین رن کی
مری تو اس تمامی فوج سے لڑنے میں دولت ہے
کہ کروں اس میں کو شمام لوگوں کے لشکر سے

بہانہ کر کے اپنے میر شکر سے نکل جاؤ
 تمہارے سامنے لڑائیوں میں پاؤں جاؤں کیا
 بہادر ہوں جری ہوں پلٹن ہوں کوہ بیکر ہوں
 ذرا اُن سے کہو جا کر کہ اب میں ان میں آؤ
 یہ کہو اس اُسکی سُن کے حضرت شیر خدا آئے
 ذرا جہ سے سنبھل کر بات کرنا بات والا ہوں
 مزہ بھگوان میں نیری یا وہ گوی کا چکھا دوں گا
 یہ سُن کر اُس نے چھوڑی تیغ انھوں نے ڈھال پر رو
 لاموقع سپر میں تیغ الجھ کر رہ گئی اُس کی
 لگائی بڑھ کے ضرب الفقار اس زور سے کاری
 فلک اُلوں کو حیرانی ہوئی اس ضرب حیدر سے
 کیا پھر قلعے پر حملہ در خیر اُکھاڑ آئے
 امام مومنین پاک باقر کا بیاں یہ ہے

بچا ناچا ہو جاں پنی تو تم آگے سے ٹل جاؤ
 تمہارے سڑاؤں کیا میں تمہارے ہاتھ اٹھاؤں کیا
 یہ طرہ اُسے ہی اس وقت میں جاؤں سے باہر ہوں
 علی ہیں کو سُن اُن کو تو میرے سامنے لاؤ
 منانت تو بڑھے اور اُس سے یہ الفاظ فرمائے
 حری ماں شیرینی تھی اور میں شیر کا بیٹا ہوں
 ابھی میں نیری جرمِ نفس کے ٹھکڑی اڑا دوں گا
 پھنسی بھی اُس میں گو وہ ڈھال اُس تلوار نے دوئی
 تو فوراً حضرت مولانے وہ ڈھال اُس کی پھینکی
 گلے سے تاکر کاٹ اُئی دو ہو کر گرانا راری
 زین ملتی تھی شورِ نعرۃ اللہ اکبر سے
 سپر کا کام لینے کے لئے لیکر کو اڑا آئے
 شکستِ بابِ خیبر کی نرالی داستان ہے

وہ دروازہ جو ٹوڑا جا رہا تھا دستِ حیدر
 بہرِ یہ قوتِ مستِ بیدِ الہی کا ملتا تھا
 تھیں ام المومنین یعنی صفیہ ایک چوکی پر
 پھر اُس پھاٹک سے وہ کارِ سپر لیتے رہز دن
 خدا جانے سلیں تھیں پھر وکی یاد وہ تھیں
 اٹھانے کو جو اُس پھاٹک کو ستر ابل دیں آئے
 اٹھاتے تھے تو بہ نہ ایک ایک کھیرت سے نکلتا تھا
 یہ دیکھا تو علی کو اپنی قوت کا خیال آیا
 علی سے کہہ رو پھر تو جا کے وہ پھاٹک اٹھا لائیں
 گئے مولا علی اُس کو اٹھا لائیں کوشش کی
 پھر اسکے بعد یہ الفاظ وحی ربِ اکرم تھے
 وہ چھینکی توڑ کر اک دم میں جو چیز تھی بہاری
 لگے پھر قلعے میں اور کافروں نے جب ماں مانگی

تو جنبش تھی نمایاں تھی دیوارِ سُرور سے
 کہ وہ قلعے کا قلعہ مثلِ برگِ کاہ ہلتا تھا
 بلی چوکی وہ ایسی آپ نیچے آ رہیں گر کر
 جو پھینکا شام کو تو فاصلے سے وہ گرا جا کر
 کو اڑا نہ تھا بھاری وزن جس کا اٹھ سون تھا
 سچا حکم یہ کہ پھر اسکی جگہ پر رکھ دیا جائے
 اٹھانا کیا وہ ان ستر سے ابل بھی تو نہ سکتا تھا
 وہیں نزو نبی فرمانِ ربِ دو الجبال آیا
 کہا سرکار نے یہ حکم آیا ہے علی جائیں
 مگر اُس نے سے پھاٹک ڈرا بھی تو نہ جنبش کی
 کنتہ بابِ خیر کے علی ہرگز نہ تھوڑے تھے
 کہوں تو نہ بھی انکی کہ یہ طاقت ہماری تھی
 اماں دینے کو وہ حسبِ ہدایت ہو گئے راضی

تکلم کر چمے سے حضرت نے استقبال فرمایا
 تو رو کر فرط شادی سے علی مرتضیٰ اسپر
 کہو کچھ تو زباں سے باعث رنج و تعب کیا ہے
 ہوئے سرکار رضی مجھ سے جھکویہ مسرت ہے
 نہ تنہا میرا جی اللہ بھی راضی ہوا تم سے
 چلے آئے مدینہ کی طرف سلطان بحر و بر

وہاں سے پھر نبی کے پاس وہ شیر خد آیا
 دیا بوسہ حین پاک پر آغوش میں لے کر
 کہا سرکار نے روتے ہو کیوں آخر سب کیا
 علی بولے یہ میرا گریہ آرام و راحت ہے
 کہا بیشک بہت خوش آج جی میرا ہوا تم سے
 اماں پھر کافر و نکو و حیران کا مال و زریکر

قضاے عمرہ

تہیہ کیے جانے کا شہ والا نے فرمایا
 حدیبیہ میں جو بھی امنیں جو زندہ ہیں سب آئیں
 وہ ہونچلہ انصاریا کوئی حجاج نہ ہو
 خبر یہ سن کے احباب پیمر دو سہار آئے
 معیت میں نبی کی دم خدائی یاد کا بھرتے

قضاے عمرہ کا پھر وقت اسکے بعد ہی آیا
 ہوا ارشاد مکے چلنے کو باصر ادب آئیں
 سوائے جو کوئی اور چاہے وہ بھی حاضر ہو
 منادی جب بولی یہ تو بہت جاں نثار آئے
 روانہ سب ہوئے یہ پھر وہاں منہ زیں کرتے

کہ آئے ہیں مسلح ہو کے صحابِ شہ والا
 یہ عمر محرم کو نہیں آئے ہیں بہرِ خُبا آئے ہیں
 وہ آئے جب تو اس سے اس طرح ارشاد فرمایا
 میں توڑوں عہد اپنا مجھ سے ایسا ہو نہیں سکتا
 مگر اپنی حفاظت و عافیت کو لانے سے
 حرمِ کعبہ میں پھر قبلاً رُحْن و بشر آئے
 نسا سب دافرائی و استیلام فرمایا
 کہ یہ آب و ہوا اسی اُس طرف کی ہو گئے لاعز
 یہ ڈوڑینگے تو کیا اچھی طرح چل بھی نہیں سکتے
 تو فرمایا کہ دوڑ اپنی صحابہ اُنکو دکھلائیں
 سوئم دے ہے قوت ہم میں اُن پر کر دینا طاہر
 یہ وعدہ لے لیا تھا کافروں نے شاہِ خوشنویس سے
 کہ اب ایجابیے تشریفِ وقتِ انتقام آیا

قریب کعبہ پہنچے تو یہ کُفار نے دیکھا
 ڈوری وہ اور سمجھے کرنے ہکو تنگائی ہیں
 سنا جب یہ شہ کوئین نے تو اُن کو بلوایا
 کیا ہو ہیں جو وعدہ وہ جھوٹا ہو نہیں سکتا
 تمہیں خطرہ یہ کہ را اسلمہ ہمراہ آنے سے
 ہوئے و مطمئن یہ بات سن کر اپنی گھر آئے
 طوافِ کعبہ سب نے بانہ کر احرام فرمایا
 مہاجر دیکھے جب کُفار نے تو طعن کی اپنہر
 پلے ادا اپنے ساتھ والوں کا ہیں مونہہ تکتے
 خبر جس دم پہنچی آپ کے سمع مبارک میں
 یہ سن کر دوڑیں سب صحابِ حیراں رہ گئے کافر
 ٹہرنے کے وہاں تین دن اس صلح کی رو سے
 وہ دن گذرے تو کُفار بہ آئین کا پیام آیا

کہا سرکار نے اُن سے اگر کچھ اور مہلت نہ
 وہ ناہنجار بولے تم زیارت کرتے آئے ہو
 یہی پیغام اُن سب کے سوئے شاہ حجاز آئے
 عباد وہ کہ پسر و سوس بھی بیٹھے ہوئی اُن میں
 تو بولے ڈوانٹ کراؤ کہ جو ہم نہیں جانے
 ہمارے جی میں جو کچھ بات آتی ہی وہ کرتے ہیں
 خدا کو ایک کہتے ہیں مسلمان تم ہو یا ہم ہیں
 خدا کی رحمت دن رات ہم ہیں ہر کہ تم ہیں ہر
 سنا یہ سحر سے تو سکر لے شاہ السن و جن
 خدا کا نام نامی اور بالا ہونے والا ہے
 ہوئے خوش سر و اصحاب ہمیں یہ بیاں سکر
 چلے حضرت تو دوڑیں کہہ کر یا تم دختر حمزہ
 رضاعی بھائی بھی تھو آپ کے حمزہ چچا بھی تھے

تو میں کھانا کھانا چاہتا ہوں ایک دن کب
 کہ کہیں میں ٹھہر کر سب کی دعوت کرنے آئی ہو
 کہ ہوں رخصت یہاں سے آپ ہم دعوت بازار آئے
 اُنھوں نے جب سنیں کفار سے سختی کی یہ باتیں
 چلے جائیں گو جب جی چاہیگا اس دم نہیں جائے
 رعیت کیا ہیں تم لوگوں کی کیا تم سڑتے ہیں
 خدا کا گھر ہی یہ اسے نگہیاں تم ہو یا ہم ہیں
 رسولِ مسلیں کی ذات ہم ہیں ہر کہ تم ہیں ہر
 کہا اُن دن نہ گھبراؤ بہت جلد آبرگاہ وہ دن
 اندھیرا جانے والا ہے اُجالا ہونے والا ہے
 رواں ہونے کو پھر ہونے لگی تیار می لشکر
 کہا جھکا بھی لیتے چلے ساتھ اپنی سوکے جلیبہ
 کہ عام اس سب سے شاہ دیں کو اُن کی دختر نے

روانہ ہو کر وہ پھر اداہلیں جو سب رسمیں
مسلمان ہونیکو چاروں طرف جوق جوق آئے

بٹھایا مرفی نے فاطمہ زہرا کے ہوج میں
دینے میں گئے تو صاحبانِ باوثوق آئے

حضرت عمر بن عاصؓ خالہ کا سلام لانا

طے رتنے میں خالہ ساتھ وہ بھی ہوئے اُن کے
وہ جائی اس ہر جہتے میں جاٹھروں تہ ہر اچھا
نہ آونگا بہاں پھرہ پڑونگاہیں وہیں جا کر
چلا آونگا واپس پھر نہ باقی کوئی مشکل ہے
کہا سب نے یہ ہر معقول وہ سب ہو گئے راضی
برائے نذر اودیم طالینی تھا ساتھ اونٹون پر
بہت کی مدد لیکر انکی سوغات اہل جہتہ نے
مسلمان ہو گیا ہی وہ عداوت اُس سے ہی چھو
تہ شمشیر کر کر آج جی خوش اپنا کر لوں گا

ابھیں ایام میں سونبی عمر بن عاص آئے
وہ کہتے ہیں کہ بیٹھے بیٹھے میرے جی میں یہ آیا
ہوئی قابض اگر یہ اہل اسلام آکے کتے پر
خلاف اسکے اگر ہوگا تو اطمینان حاصل ہر
کیا یہ مشورہ اور وں سے بھی لی رائے انکی بھی
چلے قصہ یہ سب اور نجاشی سے ملے جا کر
وہاں پہنچے تو کی انکی رات اہل جہتہ نے
کہا اُس سے کہ عمر بن امیہ کو بلا بھیجو
کر ونگا قتل اسکو اوریں اسکی خبر لوں گا

نجاتی ہوں چنانچہ اپنے مونہ پر مار کر بولا
 رسول اللہ کو قاصد کو غم سے قتل کروادوں
 اگر یہ جان لیتے تم تو ایسا کہہ نہ سکتے تھے
 پریشان حال اور کب تک ہو گا سطرچ خود مہر
 جہاں میں نور وحدت کا اجالا ہو نبو الای
 جو ان کے دشمن خود مہر میں وہ بھونٹے ہیں ابتر
 بلیگی دولت کو نین ان کی راہ میں آکر
 اثر دل پر ہو ان کے کچھ ایسا یہ بیاں سن کر
 ملے رستے میں خال ان کو پوچھا کیا ارادہ ہے
 حقیقت ہو گئی ہے مجھ پہ ظاہر دین اطہر کی
 تمہارا کیا ارادہ ہے کہا نکو جانو الے ہو
 چلے دونوں دیا رسید ابراہیم آئے
 وہاں پہنچے جہاں سے منزلِ رحمت میں جاتے ہیں

یہ اور عترتِ تم نے مجھ سے کیا کہنے کو مونہ کھولا
 نہیں معلوم ہے شاید یہ تمکو میں مسلمان ہوں
 مے مہاں ہو ورنہ آج زندہ رہ نہ سکے تھے
 نہ کب تک لاؤ گی ایمان اک حق کو پیہر پر
 خدائی بھریں انکا بول بالا ہونے والا ہے
 قسم کھا کر میں کہتا ہوں کہ وہ سچے پیہر ہیں
 مری مانو تو ان کے ہاتھ پر بیت کرو جا کر
 چلے فوراً مدینے کو سوئے ورنہ بار پہ پیہر
 وہ بولے خامتِ حضرت میں جانیر کا ارادہ ہے
 قریبوسی کرونگا جا کے حاصل میں پیہر کی
 یہ بولے میں بھی جاتا ہوں وہیں ایمان لانیکو
 پڑی سرکاریں پہنچے بڑے دربار میں آئے
 وہاں پہنچے جہاں سے گلشنِ جنت میں جاتے ہیں

وہاں پہنچے جہاں کوہن کی موج و لغت ہے
 وہاں پہنچے جہاں مذکور بار حالی نہیں آتا
 وہاں پہنچے جہاں کی عاضری وجہ سعادت ہے
 وہاں پہنچے جہاں وہ ذات ہے جو فخر آدم ہے
 وہاں پہنچے جہاں کا ذرہ ذرہ بھی محی ہر
 غرض پہنچے شہ کوہن کے دربار اطہر میں
 ہوئے داخل مسلمان ہو کے یاران پیہر میں
 لقب و ربار سرکاری سے پایادین پناہ اپنا
 وہاں پہنچے جہاں جنت نہیں جنت ہی رحمت ہے
 وہاں پہنچے جہاں جا کر کوئی خالی نہیں آتا
 وہاں پہنچے جہاں کی خاک لکیرِ رایت ہے
 وہاں پہنچے جہاں فرشِ زیں سو آسماں ہے
 وہاں پہنچے جہاں کارِ ہر خواہشِ سندِ ہر
 شرف پایا رسائی کا حضورِ بندہ پروردیں
 لکھایا نامِ فرو جانِ نثارانِ پیہر میں
 گھٹائی کفر کی رونق بڑھایا عز و جاہ اپنا

سریہ موتہ

سرایا جتنے ہیں سب میں بڑا موتہ کا سر تھیا
 لکھا تھا نامہ نامی نبی نے اُس کے حاکم کو
 چلے جب یہ نور ستے میں ملا شرجیل بارگوہر
 یہ تھا اک شہرِ ملکِ شام میں نام اس کا موتہ تھا
 دیا تھا خط وہ عارث کو کہ اُسکے پاس نہ چادو
 کہا تم کون ہو بولے کہ پیغمبر کا پیغمبر

یہ سنتے ہی کہا قتل اُس لیں گے اس دلاور کو
 بہت غصہ یہ سنتے ہی شہ کو نین کو آیا
 کہا اصحاب سے تیاری لشکر کرو فوراً
 امیر لشکر دین زید ابن حارثہ ہوں گے
 اگر یہ بھی شہیروں میں ہوں داخل اور مجاہد
 پئیں جام شہادت یہ بھی تو سب کو بلا لینا
 غرض یہ سہ ہزار اصحاب باخیل و خاتم مکے
 سمان اک مع فتح ہی موتہ کو نزدیکیاں پہنچ گئے
 خبر شہزاد نے پائی مسلمان چڑھ کے آئے ہیں
 تو اپنے ایک بھائی کو مع پیچھا کس بھیجا
 مسلمانوں نے حکم کر کے اُن کو قتل کر ڈالا
 یہ سن کر استعانت کیلئے کی جہد و کد اُس نے
 یہ عرضی اُسکی اسکے پاس جب بہر طلب آئی

خبر جبروت پہ پہنچی حبیب رب اکبر کو
 نہیں کرتا ہی کوئی قتل قاصد کو یہ فرمایا
 بہت تیزی سے پہنچا اور ابھی جاؤ سو گشتیں
 شہادت اُن کی ہو تو پھر علم پاس کی جعفر کے
 تو پھر میدان میں عبداللہ رواحہ کے چاہیں
 ہوں جیسے منتفق سب لوگ امیر اُسکو نہا لینا
 خود اُن کے ساتھ تھوڑی دوزک شاہ اُٹھ مکے
 بہت صحنی دھوم سے آئے لبس عیش و طرب آئے
 بہت ساماں بہت لڑنے والے ساتھ لائے ہیں
 خبر لانے کو اُن کی یہ گروہ زور دے بھیجا
 جو بانی رہ گئے اُنہیں سے وہ بھاگو سکتے تو نا
 بہر قتل رومی بد بخت سے مانگی ہو اُس نے
 بہ ندر او کثیر اس سمت اپنی فوج بھجوائی

دکھاتے اپنی طاقت اور بچھلے اپنی ساکھ
 پریشانی مسلمان نہیں پھیلی اور گھبرائے
 کہاں سے کہ یا واپس ہو یا فوج اور منگو او
 اٹھے ابن رواحہ سن کے یہ تقریر طولانی
 ہر دوزما کیا نہر میت ہی تو ہوگی اور کیا ہوگا
 اگر نصرت ہوئی تو پھر تنہا وہاں سارا عالم
 ذرا یہ بھی تو سوچو بد رہیں ہم لوگ کتنے تھو
 خدا چاہے تو ہم پر جو بلا آئے گی رد ہوگی
 یہ مانا ہم نے مانگی اور امداد آپ نے کر دی
 مسلمان ہیں یہ ممکن ہی نہیں آپ میں ہٹ جائیں
 کیا اس راکو انکی پناہ ان اہل ایمان نے
 بڑھے پھر جوش کیا تہہ اور موتہ کو قریب آئے
 تھے وہ بھی ان پیشاں میں یہ بیاں ہے بوہرہ کا

مقابل سے نہرا صحابہ کے وہ ایک لاکھ آئے
 امیر فوج کے جیمے میں بہر مشورہ آئے
 لکھو یہ حال حضرت کو اگر لڑیں کی ٹہراؤ
 کہا بے وجہ اندیشہ ہر ناحق ہے پریشانی
 جو کم ہیں تو شہادت ہی تو ہوگی اور کیا ہوگا
 ہیں کس بات کا ڈر ہی میں کس بات کا غم ہو
 انھوں نے ہی تو آخر فتح پائی تھی وہ جتنے تھو
 رکھو محنت بلنا اللہ تعالیٰ کی مدد ہوگی
 مری نزدیک تو لیکن اسے کہتے ہیں نامروی
 چلیں لیکر خدا کا نام اور میاں میں ڈٹ جائیں
 مصیف کیں پھر درست اپنی جناب پر دینا
 لگاتے نعرہ تنگیہر با حال عجیب آئے
 مجھے حیرت ہوئی جب لشکر کفار کو دیکھا

تھی اتنی کثرت اُن کی استفہ پائیں گوسایاں تھا
 کہا ثابت فُان سے بد رہیں موجد تم کب تھے
 مگر حاصل ہوئی تھی فتح ہمو فضل باری سے
 لڑائی چھڑ گئی آخر شہادت زید نے پائی
 یہ لڑنے تھے کہ کٹ کر گیا اک ہاتھ بازو سے
 گناہ بھی تو دونوں بازوؤں سے وہ علم روکا
 پڑی تلو اور پھر ایسی مکر پر آپ کی آکے
 ادھر لڑنے تھے عبداللہ ان اے بڑھ بڑھ کے
 تھکا ڈالا انھیں جب بھوکے اور اس لڑائی نے
 لیا ہی تھا وہ دانستوں میں کہ فوراً یہ خبر آئی
 وہ ٹکڑا مونہ سے پھینکا گوشت کا اور اسطرح سے
 مخاطب کے اپنے نفس سے پھریوں ہوئے گیا
 محبت ہی جو بی بی کی تو دینا ہوں طلاق اُسکو

ہوئی جاتیں تھیں آنکھیں میری خیر و سخت حیران تھا
 جو ہوتے دیکھتے کس سا زور سا ماں سے وہ سب تھے
 ذرا بھی تو نہ ڈرنا چاہئے اس فوج ناری سے
 تو پھر سرداری فوج خدا جعفر کی ہاتھ آئی
 تو پھر یہ دوسری دست مبارک میں علم لائے
 رہے ویسے ہی حملہ آور اور کفّا رکوٹو کا
 گرا جس سے زہیں پر ہو کر جسم پاک ڈکڑے
 مگر بھوکے تھے وہ تھا میسر دن انکو فاقے سے
 تو ٹکڑا گوشت کا انکو دیا ایک کج بھائی نے
 شہادت حضرت جعفر نے میں ایں میں بھی پائی
 بہت غصے میں آئی رونڈتے دشمن کی صف سے
 خدا کی راہ میں چلنا ہو سب اب اٹھ بہت سو یا
 یہ کہی راج کا دن مجھ سے ہی روز فراق اُسکو

علامت ہے اُلفت تو انھیں نرا دکر تا ہوں
 جو کچھ ہر مال و دولت وہ شہ و الاکو دیتا ہوں
 بس اب باقی رہا کیا جو مجھے تو آکے روکے گا
 یہ دنیا کیا ہے اے نفس و فی ان خواب باطل ہے
 سب اپنی اپنی مطلب کے ہیں اپنا کون ہوتا ہے
 متاع و مال دنیا کون لیکر ساتھ جاتا ہے
 ہیں و دونوں ایک سے وار و جو وقت موت انہیں ہو
 یہیں رہ جائیں گے دنیا رو رہم ایک ایک اپنے
 ادھر یہ کہہ کے دکھانے چلے دو درخت اپنا
 دھن چلے سے نکلی اور با ناز و ادا نکلی
 چلی تھی جان لینے کیلئے شرم کے چلتی تھی
 وہ ملو اُن کی اک نور خدا کا صاف تھی
 کبھی تھی پشت مرکب پر کبھی رو کبھی پر تھی

فدا ہوتا ہوں حضرت پر خدا کو یاد کرتا ہوں
 کوئی عمرہ سا گھر اسکے عوض جنت میں لیتا ہوں
 مراد ان پکڑ کر سوئی خفی جانے سے ٹکے گا
 وہ اسکے دام میں پھنستا نہیں جو مرد عاقل ہے
 نہ بی بی ہے نہ بھائی ہے نہ بیٹا ہے نہ پوتا ہے
 یہاں جو کوئی جاتا ہے خالی ہاتھ جاتا ہے
 بھکاری ہو کوئی یا بادشاہ ہفت کشور ہو
 وہاں تک ساتھ جائینگے تو صرف اعمال نیک ہے
 او ہر شمشیر جو ہر دار نے چھوڑا غلاف اپنا
 فرشتوں کی زباں سے بھی صد امر جانا نکلی
 کٹے جاتے تھے دشمن دل میں جب اتار کے چلتی تھی
 مگر اعدا کی جانوں کیلئے برقی بلا بھی تھی
 کبھی تھی سر پہ دشمن کے کبھی اُسکی مگر تھی

یہ کر دیتی تھی دوسرے دشمن غناک کو چھو کر
 کئے دیتی تھی پست اس فوج کے تمام راون کو
 چلی ٹھہری رکی جی گئی آئی اٹھی بیٹھی
 دبے جلتے تھے جس سے سب کبھی تو ایسی بھاری
 لگے دشمن سے ملتی تھی کر دیتی تھی صفا اس کو
 کبھی یہ فخر تھا میں ساتھ یار ان ہمیر کے
 بہادر دشمن دیں ہوں غلط یہ سب فیاض ہیں
 شہادت پائی آخر لڑتے لڑتے اس معظّم نے
 چلے آئے مسلمانوں میں اور ان سے ہوئے گویا
 تو بولے سب ہمیں اس کے قابل ہم سمجھتے ہیں
 کیا پھر منتخب خالد کو سب نے متفق ہو کر
 کہا ثابت نے میں اچھی طرح یہ سوچ آیا ہوں
 عرض خالد نے لیکر وہ علم میدان کو رخ پھیرا

نہایت تھی فوراً خون میں ناپاک کو چھو کر
 پری وہ بھوت نکر لپٹی تھی ان دیواروں کو
 پڑی جو منزل اس کی راہ میں خوبی سے وہ طر کی
 کبھی زخموں کے پھولوں کے لے بہاد بہاری تھی
 مگر تھار روز عیدِ یومینیں روزِ مصافحہ اس کو
 کبھی یہ ماز تھا فیض میں ہوں مردِ دلاور کے
 خطاں پر والی تھی جب تو کہلاتا تھا فانی ہیں
 علم ثابت نے فوراً لے لیا جو پاس تھو ان کے
 کہ اب یہ دیا جائیگا کر لو فیصلہ اس کا
 یہ بولے مجھ سے بہتر ہیں بہت ہیں سب کئی ہیں
 تو وہ کہنے لگے ثابت سے تم سے میں نہیں بہتر
 تمہیں دینے کی خاطر یہ علم ہمراہ لایا ہوں
 اور اپنی فوج کو ان دشمنان دیں کو جا گھیرا

لڑی اس سختی و شہادت سے وہ اللہ کو سار
 ہوئی جب شام نو لشکر مقابل ہوئے دونوں
 نہیں جتنی قتل کرنے کی وہ بدیرین چھوڑیں
 سپاہی جتنے تھے ہمراہ پیش و پس سب آئے تھے
 فن جنگ و جہل سے تھر جہ و واقف خالد علی
 جواں جو دایں جانب اُٹھیں بائیں طرف آئے
 چلا اس طرح جب بنیا رہو کر صبح کو لشکر
 جماعت اہل ایمان کی بڑھی ہو کر ہم آئی
 قائم پھر ان کے میان و غائب اگر ظہنیں
 ٹہرتے کیا کسی کے حکم پر وہ آکے کیا جھکتے
 وہ بھاگے جب تک خالد ان کے پیچھے قلعے تک پہنچے
 کئے قلعے میں جا کر قتل کفار لعین صدمہ ہا
 دکھایا ظالم و عذاب خارج ایسے ہوتے ہیں

رہی محفوظ اُن سے اور صدمہ ہا وہ لعین مارے
 تھے و دونوں سمت لڑنے والے مشکل سے ٹپے ہوئے
 کہ تو ملواریں اُس دن حضرت خالد کی ٹوپی تھیں
 تھا دستہ ہاتھ میں تلوار کاوا پس جب آئے تھے
 سحر کو اٹھ کے ترتیب اپنے لشکر کی بدل ڈالی
 جو پہلے سب آگے رہتے تھے وہ کر دیئے پیچھے
 تو مسیبت ان مسلمانوں کی چھائی اُن لعینوں کے
 وہ تھے یہ مدد کو ان کی فوج تازہ دم آئی
 میں رہنے والے جب بدولت پھر وہ لڑ نہیں
 تھی ان کے ولیمیں جب دہشت پھر روئے کیا
 لے لشکر کو اپنے بے خطر اور سپید ٹہرک پہنچے
 عرصہ میں حضرت عارت کو جانیں کی پس صدمہ ہا
 تبا یا قتل قاصد کے نتائج ایسے ہوتے ہیں

ہو اٹالی وہ قلعه تو غنیمت بیشمار آئی
یہاں میدان میں یہ کارہاؤں کباب جاری تھے
وہ میدان سامنے تھا ان کے حکم حق تعالیٰ سے
کہا سرکار نے جام شہادت زید نے پایا
یہ بولے پھر گئے فردوس کو ابن رواحہ بھی
یہ کہتے جاتے تھے شاہ زمیں اور رتے جاتے تھے
کہا پھر خالد عالی گہرنے اب علم پایا
ہوا ارشاد یہ بھی فتح ہو گی اہل دیں کی اب
جو کچھ ہوتا تھا میدان میں سبے مائے جاتے تھے
شبیہوں کو یہاں پھر تعزیت کو شاہ دین بھی

پھر اسکے بعد واپس فوج شاہ نامہ آئی
وہاں مسجد میں اپنی حضرت محبوب پار تھے
حجرات مکانی اٹھ گئے تھے شاہ والا سے
ہوا ارشاد پھر جعفر کا وقت آخری آیا
کیا رب احد نے خاتمہ بالجیران کا بھی
غم مہاجری میں پریشاں ہو جاتے تھے
لقب ان کا شہ والا سیف اللہ فرمایا
بتا ہی آئے گی مونہ کے کفار لعین کی اب
جو ہونے والا تھا وہ بھی زیاں پر لگ جاتے تھے
ضروری تھا جہاں تشریف لیجا تا وہیں پہنچے

فتح مکہ

خزاعہ نے شرف پایا شہ دیں کی معیت کا

لکھا ہر طوطا صلح حدیبیہ کا جب قصہ

بھٹیں دو تو ہیں بنو بکر و خزاعہ جن کو کہتے تھے
 اعانت خواہ ذکر حبیب و دونوں صفت بھٹے
 یہ ٹہرا تھا رہیں سال تک ملکر وہ آپس میں
 بنو بکر سپہ دل نے جو تھے آتش کے پر کالے
 یہ کہتے ہیں کہ اس سازش میں خیفہ ماتہ تھا ان کے
 پڑی جیت مہیبت جب ہو آرزوہ اس غم سے
 بہت اس ظلم کفار چھاپیشتہ سے گھبرائے
 کہا البیک محبوب خداوند تعالیٰ نے
 وہ محو مالہ و فریاد تھے جن وقت کہتے ہیں
 کیا دیباقت ام المؤمنین نے اوشہ اکرم
 ہوا ارشاد کہ میں خزاعہ یاد کرتے ہیں
 ابھی اس واقعے کو تین دن ہونے پاؤ تھے
 سنا یا حال جو ظلم اشک غم سے مونہ وہو کر

بہت مدت سے ان دونوں میں جھگڑا ہو رہا تھا
 وہ ٹہری کافروں میں یہ پیغمبر کی طرف آئے
 مگر لے آئیں زنگ آ خر جہالت کی جو بھٹیں رہیں
 یکا یک ایک شب کو دس خزاعی قتل کر ڈالے
 بد لکر بھیس آئے تھے قریشی ساتھ تھے ان کے
 خزاعہ نے یہ کی فریاد سرکارِ دو عالم سے
 وہیں کہے میں بیٹھے بیٹھے روؤ اور چلائے
 مدینے میں سنی فریاد ان کی شاہ والانے
 وضو فرما رہے تھے و آپ میمونہ کے حجرے میں
 یہاں کوئی نہیں لکھو دیا یہی جواب اس دم
 ہوا اے ان پہ جو ظلم وہ فریاد کرتے ہیں
 عمر سالم خزاعی کے پیسر سرکار میں آئے
 کیا سب ماجرا اپنا یہاں حضرت سرور و کر

خبر تھی وہ کہ مقصود دل الہیہ تھی
 لگے انقصہ اس کے بعد نقصے اور ہی جنے
 ہوا ارشاد یہ بھی بادشاہ دین و دنیا کا
 تھے حاطب ایک صاحب خاص صحابہؓ میں
 انھوں نے الہیہ کی طرف خط ایک لکھ مارا
 دیا لکھ کر وہ خط فی الفور ایک لاک عورت کو
 مارج میں لکھا ہر نام اس عورت کا تھا سارہ
 چھپانے کی ہدایت کی بتائیں اُنکی راہیں بھی
 طمع اچھی طرح دی اُسکو اُسکے حق خدمت کی
 ادھر عورت ہوئی رخصت ادھر روح الایں آئے
 کہا حضرت مہر اور وزیر آئیں علی آئیں
 وہاں بیٹھے وہ خط لے جاتی ہوئی اللہ ن
 یہ سن کر مینوں گھوڑی اوپر دوڑاتے ہوئے پہنچے

خبر تھی وہ کہ تمہیں نو بہر فتح مکہ تھی
 دیا لشکر کشی کا حکم سرکار و عالم نے
 نہوں واقف نہ تھے اس ارادے تو ہر اچھا
 تھے وہ بھی اہل شورا میں تھے وہ بھی اہل لشکر میں
 اور اُس میں حال اس لشکر کشی کا لکھ دیا سارا
 بہت ہتھیار عورت کو بہت بیباک عورت کو
 بروز فتح مکہ خون قریا ہاتھ ہڈی اسکا
 نہ ہاتھ آئے کہا دھونڈیں اگر تیری گناہیں
 غرض یہ کہ اطمینان رخصت وہ عورت کی
 تھی جو مومن اس خط کو وہ سب حضرت کو بتلائے
 چڑھیں گھوڑوں پر اپنے اور مقام خانہ کعبہ میں
 ہمارے پاس لائیں چھین کر اُس وہ خط فوراً
 قریب آئیں کہ یو ارشاد فرماتے ہوئے پہنچے

ٹہر جا اور حوالے کر ہمارے خط جولائی کو
 نہیں آئی ہیں لیکر ساتھ ان میں کسی کا خط
 کہا مولیٰ علی نے خط دیا ہے تجھ کو حاطب نے
 نہ دے گی خط تو میں نہ گا کرو گا تجھ کو اور عورت
 بہت سی دھمکیاں دیں اور بھی اس جیل پر رو
 کہا اس نے کہ ارشادِ نبیہ کو نین سچا ہے
 یہ کہہ کر اس نے سر کے بال کھولے اور کھلا خط
 وہ خط لیکر ہو کر واپس دینے کی طرف آئے
 سنا شاہنشاہ کو نین نے اور خط وہ پڑھوایا
 سنا یہ حال حاطب نے تو گھبرائے وہ پیچھے
 عرض جو وقت بلوائے گئے سرکار ویشان میں
 پریشان حال تھی چین تھی مضطرب تھو حیراں تھے
 شہ والے فرمایا کہ یہ نامہ لکھا تھا کیوں

کہا اس نے یہ تمہیں اپنے مجھ پر لگائی ہے
 یہ کیا فرما رہی ہیں آپ کس کا خط کیسی خط
 سوئے مکہ روانہ بھی کیا ہے تجھ کو حاطب نے
 یہ چوٹا ہو نہیں سکتا کہ ہر فرمان آنحضرت
 مگر وہ ڈر گئی جب سن لیا حکم پیغمبر کو
 وہ خط بٹیک ڈمیر پاس اور چڑی میں تھا ہے
 کی ان سے معذرت اور ان کو لگے لائے والا خط
 بجالائے جو حکم شہ تو باعز و شرف آئے
 ابھی حاطب بلائے جائیں یہ ارشاد فرمایا
 ڈری یہ حال کھل جانے سے کانپنے خوف کے مارے
 نوائے ہاتھ باندھے اور مونہ ڈالے گریہاں میں
 خجل تھی شرم آلودہ تھی نامہ تھی پیشیاں تھے
 تو بھرائی ہوئی آوازیں گویا ہو کر وہ یوں

نہیں کہے ہیں کوئی شخص میری رشتہ دار ہیں
 مدینے میں جو آیا تھا میں ہجرت کر کے گئے تھے
 پریشانی میں تھوڑا سا دوا ہاں پر سات تھا کوئی
 مری اس خط سے صرف اتنی غرض تھی کہ
 تو اس حالت میں کافر میرے بچوں کی خبر نہیں
 نہ نقصان کا نہ کوئی احتمال اس صدمہ کا تھا
 ابھی اُن سے کہا تھا کچھ نہ سرکارِ دعو عالم نے
 یہ کچھ کہتا رہی لیکن قصور اس میں ہر چہ اس کا
 یہ سن کر خوش آیا آپ کے دریائے رحمت کو
 تمہاری طرح ذکر اس کا بھی ہو اُن بالکلاں میں
 اس امر خاص میں اس شخص میں تم سے کمی کیا ہو
 جو کچھ اس نے کہا ہے یہ سچا ہے راستہ حق ہے
 یہ سن کر حضرت فاروق پر گریہ ہوا طاری

نہ یارانِ طریقت ہیں نہ قومی عسکارسا رہیں
 وہاں بالکل اکیلا رہ گئے تھے میرے گھر والے
 مرا ہمدرد و دوسوزا تھے نہ دیشان تھا کوئی
 مسلمان جب کہیں کفار کو جا کر تہ و بالا
 جو خط لکھنے کا احساں ہو اُسے مانتے نظر رکھیں
 مجھے دل سے یقین سرکار کی فتح و ظفر کا تھا
 کہ اُٹھ کر دستِ بدست عرض کی فاروقِ عظم نے
 یہ ہر پورا منافق کیوں اڑاؤں میں سر اس کا
 کہا اُن سے نہیں ہر یہ مناسب تم جو کہتے ہو
 نہیں کیا یاد تلو یہ بھی تو ہے بدروالوں میں
 جو تم سے ہو وہی اس سے بھی تو بخشش کا وعدہ ہے
 یہ سارا واقعہ سچا ہے فرق اس میں نہ مطلق ہو
 کہا فرما رہے ہیں راست آپ کی خاصہ باری

چچا اک غل بیانِ رحمتِ اللعالمیں سن کر
 خفیفقت تو یہ ہو قربان انیسر کیون جانیں
 نہ رکھا راز پھر حاطب نے جب رستہ لیا گھر کا
 کیا پھر ناعزہ حضرت نے سردارانِ لشکر کو
 عبیدہ وزیر و طلحہ و سعید و سعید آئے
 عباوہ و علی و حضرت مقداد بھی رکھے
 ادھر محتاج بھی نکلے ادھر زر و ادھر بھی نکلے
 گئے سب احتیاط آپس میں کی وقت شمارائی
 جو تھے سردار کل وہ فوج کے سردار کل تھے
 چلے جب سب ہم ہو کر تو اگے بہت خالد تھے
 بڑے جاہ و نجل سو تھے با صد عز و تمکین تھے
 یہ وہ قصو اتھی جو صدیق اکبرؓ خریدی تھی
 ہم و پیو ہوئے اللہ اکبر کی صدائیں تھے

گئے خوش ہوئے حاطب یہ کلام و نشیں سن کر
 صفت کیا لکھے اُن کی خلکی حجت کی تیناں ہو
 علی الاعلان ہوا ارشادِ تباری لشکر کا
 عساکر کو یہ تقسیم امیرانِ دلاور کو
 مقدم سب رہے کیلئے ابنِ ولید آئے
 بہت ایسے فنونِ حرب کے اُستاد بھی رکھے
 مہاجر بھی صفیں باندا ہوئے انصار بھی نکلے
 لکھا تیرہ کہ کل تعداد تھی بارہ ہزار اُن کی
 امیر اس لشکرِ اسلام کے حتم الرسل ٹہرے
 پھر اُن کے پیچھے سردار اور تھو سا تھو پڑ لشکر کے
 کہ سب پیچھے قصو اوٹنی پر سرور دیں تھے
 وہی تھی یہ جو ہجرت کے سفیریں کام آئی تھی
 اُسید و حضرت صدیق اکبرؓ و انہیں تھے

پر تھو اُسکے چھپے پید لوں کے اور سواروں کے
خدا کا ہو جو لشکر اور پیغمبر میرے شکر ہو

رکابیں اونٹنی کی ہاتھ ہیں دو چار تاروں کے
صفت کیوں ایسے لشکر کی نہ منصور نہ مظفر ہو

مدح صحابہ کرام رض

کہ تھو وہ پکیراں نور اور ایماں کی جانیں تھیں
صداقت پیشہ تھو تاثر تھی اُنکی زبانوں میں
فقیر ہی تھیں میں یہ بادشاہی کر ڈائے تھے
بھروسہ دین حق کو جنبہ تھا وہ انگوایاں تھے
یہ دنیا میں تھے لیکن انھیں دنیا سے نفرت تھی
خدا کے خاص بند تھے خدا انہیں خدائی تھی
یہ تھو حبیب کے مالک ان کے دروازے بہت تھی
جو مرنا تھا تو انکا تھا جو جینا تھا تو ان کا تھا
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى الْكَفَّارِ اِنَّ كِي شَانِ اَللّٰهُمَّ

وہ اسکیس نہیں تحریر ہیں جو انکی شائیں تھیں
مرزہ آتا ہے اب ناک ہکو اُن کی داستانوں میں
یہ دنیا میں فقط یاد الہی کرنے آئے تھے
بہادر تھو نمازی تھو سخی تھو اہل ایمان تھے
خدا سے اور رسول پاک سے صرف انکو الفت تھی
زمانے بھر میں انکی شہرت حاجت روائی تھی
پڑوسی تھو شہ دیں کے مدینے میں سکونت تھی
شہادت اور غزا میں بس قریب تھا تو ان کا تھا
ہر اکبات ان کی مقبول خدا و نور تھا لا تھی

کبھی یہ وحی لکھتے تھے کبھی قراں سناتے تھے
 وہ ایسے تھے کہ ان کو ذکر سے معمور ہر گھر ہر
 ہوا ہر جیسا ان کا دور ایسا ہو نہیں سکتا
 زمانہ ان کا کیا اچھا تھا کیا دور صفائی تھا
 جری تھی متقی تھی عابد و زاہد تھی غازی تھی
 خدا کے فضل سے جو بات تھی وہ لا جواب اُنکی
 ہو تھیں جمع ان میں یہاں سارے زمانے کی
 جو حال فوج کو ہر لڑی ختم رسالت تھی
 کہاں کی مگر ہی اب کام کیا غولوں کا جنگل میں
 مدینہ سے اٹھا بادل طلب پر واد خواہو کی
 خدائے پاک پھیرے تھو دن کے کی قیمت کے
 شیا طین جس قدر تھو چھپے ہو تھو جا کا آڑوں میں
 نہ تھا ممکن بہادر و دوسری جانب کو مڑ جائے

کبھی جبریل ثانی شکل میں تشریف لائے تھے
 وہ ایسے تھے کہ ان کا نام روشن تابہ محشر ہو
 وہ ایسے تھے کہ کوئی اور ایسا ہو نہیں سکتا
 چراغ خانہ اصحاب نور مصطفائی تھا
 زکات و حج کو دلدادہ تھو صیام تھو نمازی تھے
 رسول ان کے محمد مصطفیٰ قرآن کتاب اُنکی
 شفا بخش مرصیان خلائک آستانے کی
 تو اُسکی گرد بھی ظلِ کرم تھی ابر رحمت تھی
 شگفتہ باغ تھا اسلام کو بھونو کا جنگل میں
 چلا کے کو دھونے کیلئے فروں گناہوں کی
 چلے آتے تھے پل ٹوٹے ہوئے دریا رحمت کے
 وہ ہمیت تھی زینِ امتی تھی لرزہ تھا پہاڑوں میں
 یہ جلدی تھی پہنچنے کی کہ پر ہوتے تو اڑ جاتے

وہ اس محنت پہ اپنی قابلِ صدرِ فراموشی تھے
 یہ لشکرِ حلیے چلتے آخر آیا پاس کئے کے
 یہ دیکھا جب تو روکا عکرمہ نے آکے خالد کو
 پیہر کر شیرادہ سرِ بڑھکے اُلجھے باکلاموں
 کسی جانب نہ موقوف بھاگنے کا بھی دیا ان کو
 دھڑکتے چلے گئے یہ بھیجے ان کو ہر قدم پر تھے
 نہ دل کو چین تھا ان کو نہ آتا تھا فرار ان کو
 ہوئے مجبور و جب بالکل تو خالد سے اماں مانگی
 ہوئے پچھین محبوبِ الہی یہ خبر پا کر
 اماں مانگی گئی تو ہو یہ لازم اہل ایمان پر
 اماں بخشی گئی انکو اٹھالیں ان سے تلواریں
 مگر جو شخص کہنے کو گیا تھا پاس خالد کے
 یہاں تھا حکم اُس فَعَنْهُمْ السَّيْفُ اُس سے نہ پایا

کہ تھا ماہِ صیام پاکِ روزِ روزِ غازی تھے
 جو تھے مکے کے مالک انکو لایا پاس مکے کے
 خدا کی تیغ کو فاتح کو غازی کو مجاہد کو
 اُلٹ کر آستینیں پہنچ لیں تیغیں نیاموں سے
 بڑھے اتنے کہ تلواروں پہ نئی رکھ لیا ان کو
 یہ ان کے سر پہ تھوڑا دیکر مہ بابِ حرم پر تھے
 گھری تھے اس طرح ملتی نہ تھی راہِ فرار ان کو
 شہِ یزیدین کی تلے دو عالم کی دہائی دی
 کہا اک شخص سے خالد کو کہہ دیا یہ بھی جا کر
 نہ آئے پائے اب دھبہ کسی تیغِ مسلمان پر
 چلے آئیں وہاں سے اور کسی کو اپنے وہ ماہرین
 جو کچھ فرمان تھا اسکے خلاف اُس نے کہا ان سے
 وہاں پیغامِ برقعِ فیجہ السیف اُن سے کہہ دیا

یہ سن کر حضرت خالد نے دکھلا کر جو انگری
گنا اٹکو تو وہ اس سے زیادہ تھے نہ کمتر تھے
خبر پائی جو شہ نے اُن کی اس تیغ آزمائی کی
کہا جو حکم بھیجا تھا نہیں معنی تھے صاف اُسکے
وہ بولے میں مطیع حکم محبوب الہی تھا
بلایا اُسکو جو فاصلہ تھا اور بولے یہ پیغمبر
وہ بولا جب چلا بیکر یہاں سے حکم سرکاری
مقابل اپنی اور جیہ قریب اپنی اڑا دیکھا
وہ تھا انا بڑا اور انا اونچا یا شہ والا
کہا اُس نے مہیب آواز دیکر اور دھمکا کر
یہ اُن کا حکم ہی تابع رہو حکم پیغمبر کے
نہیں اُس دم تک اپنی ہانتہ سے تلوار ڈالو گا
یہ سن کر دیکھ کر دل پر مرے ہیبت ہوئی طاسی

سوا پہلے سے تیزی قتل میں کفار کو کر دی
ہوئی تھے قتل کا فرج جس قدر وہ پورے ستر تھے
بلایا پاس اپنی سن کے یہ حالت لطائی کی
پھر اسکا کیا سبب ہو جو کیا تم نے غلات اُسکے
وہی میں نے کیا ہو جو مجھے فرمان شاہی تھا
کہ ہم نے کیا کہا تھا تجھ سے تو نے کیا کہا جا کر
تو مجھ کو چلتے چلتے پیش آئی سخت دشواری
طویل لغامت اک انسان رستے میں کھڑا دیکھا
کہ میں نے آدمی اس شکل کا انبات نہیں دیکھا
وہاں پہنچے تو خالد سے تو کہنا اسطرح جا کر
کہو تم اور سختی قتل میں کفار جو دوسرے
کہا کچھ اور اگر اسکے سوا تو مار ڈالو گا
میں بھولا آپ کا جو حکم تھا اسی خاصہ باری

کہا تھا اُس نے جو کچھ بس وہ جا کر کہہ دیا ہے
 ہی جو کچھ راز اس میں گنہگار اس کو کیا جائے
 کہا سرکار عالیجاہ نے تیرا بیاں سچ ہے
 اُحد میں جب شہادت پائی تھی حمزہ حریم نے
 کہا تھا میں نے جس دن دستِ مرگ کو نکالیں انہیں
 کیا وعدہ وہ پورا آج میرا رب اکبر نے
 سواری پھر ٹر ہی سوئے حرم سرکار والا
 وضو کر کر ٹرھے جا کر طواف کعبہ فرمایا
 وہاں تھے ایسے بھی بت ہاتھ کی زور جو اونچے تھے
 چڑھو کا نہ ہوں پیر اور جا کر ان کو تم تو ہو
 کہا مولیٰ علی نے ہر طرف ترکِ ادب اس میں
 میری کا نہ ہوں پہ چڑھ کر آپ کو توڑیں اس میں
 ادا ہو ہی نہیں سکتی یہ خدمتِ اعلیٰ تم سے

بجا کر جان اُس کو راستہ اپنا لیا میں نے
 یہ ہی کچھ بھید کی بات آچا میں یا خدا جانے
 سنائی ہی جو کچھ تو نے یہ ساری داستان سچ ہے
 بہت تکلیف دی تھی مجھ کو ان کی موت کے غم نے
 تو حمزہ کے عوض میں نے کسے سر کوٹواؤنگا ستر
 عدم کی راہ لی ستر ہی کفارِ بد اختر نے
 شہ کو نین محبوبِ خداوندِ تعالیٰ کی
 کیا عالی بنو سے جب اُسے تو اُسے بھریا
 کہا مولیٰ علی سے میرے پاس آؤ بڑھو آگے
 جگہ صاف کر دو لاونہ باقی ایک کو چھوڑو
 مجھے معذرت تمہیں آپ کی فخرِ عرب اس میں
 تو فرمایا کہ تم مجھے نہیں جو اس کا مطلب ہے
 کہ اُٹھ سکتا نہیں بارِ نبوتِ اعلیٰ تم سے

علی یس کے کانہ صوں پہ چڑھے محبوب باجی
 کہا تیرا حال اسوقت دل کا اعلیٰ کیا ہو
 کہا مولا علی نے یا نبی کچھ کہ نہیں سکتا
 بتا سکتا نہیں ہوں یہاں تک کہ ان کی کیا ہو
 اگر چاہوں تو بڑھکر توڑ لوں میں عرش کو تار
 پھر آنزو حضرت مولا علی و پیش مبارک سے
 بصدا جاہ و شمع کہے سے پھر محبوب رب نکلے
 گئے پھر اہمانی کے یہاں اور غسل فرمایا
 ہوئے فارغ نماز نفل وقت چاشت جسم
 نہاروں جانشانِ پیسہ و رہ پہ حاضر تھے
 ہو اُغل گھر سے جب وہ عیش کا منہ نشین نکلا
 وہ اٹھے وہاں نگاہیں کلمہ گویوں کی یہاں نہیں
 سواری کے لئے قصو اور دولت چاہتھی

وہ اونچے اونچے بت توڑی جو دیوار و نہر کھوتھے
 ہو نیچے کس مقام خاص میں کیا اوج پایا ہے
 ہر مجبوری کہ تاویر اس جگہ میں رہ نہیں سکتا
 ہوں اونچا چرخِ معتم سے قریب عرش اعلیٰ ہوں
 بڑا اوج و شرف پایا ہواے اللہ کے پیار
 جو بت بانی رہے تھے وہ سب ٹکر کر پھینکے
 جو اصحاب آپ کے ہمراہ تھے وہ سب کے سب نکلے
 وہیں نفیس پڑھیں وقت نماز چاشت جب آیا
 مسلح پھر ہوؤ سرکار ہو کر شاد اور خورم
 لئے لشکر کو سردار ان لشکر دہ پہ حاضر تھے
 چلو چاہا آمنہ کا شرع کا مہر بیس نکلا
 براہِ جب سب کھلے کی لاکھوں انگلیاں اٹھیں
 سوار اسپر ہوئے بڑھکر وہ خاص حضرت باجی

عمر اک سمت سے غمان وزیدائے
 رکا ہیں آگے تھیں آپ کے دو جان نثاروں
 چلے ایشان سے اس ویدے سے اس تھل سے
 یہیں آہستہ آہستہ سوئے بہت الحرام آئے۔
 نکل کر کعبے سے ٹہرے حرم کے باب عالی پر
 کہا پھر ان سے کیا ایب مجھ سے آج رکھتے ہو
 ہمیں تم سے یہ ہوا اب آج اوحیٰ کے پیغمبر
 کہا سرکار والائے کہ ہاں بیشک یہی ہوگا
 اماں اُسکو ہر جو کہے کو اپنا مستقر کر لے
 اماں اُسکو ہر جو بتیاریںے ڈال دے لا کر
 لگریں دروگیاں جو تیں چھ اسے مستثنیٰ
 دیا ہے حکم میں نے یہ جہاں ہو قتل و ویراں ہو
 ہوا جب ختم خطبہ شہنشاہ رسالت کا

جلو ہیں ایسے اور بائیں ابو بکر و اُسب آئے
 لیا بڑھ بڑھ کے سارے میں پھر برو سوار ہوئے
 کہ دل کُفار کے ہل ہل گئے تکبیر کے غل سے
 جو ڈور کر بھاگے کھٹے کُفار وہ واپس تھام آئے
 کیا افسوس پہلے کافروں کی بد سگالی پر
 وہ بولے تم تو رحمت اوی شہ معراج رکھتے ہو
 خطائیں جتنی ہم نے کیں ہیں بخش جائیں گی کیسے
 اماں اُسکو میں دوں گا جو اماں کا ملحق ہوگا
 اماں اُسکو ہے گھر میں بیٹھ کر چنہ و کر لے
 اسے بھی جو چلا جائے ابو سیفان کے گھر پر
 کسی صورت سے یعنی میں اماں اُسکو نہیں دوں گا
 بحر اس کے کہ تاب ہو کر آئیں اور سماں ہیں
 بٹے کا چھٹیں بہیڑیں چلے حضرت کھلاستہ

مسلمان ہونیکو پھر تو بہت سے روز و شب
خطابینِ نختوانے پیش شاہ کائنات آئے
بقیہ چار اُن ہیں کے لئے نارِ جہنم سے
چوٹھیں چھ عورتیں اُن ہیں سے دو ایمان آئیں
جولائے سات مرد ایمان اُمینیں ایک حشی ہیں
تھے عبداللہ ابن سعد بھی ہتیار و صفواں بھی
ٹلائے خاک ہیں اُن کے ارادو کفر کے سارے
جولائیں عورتیں ایمان سنکر حکمِ نادر بھی
اڑائے جن کے سر جو دشمن سلطانِ طیبہ تھیں
ہو ابیدان مکہ صاف جہان بے امانوں سے
کہا صدیق اکبر سے کریں میرا ادب وہ بھی
گئے صدیق اٹھکر خدمتِ سرکار والا سے
وہ بڑے ہاں سمجھ میں میری بھی یہ باتی ہو

یہ سمجھو بس کہ راہِ راست پر وہ سب آئے
کیا تھا خونِ جن کا ہر اُن گیارہ میں سات آئے
کہ وہ ایمان نہ لائے حکمِ سرکارِ دو عالم سے
بقیہ چار نے فوراً سزائیں قتل کی پائیں
جو عبداللہ تھے ابنِ زبیر ایک وہ بھی ہیں
جنابِ عکرمہ کو ساتھ تھے کعب بنِ لؤح بھی
حُوریتِ عبدِ عزیٰز تھیں اور حارث گئے مارے
وہ ہیں ایک قرینہ اک منہ ابوسفیان کی بی بی
وہ امّ سحر امّ سارہ نہیں اُن ربّ قرینہ تھیں
پھر اُن پر کی توجہ آپ نے جو تھے امانوں سے
کہو تم باپ اپنے کہ ایمان لائیں اب وہ بھی
جو فرمایا تھا حضرت نے کہا وہ بوجھانہ سے
کہ میں ایمان لاؤں یہ ابھی جی میں سمائی ہے

توقف کی ضرورت کیا بھی ایمان لاتا ہوں
 بیاب کرنے لگے صدیق خوش ہو کر کلام اُن کا
 کہا حضرت نے ناموزوں ہی آنا بے طلب کا
 نہیں ہو ویر کا موقع کہو اُن سے ابھی جا کر
 اُنھوں نے لگے حضرت کے یہ اقوال فرمائے
 ملاقات اسطرح فرمائی خود اُن کو دہر جا کر
 بنایا خیر خواہ اُسکو بھی جو بدخواہ و دشمن تھا
 اُخت اُنہیں پیدا کی شایان کی جھگڑوں کو
 جو اپنے دشمن جاں فتنے سکھائی اُنکو جانباڑی
 ہی اسلام جناب عکرمہ کا اسطرح قصہ
 تو اُن کی زوجہ پیش قبلہ دنیا و دنیا میں
 کشادہ اسطرح ہی یابی دامن رحمت ہو
 مساف اُنکی بھی ہوجائیں خطائیں کیا یہ ممکن ہے

یہ کہہ رو اُن سے جا کر تم نہاد ہو لوں تو اتنا ہوں
 پیام اُن کا کہا سرکار سے کہہ کر سلام اُن کا
 تمہارے باپ رخصتی ہیں کرو نکاحیں ادب اُن کا
 کہ لو نکاح تم سے بیعت میں تمہاری پاس خود اگر
 بہت روئے جناب بوفحافہ اور شرمائے
 کیا اُن کو مسلمان شاہ دیں نے اُنکے گھر جا کر
 کوئی دیکھے کشادہ کس قدر رحمت کا وہ تھا
 سنوارا آپ کس کس طرح برسوں کے بگڑوں کو
 جو تھے قعر مذلت میں اُنہیں بخشی سرفرازی
 کہ جب وہ بھاگ نکلے اور سمن رکابا راستہ
 ادب سے اک طرف بیٹھیں زبان پر یہ سخن لائیں
 مرے شوہر کو بھی اسلام کی دولت عطا ہے
 کہا حضرت نے ہاں ہو جائیگا ایسا یہ ممکن ہے

خطا بخشنو گاہیں اُن کی ابھی اٹھوا ابھی جاؤ
 کلام پاک یہ سنکر اٹھیں خوش ہو کے وہ بی بی
 وہاں پہنچیں تو دیکھا وہ بحال زار بیٹھے ہیں
 پُچھیں یہ کہاں جاتے کشتی سے اُتر آؤ
 یہ سنتے ہی وہ کشتی سے جدا ہو کر اوپر آئے
 کہا کیا کہہ رہی ہو تم نہیں آنا یقین مجھ کو
 وہ بولیں تم یہ کیسا کہتے ہو تم سے نہیں ہیں
 نہ اب یہ کچھ پریشانی نہ تلو کوئی وقت ہو
 طریقہ رکھتے ہیں وہ حق کو پیا رچندینے کا
 یہ سن کر خوش ہوئے اور عکرمہ و ڈری ہو گئے
 نبی بوسے پڑھو کلمہ پڑھاؤ ہاتھ معیت کو
 بھتی کیا اسلام کی شاں اور کیا اُسکے خدائی تھے
 پڑھا کلمہ انہوں نے لشکر اسلام میں آئے

کہاں وہ بھاگتے پھرتے ہیں میرے سلاؤ
 نہ ٹہریں پھر وہاں اور راہ لی سیدھی سمندر
 کہ کشتی میں ہیں اور چلنے کو تیار بیٹھے ہیں
 بلاتے ہیں جناب سرورِ عالم ارادہ رکھو
 بہت خوش ہو کے سوئے زوہر عالی گہرائے
 بھلا کیونکر یہ ممکن ہے بلائیں شاہ دیں مجھ کو
 نہیں معلوم تمکو رحمت اللعالمیں ہیں وہ
 چلو تم بھی نہالو جوش پرور یا کر رحمت ہو
 کیا ہو مجھ سے وعدہ جرم سائے بخشہ بنے کا
 گرے اُلتر قدم پر شاہ دیں کے اور شرمائے
 یہاں آئے ہی کافی ہو بس رفعِ اُمانت کو
 ابھی خالہ کے دشمن تھو ابھی خالہ کے بھائی تھے
 دل و جاں سدا وہ بھر دین خدائے کام میں آئے

ہو خوشی کا بھی ایسا ہی کچھ قصہ یہ لکھا ہے
تھے سرکش اور مسلمانوں سے یہ بھی برسرِ کین تھے
جبھی سے ٹھوٹے ان کو مسلمان سارے پھر تھے
کہا اک روز حضرت نے خوشی بھی اگبر میں
خبر ان کو جو پہنچی تو وہ سرکار میں آئے
کہا میں کافر و مشرک ہوں اور حمزہ کا قاتل ہوں
کہا سرکار نے سلام ہے وہ چشمہ جاری
نہ ایمان لائے تھو جب تک حجت کی بنادانی
پڑھی حضرت ایک آیت تو بولے شرط ہو میں
کہا حضرت نے سن لو دوسری یہ اور آیت ہے
سنائی اور آیت تو کہا اب میرے شکس نکلے
کیا فرط خوشی سے سرخ جو رخ تھا اُداس اپنا
کیا یہ یہ بیان نابینخ وانوں کی روایت ہے

کتا بوں میں سیر کی اسطرح یہ ذکر آیا ہے
ہو انھاخوں پر رانجا بھی یہ بھی دشمن وہیں تھے
خدا جانے یہ کس خلل میں مارے مارے پھرتے تھے
تو بختو نکما قصور انکا بھی وہ تائب جو ہو جائیں
حضور سرور کو بن کے و رہا رہیں گے
خطا میری بھی بخشتی جائیگی کیا اسکے قابل ہیں
جو وہودیتا پچھلی معصیت پچھلی زبوں کاری
کہا حضرت سے اس بارے میں کیا حکم قرانی
بتاؤ مجھ کو وہ صورت نہ کوئی قید ہو جس میں
تو یوں گویا ہوئے اس میں نہ وقت ہو نہ وقت ہے
یہ کہہ کر دام کفر و شرک سے وہ بیدار ہو گئے
پڑھا کلمہ پے سبقت بڑھا یا دست اس اپنا
یہاں پانی شہادت صرف دو احباب حضرت نے

فرغت ہائے کئے سے کھنے کا خیال آیا ہوئے جب حلے سب سے تو چلنے کا خیال آیا

غزوہ حنین

یہاں سے جیتہ کو حنین نے چلنے کی ٹہرائی
کہ وہ مرد و دربارتیں بناتے ہیں بڑھ کر
یہ ہیں کہنے کی باتیں مرد و میران تہو رہیں
ہو ازن اور ثقیف ان کافروں کے دو قبیلے تھے
انھیں یہ راہ پیٹھے پیٹھے شیطان نے دکھائی تھی
ہو ازن کاریں قوم مالک ابن عوف اٹھا
یہ بولا ان سے جا کر یہ سر سیکار ہو جاؤ
یہ دونوں صاحب دولت تھے دونوں اہل سامان
یہ ہم سے جان بولا ہے انہیں سپر نظر کیا تھی
غرض بیکر لٹانہ اپنے کفار ثقیف آیا

تو پاس ان کے حنینی کافروں کی یہ خبر آئی
جو تھے اواف حنک اپنے یہ لوگ آگئے چڑھ کر
ادھر آتے تو ہم بھی دیکھتے کیسے بہا و رہیں
حنین ایک منع تھا کہ کے پاس اُس میں رہتے
اسے کیا کچھ جو ان ظالموں کی شامت آئی تھی
ثقیفی کافرو میں جانیکو بے ایم و خوف اٹھا
مسلمانوں سے لڑانیکے لئے تیار ہو جاؤ
اسی باعث اپنے مال و زر پر و دونوں نازاں تھے
یہ سب حصہ مسلمانوں کا و اس کی خبر کیا تھی
نشریروں کو ہو ازن کے ادھر مالک نے بھڑکایا

نہ نچینہ کار تھا کوئی یہ سب عقلوں کے کچے تھے
 میوٹی میٹھا لُن میں تھو اور غلہ فراواں تھا
 سُنا جب یہ کہ ہیں لقا اس سامان سے اُنے
 ہوئی تیار چلے کو جو یہ سب فوج نواں کی
 موریہ اُن شخص نامی تھا لقا ہو اُن میں
 ہوا معلوم اُسکو عورتیں بھی ساتھ جاتی ہیں
 تو بولا تو میں جا کر کہ سنبھلو ہوش میں آؤ
 کہا تھا اُس نے اُسکے یہی وہ جبٹ مانا تھا
 کہا مالک تو دبو انہ ہوا ہے اُسکو سودا ہر
 مصیبت میں پھنساویگا بہتیں اور اُچھائے گا
 وہ ہر سامان پر نازاں مگر سامان سے کیا ہوگا
 یہ بچے عورتیں کس کام آئیں گے لڑائی میں
 وہ چڑھائے تو بیشک دفع کرنا اُن کا واجب تھا

بہت سی عورتیں تھیں ساتھ میں کثرت سے بچے
 غرض ہر قسم کا کثرت اُن کے ساتھ سامان تھا
 کہا سرکار نے میں سب ہمارے واسطے لائے
 جو لانے والے تھے لقا دھتی چالیس سواں کی
 سو تھا چند رہے اسیں سال اک سو بھی سن میں
 اور اپنے ساتھ میں کچھ لکھ لیکر اپنے آتی ہیں
 نہ تم جاؤ نہ اپنی عورتوں کو ساتھ لے جاؤ
 تو پھر پاس آ کے اپنی قوم کے یہ سب سنا تھا
 تم اُسکی باتوں میں کیوں آگئے تم کو ہو کیا ہر
 ابھی سوتا ہے جب میں میں پہنچا گا تو جاگے گا
 جماعت کم ہے اچھا اس بے پایاں سے کیا ہوگا
 سو اُسکے کہ جا کر مارے جائیں گے لڑائی میں
 مگر خود چڑھ کے جانا تو بہت ہی نامناسب تھا

مری نزدیک لک پیخو دہے اور احمق ہی
 کہا سبے بجا کہتے تو ہم بیشک وہ ہی ناداں
 لڑائی کے لئے جانیکو ہم اہکار کرتے ہیں
 تو بڑا بہت ان لوگوں کے اس طرح آنے سے
 ابھی اس نوک سے خنجر کی سینہ اپنا چھیرہ دنگا
 جو دیکھا یہ تو وہ مجبور ہو کر ہو گئے رہی
 وہ تھا اک شخص دولت مند اور سردار تھا اکا
 کہ تھے چوہ ہزار اصحاب شہ انکو مقابل ہیں
 تو انکو اپنی کثرت کا ذرا دل میں خیال آیا
 کہا اصحاب سے کیا تم کو کثرت کا گماں گزرا
 نہو جب تک اک حکم نصرت ہو نہیں سکتی
 نہو حکم الہی تو تمہاری کیا حقیقت ہے
 تو اپنی ہوشیاری سے یہ کی ترکیب مالک سے

لڑائی مول لے لینے کا اتنا سکو کیا حق ہی
 یہ سن کر اس سے مالک سے ہوئی وہ لوگ گرداں
 ابھی جاتے ہیں سب اس کے پیرا صرا کرتے ہیں
 گئے وہ سامنے اُسکے کیا ایکا ر جانے سے
 کہا ان سے نہ مانو گے تو میں جاں اپنی دیدنگا
 یہ کہہ کر نوک خنجر اس نے اپنے سینے پر رکھ لی
 یہ سب تھے لشکر کی اسکے سپہ سالار تھا انکا
 غرض پھر یحیٰ بن آکر یہ گھبراتے ہوئے وہاں
 جب اہل دیں کے آگے یہ گروہ باحصال آیا
 سنا یہ حال جب انکا تو حضرت کو گراں گذرا
 مگر کثرت سے تو نصرت یہ قیادت ہو نہیں سکتی
 یہ مانا اس سے بھی بڑھ کر ہو جو اتنا کثرت ہے
 وہاں کی فوج بدلتی ہے کی جب ترتیب مالک سے

کہ اُن کے پاس لکھ لکھ کر نہ بھیجا اشتہاروں میں
 خموشی سے پری رہنا نہ اپنی کچھ خبر دینا
 یہی واقع ہوا اور اہل دین میں انتشار آیا
 پُری پیچھے سے جب تیرو کی تلواروں کی مارا پُری
 رہے علم ہی حضرت میں تیرہ آدمی باقی
 ابو بکر و عمر تھے مفضل تھے اور اُسامہ تھے
 عقیل و ابن مسعود جلیل القدر و حسن تھے
 وہ عبد اللہ جو ابن زبیر پاک طہیت تھے
 کہا عباس سے سرکار نے آواز دوسب کو
 بلند آہنگوں میں وہ درجہ ممتاز رکھتے تھے
 سنا یا جب انھوں نے دور سے ارشاد اُٹھتے
 تھکے تھے جن کے مرکب اور جو جلدی نہ چلتے تھے
 تو انامی یہ اُن میں آگئی ارشاد حضرت سے

کہ تم سب لوگ چھپ جاؤ گڑھوں میں اور غاروں میں
 بڑھ آئیں آگے تو پیچھے سے حملہ اپنے کرو دنیا
 ہو گا ایسے پریشاں وہ نہ پھر انکو فرار آیا
 ہوئیں پھر نہ سب راہیں کھلی راہ فرار پُری
 نہاروں میں نہیں تھا بس سوائے کوئی باقی
 ابوسفیان تھے دو ابنا عباس و برہہ تھے
 اور اُمین ابی المین تھے جو ابن اُم امین تھے
 وہ اک عباس علی مرتبہ جو عم حضرت تھے
 کہو نکو بلاتے ہیں رسول اللہ جلد آؤ
 وہاں جتنے تھے اُن سب میں پُری آواز رکھتے تھے
 تو سب لبیک گویاں دوڑتے آؤ بصدرِ غلبت
 تو انکو چھوڑ کر وہ لوگ پیدل چل چکے تھے
 گئے تھے مردہ دل ہو کر پُری شیر و کی صورت سے

کیا حلقہ پھر ایسا سخت تلواروں سے بھاٹوں سے
 ابھی تھے فاتحانِ خیل ابھی بھاگے ہوئے نہیں تھے
 ابھی مغرور تھے عزتوں تھے خالی تھے فاصلے
 ابھی مجبور اسپر تھے ابھی مجبور اسپر تھے
 کیا تھا نازِ کثرت پر تو وہ اُسکی سزا پائی
 بھروسہ اپنی کثرت پر خدا کو بھول جانا تھا
 ہوئے ہر سوسے کی قوم بد کردار پر ٹوٹے
 بہت تھوڑی سی تھی آؤ تھے جو آواز کو سن کر
 کہا جیم اسی دم پاس سامانِ ظفر سے تھا
 بڑھے جب یہ نوشاہ دیں بھی دِل سے اترے
 تھے دونوں اک جگہ جانے میں تو پاس مانگی
 وہ اُن میں سے کسی نے دی اٹھا کر آپ کو لاکر
 گئی اور تھی ہونی کفار بد مذہب کی آنکھوں میں

کہ وہ بیانِ خالی کر دیا اُن بد سگالوں سے
 ابھی سنبھوڑ نہیں تھی ابھی جاگے ہوئے نہیں تھے
 ابھی سنتے ہی ایک آواز سبقت میں حاضر تھے
 ابھی مسمور اسپر تھے ابھی مسمور اسپر تھے
 سزا پائی تو پھر رحمت اُنہیں آغوش میں لائی
 نہ تھا اس واقعے میں اور کچھ بس یہ دکھانا تھا
 وہ قہرِ آسمانی کی طرح کفار پر ٹوٹے
 یہی غالب ہوئے چالیں سو کفار بے دین پر
 نہ تھا کچھ بھی زبانِ پاک حضرت کا اثر نہ تھا
 جد ہر لڑتے تھے وہ کفار بد گوہر اُدھر آئے
 علی سے ایک مٹھی خاک یا عباس سے مانگی
 تو پھینکی شاہ والا نے سوئے کفار بد اختر
 نہزاروں تھوڑی لین وہ مٹی سب کی آنکھوں میں

پھر اُنکی فوج کی صف کیا تھی اُنھوں کی ٹپٹی تھی
 گی جب اُن کے مونہہ میں بھی تو غمناک اُن کو دیکھا
 نہ ہل سکتے تھے اب میں اُن میں بڑھ بڑھ کر جو کو دیکھا
 ہنسی نامردی و بکری اُن کی نا اظلاک اُڑتی تھی
 غدا پر زبست سے مرکز تو سب کو پاک ہونا تھا
 وہ پھٹنا تھے اب اور کہتے تھے بوں کا میکورہ
 کبھی محل پر سوتے تھے مکاں تھا تا بناک اُن کا
 ابھی لکھتا ہر ہمنوں ہل دیں کی شان تو کھٹ
 ہزاروں تھے فرشتے آئے تھے جو اس لڑائی میں
 انہیں مصروف کار جنگ کے دکھانے دیکھا
 تھے شبیہ ایک شخص اُن میں کو خود انگلیاں یہ

نظر آتا انہیں کیا خاک جب آنکھوں میں مٹی تھی
 سنا کرتے تھے لیکن پھانکتے خاک آنکھوں ہی دیکھا
 پڑی یہ خاک جب اُن پر نوبٹ کی کو تو دیکھا
 نہ تھا باقی کوئی لشکر میں اُن کے خاک اُڑتی تھی
 مگر اُن موزیوں کو زندگی میں خاک ہونا تھا
 نصیبوں سے اگر ہم خاک پاؤں مصطفیٰ ہوتے
 مگر اب موت کا تھا خواہ بستر فرش خاک اُن کا
 اب اُنکا ذکر چھوڑیں خاک اُن کی صورت
 تھے حاضر دست بستہ بارگاہ مصطفائی میں
 اُڑاتے تھے برابر اُن کے سر اشرار نے دیکھا
 بہت بلچپ ہوئے تھے کے قابل داستان یہ ہے

ذکر حضرت شبیہ

ہوئی تھے قتل اُحار میں باپ اُن کے اور اک بھائی
 جہاں دیکھو نکاح حضرت کو کبھی زندہ نہ چھوڑا
 اگر ملک عرب سارا اطاعت اُن کی کر لے گا
 نہ تو بھی اس عداوت سے میں اُنکی باز آؤں گا
 غرض موقع ملا سوئے رسولِ مرسلین آئے
 اُٹھائی تیغ کر کر قصد گستاخی حضرت کا
 وہ اُن کے اور میری درمیان ہو گیا حایل
 ہوا ارشادِ عالی جمہ سے آگے آؤ اے شیعہ
 و عادی شہر شیطاں سے اماں میں پہن کی جھکو
 ابھی جملہ یہ بالائے زبان پاک سرور تھا
 وہیں تیروں پر اُن کے جھاک گیا جیشِ سرِ بڑا کر
 یہ کہتا تھا کہ پہلے تھیں جو کچھ شیطاں کی گھائیں
 ہوا ارشاد پھر جمہ سے سوئے میدان ابھی جاؤ

وہ کہتے ہیں اُسی دن سبھی میری جی میں یہ آئی
 اور اپنے اس راوی سے میں ہرگز مونہ نہ موڑا
 عرب کیا کل زمانہ بھی جو دم الفت کا بھرے گا
 جہاں ہوں گے وہیں ہیں فکر میں پاس اُنکی جاؤں گا
 پس پشتِ جنابِ قبلہ دنیا و دیں آئے
 تو کہتے ہیں وہیں اک آگ کا شعلہ ہوا پیرا
 میں جل جاتا اگر موتے نہ وہ میری طرف مائل
 بڑھا جب میں تو سینے پر مری دستِ کرم رکھا
 حدائے فضل و لطف بیکراں میں رہنے کی جھکو
 نہ کہنے پائے تھے پورا کہ میرا حال دیگر تھا
 اُسی دم تھے وہ میری دستِ چشم و گوش سے بڑا کر
 کہاں کل باپ کل بھائی سب کہنے کی باتیں تھیں
 لڑوان کافروں سے جا کے اُٹھو ہاں ابھی جاؤ

یہ سنتے ہی روانہ ہو گیا اور میں لڑاؤ کے
قسم رب کی جو اُسرں باپ پر بھی میں نظر کرتا
ہو امیدیں وہ خالی ہو گئے کفار جب حصّت
کہا مجھ سے کہ دشمن تو مرا سب سے زیادہ تھا
وہ نازیبا تھا اے شیئہ جو قصید نفس خود ہر تھا
منا جو وقت بہ ارشاد سلطان رسالت کا
لکھی ہر عالموں نے اس جگہ یہ بحث طولانی
بنی کا حکم منکر جنگ کے میدان میں جا کر
یہ کام اُن کا نہیں یا اہل ایمان کی نشانی ہے
لکھا ہے اسکی نسبت عالمانِ دین اطہر نے
قبول اُسکو کیا تو اہل ایمان ہو گئے متباہ
وہ دل سے تابع فرمان سلطان حجازی تھے
وہ کیا انسان ہے جو اُس طریق راہیں پر ہو

کئے جا کر سب سے قتل وہ کفار پدا خسر
نہ اُن کے قتل کرنے میں بھی ہرگز ہرگز کرتا
تو اُسے خیمہ افریں ہیں اپنے شائع اُمت
مگر دیکھا کہ علاقہ جہاں کا کیا ارادہ تھا
جو چاہا رب اکبر نے تری حق میں وہ ہنر تھا
کیا شکر خدا فوراً پڑھا کلمہ شہادت کا
کیا تھا کب اُنھوں نے پہلے اقرارِ مسلمانی
کئے کفار پہلے قتل پھر کلمہ پڑھا آ کر
ہر وہ کس قسم میں جو قبل اقرارِ زبانی ہے
دیا پہلی پہل جب حکم جنگ اُن کو پیہر نے
مگر بانی بھی تکمیل اُسکی اقرارِ زبانی تک
نتیجہ اسکا یہ نکلا کہ وہ بھی مروغازی تھے
خدا اُس سے بچائے جو نہ وہیں زباں پر ہو

شہ کوین کا کیا تھا یہ اعجاز دیکھو تو
 جسے ہو یہ عداوت ہو جو ایسا دشمن جانی
 ابھی تو تھا عروا کا ابھی تو دشمن جاں تھا
 لب معجز نما کا آپ کے و اللہ کیا کہنا
 جو کہتا ہو کہ باب اور بھائی کے قاتل ہو لفظ
 جوئے گھر سے اُنکے دشمنوں کو قتل کرنے کو
 بیاں کس مہربانہ سے وصفِ حیرت شاہِ حجازی ہو
 ہو یہ معلوم سب کو اور نہ تھیں اس سے واقف تھے
 مسلمان کر کے پہلے اُن کو لڑبکی بہانہ کی
 یہیں اس باب میں حکم خداوند تعالیٰ تھا
 عرض بھاگے شکستِ فاش کھا کر جب آہیں
 کنا اُٹھائے اُن کو تو وہ کفار ستر تھے
 مسلمان چار تھے جنگِ شہادت کی ملی دلت

کیا دشمن کو اپنے کیسا سرفراز دیکھو تو
 اُسے فرمائیں یوں اعلیٰ غلاموں میں باسانی
 ابھی اک آن میں دیکھا تو کیسا زیرِ فرمان تھا
 کیا ہے کیسے دشمن کو مسلمان واہ کیا کہنا
 وہ کہتا ہو کہ باپ اور بھائی کی اب کیا حقیقت ہے
 وہ پاتے ہی اشارہ اُن کا چلے آپ مر نیکو
 جو کلمہ بھی نہ پڑھ پایا ہو وہ بھی مروعازی ہو
 وہ جو کچھ کہلا دیں وہ بھی کلمے کا مرادف ہے
 کراوی بن کر تکمیل بھی حکمِ شریعت کی
 اُٹھیں معلوم تھا واللہ جو کچھ ہو نیو الا تھا
 تو لائیں اُن کے مقتولوں کی شاہدین کی لائیں
 ہو کر تھے قتل جو اُس دن وہ بارگزار ستر تھے
 تعاقب پھر کیا مفرو لوگوں کا بصِ عجلت

گروہ ایک ایسا تھا جس نے مقرّ اوّطاس ٹہرایا
مسلمان ہوئی آخر انہیں کفار کے پیچھے
جو کچھ سامان تھا پیش شہر جن و بستر لائے
جبرّانہ میں یہ ساری غنیمت جمع کی جائے

جدید ہر کو مونہ اٹھا جس کا اوہر وہ بھاگ کر آیا
جگہ یہ وہ فتنی حسین مال و زرب بکھ کر آئے تھے
وہاں پہنچے تو ان کو قتل کر کر مال و زرائے
ہوا حکم نبی کچھ چیز اس میں سے نہ لی جائے

ذکر شہداء و خیر طہیمہ

رضاعت کے بیاں میں ہو چکا ہی پہلے ذرا اسکا
حسن و رپاک ہیں وہ بھی گرفتاروں کے ساتھ تھے
مگر میں اک رضاعی خواہر سرورِ عالم ہوں
انہوں نے جو کہا تھا وہ سنایا شاہ والا کو
کہ جس سے میں نہیں پہچان لوں اور جھکویاؤں
تو کی تصدیق ان کی آپ نے اور سب یاد آئے
تو وہ بولیں کہ میری والدہ کی ہو گئی رحلت

جلیمہ کی عین دختِ نیک اختر حضرت شہداء
گرفتاری کے موقع پر مسلمانوں کے ہاتھ آئیں
کہا ان اہل لشکر سے اگرچہ مور و غم ہوں
کیا آگاہ محبوب خداوندِ نعل لا کو
کہا سرکار والا نے نشانی کوئی بتلاؤ
بیاں کرنے لگیں اس وقت کے قصبے وہ حضرت
پھر ان کی ماں کی نیز اور وہی پوچھی ان سے خیریت

یہ سن کر رو اور اپنی رو دکے پاک بھجوائی
 کہا ان سے یہاں ٹھہرو تو میں عزت رکھوں گا
 نہ ٹھہرو گی تو تحفے دیکے کر دوں گا تمہیں نصرت
 وہ بولیں مجھ کو گھر بھجوائیے یہ میری مرضی ہے
 مسلمان کر کے اک بروہ دیا او ایک کنیز کر دی
 وہاں لیکے یہ انعام شاہ محرو بر آئیں
 کمانہ اور مالک جب بٹے مفروزیہاں سے
 وہاں رکھ آئے تھے سامان اپنا استفد کافی
 پنچکر قلعے میں دروانہ اس کے بند کردائے
 خبر یہ پاکے یوں اھباب گویا ہوئے سرور
 ہوا تیار لشکر اور روانہ ہو گیا دم میں
 وہاں پہنچے تو پتھر اور تیر اس قلعے سے برے
 وہ نقصان انکو پہنچانے لگے جہاں طریقوں سے

اور اس فرشتہ سطر پر بھجوائی اپنی ماں بجائی
 بہت تعظیم سے رکھو گا اور وقت سے رکھو گا
 تمہاری دلیری منظور ہے مجھ کو بہر صورت
 مسلمان بھی مجھے کر لیجیے یہ بھی مرا حجتی ہے
 وجہ سے خوش ہوئیں ہر چیز کی دی یہاں تک کہ
 کیا نصرت نہیں وہ خوش ہیں اور اپنی گھر میں
 تو سوئے قلعہ طایف گئے حال پریشان سے
 کہ لیں اس میں پناہ اگر تو ہواک سال کو وانی
 کہا اندر نہ آئے اور نہ باہر بھی کوئی جائے
 چلو فوراً یہاں سے اور گھیرد قلعے کو چاکر
 نہایت جوش سے ہماری شاہ دد عالم میں
 ہوئے مجروح اکثر لوگ اھباب پیمیر سے
 خبر لی انکی اس لشکر نے بھی پھر منجیقوں سے

ہوئی کثرت سے زخمی فوج سلطان ججاری کی
 کم و بیش اس طرح چالیس دن گزرے جو لشکر کو
 چلو اس قلعے کی دیوار کے نیچے سے ہٹ آؤ
 اگر ان گدراہیہ حکم پاک اصحاب پیہر پر
 تو فرما یا شہ والا نے اچھا اور ابھی ٹہرو
 ہو جب دوسرا دن تو اٹھایا اور بھی نقصان
 کہا وہ کیجے جو رائے ہو ختم رسالت کی
 سنا جان سے یہ تو کرائے سبب والا
 سمجھتے تم ہو یا رب کا ارادہ میں سمجھتا ہوں
 چلے آئے عرض اس قلعے سے سرور موشکر
 منگائی سب غنیمت سامنے اپنے پیہر نے
 وہ تھا مال اتنا بھی تعداد کتنی سے سوا جسکی
 کہا جو کچھ ہر ساماں سب ہمارے سامنے آئے

شہادت بھی ہوئی بارہ مسلمانان غازی کی
 تو فرمایا کہ بس اب چھوڑ دو اس قوم خود سر کو
 ابھی موقع نہیں ہے جنگ کا ان سے ہٹ آؤ
 کہا بے فتح کے ہم چلے بن اسکو چھوڑ کر کیونکر
 ہوں راضی میں بھی ایسا ہی اگر منظور ہو
 تو پھر آئے ندامت کرو وہ پیش سرور دیش
 یہاں موقع ٹہرنے کا نہیں ہم نے حماقت کی
 کہا تم آج کہتے ہو وہی جو کل ہی تھا مالا
 سمجھتے یہ نہیں تم سے زیادہ میں سمجھتا ہوں
 جبرائیل کی جانب رخ کیا ہٹ کر موشکر
 حضور ہی میں وہ لاکر پیش کی احوال ہر برنے
 وہ تھی اتنی غنیمت تھی نہ حد و انتہا جسکی
 کوئی چھوٹی سے چھوٹی چیز بھی باقی نہ رہ جائے

عقیل بن ابی طالب نے سوزن ایک لے لی تھی
 عیاں کرنے لگے پھر لطف شاہ ذی حتم اپنا
 ضرورت تھی جو مایہ فلوب اہل مکہ کی
 نہ آئیں لگتی ہیں وہ بکریاں موجود جتنی تھیں
 وہیں صفوں کھڑی تھے دیکھتے تھے بار بار انکو
 ادھر تو کرتے تھے تقسیم کا یہ کار و واجب بھی
 وہ تھے اس وقت تک فرما کر ان سے یہ فرمایا
 وہ بولے ہاں میں شہوتا ہوں انکو دیکھ کر
 ہوا ارشاد عالی بے سوال بے طلب تیں
 پڑھا کلمہ انھوں نے اور گر کر قدموں پر بولے
 ہیں بالاتر یہ باتیں ایک انسانی طبیعت سے
 کرامت ایسی دنیا میں کسی سے ہو نہیں سکتی
 غرض کی اہل مکہ پر سخاوت ایسی حضرت نے

ہوا سا ماں فراہم جب دیکھا آپس وہ بھی تھی
 بڑھایا اہل مکہ کی طرف دست کرم اپنا
 تو جس نے آپ سے جو چیز مانگی وہ اسے دیدی
 پہاڑی ایک ساری بھر گئی تھی ان سے اتنی تھیں
 بہت چپ تھے آتا نہ تھا صبر و قرار انکو
 ادھر تھا گوشہ چشم پیمبران کی جانب بھی
 یہ گلہ بکریوں کا ہی تھیں شاید پسند آیا
 بڑا مال آپ کے ہاتھ آیا ہوا سرور و راجد
 یہ جتنی ہیں تمہیں ہیں نے یہ اوصفوان نہ تھیں
 سخی جیسے ہیں حضرت ایسا کوئی اور ہو تو
 نہیں ممکن ہیں اور اس مگر ختم رسالت سے
 یہ وہ رحمت ہے جو غیر نبی سے ہو نہیں سکتی
 کہ ان کو کر لیا مرہون منت ان کی رحمت نے

وہ خوش ہو ہو گئے کی ایسی تالیفِ قلوب اُنکی

ہوئے محبوب وہ کی پر وہ داری عیوب اُنکی

ذکر شکایت انصارِ متعلق داد و دہن و لفظِ قللو

ہمیں محروم مال و زر رکھا یہ کیا کیا شہ نے
ابھی تک خون آلود ہیں ہم لوگوں کی تلواریں
اُنھوں نے کیا کیا تھا جو اُنھیں یہ مال و زرخشا
وہ اُن کی گفتگو القصۃ پہنچی پیش بہینمبر
وہاں موجود تھے انصار جتنے سب بلوائے
کہ تم نے یہ کہا ہی یا نہیں ہی اصل اس کی کیا
کہا بیشک کہی ہوگی یہ بات ای شاہ اکثر نے
ہمارے کان تک گفتگو پہنچی نہیں اتیک
مگر واللہ سہو کچھ خبر اس کی نہیں سنا
یہی تھی کیا تمہاری پہلے جو یہی حالتِ حاضر

گراں گزری یہ بات انصار کو اوروں لگے کہنے
کہیں کس سے یہ باتیں اب کہاں تم جا کے ملو
فروں بخشا طلب سے بھی تو اُن کو اس قدر بخشا
کین یا بین اور بھی اس قسم کی آزرده ہو ہو کر
یہ سن کر شاہ والا خیمہ پر نوریں آئے
بیان اُن کا سنایا اُن کو اور انصار سے پوچھا
ہوئے سب چپ تو اٹھ کر چپہ احبابِ عمر نے
مگر ہم کو خبر اسکی نہیں یا شاہ دیں اتیک
ہمارے کچھ جوانوں نے ضرور ایسا کہا ہو گا
کہا پھر آپ کیا اس سے پہلے تم نہ تھے کافر

نہ تھے آپس میں کیا تم اس سے پہلے دشمن بن
 تمہیں کیا اتحاد باقی پہلے بھی آتا تھا
 ابھی تو یاد ہوگی دشمنی اوس اور خرخرچ کی
 ابھی دشمن تمہارا ایک ایک اپنا پرانا تھا
 یہ باتیں سن کے جہا نصار چپکے ہو گئے سارے
 ہو کیوں خاموش اے انصار تم وہی جواب سکا
 نکالا تھا تمہیں گھر سے تو ہم پہلے کے ٹھہری تھے
 تمہیں لائے بلا کر تم تمہاری ہم نے نصرت کی
 تمہارے واسطے ہم نے لٹایا مال و زر اپنا
 مدد اسوقت ہم نے کی تھی جب سنا تھا کوئی
 کہے ایسے ہی اور الفاظ بھی سرکار والا نے
 کہا پھر یوں شہر دیں کہ اے انصار تم سن لو
 ابھی تک ان کے دلیں مال دنیا کی تھبتے

تھی کیا پہلے بھی تم میں دولت دیں مسلمان
 یہ بھی آپس میں ہمدردی یہ رشتہ تھا یہ نہاتا تھا
 لڑائی مدتوں تک باہمی اوس اور خرخرچ کی
 غرض تم تھے ہمایم تم میں میں جب نہ آیا تھا
 تو پھر ان سے مخاطب ہو کے یوں شہر ہدا جو
 کہ تم میں آؤ تھے اسوقت جب بالکل تھو تم تنہا
 کرو وہ یا کس رنج و الم میں آ کے ٹہرے تھے
 نہونے دی در تکلیف نکھو ایسی خدمت کی
 بٹھایا اپنی آنکھوں پر دیار ہے کو گھر اپنا
 ہمیں اسوقت تھو جب صاحب احسان نہ تھا کوئی
 جھپٹیں سن کر مبتلام ہو کر وہ اور بہت روئے
 وہ بیرونی ہیں اور تم اندرونی سیر جامہ ہو
 تو مایل قلب اہل مکہ کی ضرورت ہے

جو تم پر ہی نہیں ہرگز وہ میرا اعتبار اُن پر
 بتاؤ تو مجھے انصار کیا تم خوش نہیں اس سے
 تو لیجاؤ گے ساتھ اپنے رسول حق تعالیٰ کو
 تمہارے ساتھ بھی ہو مال دنیا کیا یہ اچھا ہے
 یسین کر جتنے تھے انصار بولے یک زبیاں ہو کر
 گو ای سے خدا کی کہتے ہیں ہم یا رسول اللہ
 متاع دنیوی سے اب ذرا الفت نہیں ہکو
 کہا سرکار دالانے خدا کا مجھ سے وعدہ ہے
 ابھی اُسکا ویتیقہ میں یہ لکھوا دوں جو تم چاہو
 بہت روئے وہ یہ کہہ کر شہنشاہِ دو عالم سے
 علاقہ کیا کرینگے ہم بھلا بحرین کا لیسکر
 کہا سرکار نے یہ وقت سب کو آنے والا ہے
 جو دنیا سے بھلا جائے وہ آنا نہیں پھر کر

کیا ہے اس لئے اموال دنیا کو تھار اُن پر
 یہاں سے ہو کو واپس جب گھروں کو جاؤ گے اپنے
 مگر لیجائیں گے وہ بے حقیقت مال دنیا کو
 معیت میں رسول اللہ کی ہو یا یہ اچھا ہے
 بہت ہی خندہ رو ہو کر بہت ہی شادما ہو کر
 ہیں اس صورت میں بچہ شاد و خورم یا رسول اللہ
 حضوری چاہتے ہیں مال کی حاجت نہیں ہکو
 قریب ایام میں تحریر مجھ کو ملنے والا ہے
 کہ میرے بعد یہ سارا علاقہ بس تمہارا ہو
 نہیں ہم چاہتے سرکار کا سایہ اُٹھے ہم سے
 اُٹھا جب سر سے ہم لوگوں کے ظل دامن سرور
 جو آیا ہے جہاں ہیں ایک دن وہ جانے والا ہے
 یہاں سے جا کے میں تم سے ملونگا حوض کوثر پر

نہیں ہوگی ضرورت بعد میرے اس علاقے کی
 مسلمان ہونیکو بعد اس کے آئے مردوزن صد
 کہا سرکار نے تم دیر میں آئے یہ وقت ہے
 مگر کہتا ہوں اُن لوگوں سے جن کے پاس نہیچاڑ
 اُسی دم حکم جاری ہو گیا سب شکر می آئیں
 وہ آئے تو کہا یہ لوگ آئے ہیں ہوازن کے
 مسلمان ہو گئے ہیں اپنے سامانوں کے طالب
 میں خوش ہو گیا اگر مالِ غنیمت اُکو دیا رو گے
 وہ بوئے دست بستہ ہو کے یہ سرکار کا سب سے
 مگر کچھ لوگ تھے اُن میں سے سخت و نادان ایسے
 اگرچہ اُن کو یہ کہنے کا حق تو تھا مگر پھر بھی
 وہ نو مسلم تھے اُن کو مالِ دنیا کی محبت تھی
 کیا ارشاد اگر اس وقت تم سے مال لے لوں گا

یہ صورت ہر تمہارے فکر روزی سے افلاقی کی
 گیا تھا جو غنیمت میں وہ اپنا مال بھی مانگا
 کہ میں وہ کرچکا تقسیم جو مالِ غنیمت ہے
 کہ کر دیں وہ نہیں واپس لو اُن کے حق میں پھاڑ
 مع مالِ غنیمت سامنے میرے ابھی آئیں
 غنیمت میں لے لے ہیں تم نے مال و مردوزن جن
 مسلمان ہو گئے یہ نوجوان کے مطالب ہیں
 دعا مجھ سے خدا سے اجرا کے بدلے میں لے گے
 کریں ہم حکم میں کچھ عذر ہو کہ بے مقصد ہے
 کہ بولے ہو کہ کچھ مل چکا وہ ہم نہیں دینگے
 نبی کا حکم سن کر اس طرح کرنا نہ تھی سنتی
 اسی باعث سنو حضرت بات اُن کی رواں
 تو آئندہ عوض میں ایک کے میں تم کو چھ دوں گا

غرض سرکار نے ہر شخص کی ہر چیز دلوادی
مسلمان ہو کے آتا اور سامان اپنا لے جاتا
یہ سنا تھا کہ مالک بھی سوئے خیر البتہ آئے
ہوئے خوش اور اُسی دم بکھو دیئے پنج و لاش

سنا یہ حکم حضرت کا تو وہ بھی ہو گزرا فی
کہا پھر آپ نے مالک کہاں کیوں نہیں آتا
سوا اسکے اُسے کچھ اور بھی دو لگا اگر آئے
مسلمان ہو گئے اور پائے سب اہل و عیال اپنے

نعت

کسی نے جو سنا بھی تو نہیں تھا دیکھنا کیسا
وہ نیک اعمال ہیں بالکل مکمل ہوئے تھے
مطابق تھا کلام رب سے سرتاسر کلام اُن کا
کسی حالت میں بھی دنیا کی آسائش نہ کہتے تھے
وہاں ہا تو نکاتیکہ بوریائے فقر بستر تھا
چٹائی کے نشان کو اور جہم پاک کو دیکھو
وہاں افطار صوم پاک کو اک جو کی روٹی ہو

سجاوت کا کمال اُس دن دکھایا اپنے آپا
خدا کے فضل سے درجے بڑی حضرت پا ہوئے تھے
خدا فی بھریں کیوں بالانہ ہوتا سب نام اُن کا
ہر مایہ نطق سے ظاہر وہ کوئی خواہش نہ کہتے تھے
جہاں سطوت میں عاجز بادشاہ ہفت گنہ تھا
خدا کے سامنے عجز شہ لولاک کو دیکھو
جہاں کونین کی نعمت در دولت پہ لوٹی ہو

ہوں جو زمزم پہ قابض ملک جنگی حوض کوثر ہو
 جہاں کی دولتیں پتی ہوں جس دیباہ کرد پر
 فرستے جس کے در پر رہتے ہوں حاضر کمر باندھے
 جسے معراج میں شب کو مقام قرب حاصل ہو
 جو مالک ہو خدائی بھر کا جو دنیا کا آقا ہو
 ہزاروں جس کے ہوں خدام جو عام کا دانا ہو
 وہ سلطان فخر موجودات جس کی ذات عالی ہو
 وہ حاکم فرشتے سے تاعرش جس کی بادشاہی ہے
 وہ محسن جس کا احساں ایک اک فرد بشر پر ہے
 وہ معطی جو زمانے کو متاع شادمانی دے
 وہ بہر فیض بخش عام ہر لطف اتم جس کا
 وہ قیاض ایسا جس کا فیض ہر سائے زمانے پر
 وہ شاعر شمع اقدس کی آنکھ عالم پہ حاوی ہے

نہ آب سرد پینے کے لئے اُن کو میسر ہو
 پرانے اور پٹھے کپڑے ہوں سکے جسم اطہر پر
 اُسے جب بھوک لگتی ہو تو تھیر سیٹ پر باندھے
 سحر کے وقت اُس کے دوش پر بار ازل ہو
 کئی دن تک برابر اُس نبی کے گھر میں فاقہ ہو
 وہ جا کر اپنا سودا آپ بازاروں سے لانا ہو
 رواں اُسکی زبان پاک پر الفقر فخری ہو
 وہ سلطان حکم جاری جس کا سہوتا بامی ہے
 وہ منعم نعمت کو نین حاضر جس کے در پر ہے
 وہ مخرجو جہاں کو اطلاع آسمانی دے
 وہ ہادی مشعل راہ ہر نقش قدم جس کا
 وہ ذی رتبہ جھکا ہر چرخ جس کے آستانے پر
 وہ واقف جس پہ روشن حال ارضی و سماوی ہے

وہ حامی بیکسوں کو فخر ہے جس کی حمایت پر
وہ محمود الخصال جن کے لائق فیض ہیں
فقیروں نے سکھائی جن کے دنیا کو جہان بینی
مدینے کو روانہ ہو گئے ساتھ اپنے لشکر کے

وہ شافع عاصیوں کو ناز ہے جس کی شفا پر
وہ مقبول خباب رب جو محمود الخصال ہیں
وہ سلطان و جلا العصر شاہنشاہ لاثانی
غرض داد و دہش سے جب فراغت پائی حضرت

غزوہ تبوک

تو ان کے دل میں کشتہ حسد کی آگ کا بھر کا
نصار میں جو تھا اس وقت سب بڑھے طاقتور
مسلمانوں نے ہکو ڈال رکھا ہے مصیبت میں
ابھیں ہر سمت گھیس میں مدینے پر چڑھائی ہو
کہ ہے حد سے سوا ظلم و ستم کی ان کے افزائش
کسی نے ان میں سے یہ حال اہل دیں کو بتلایا
چڑھائی کے لئے تیار فوج اہل دیں ہوئے

سنا جب رومیوں نے حال اسلامی ترقی کا
بہرِ قل رو بہ تھا ناز جس کو اپنے لشکر پر
یہ بولاجع کر کر اپنے ہم قوموں کو صحبت میں
مناسب ہے کہ اب اچھی طرح ان سے لڑائی ہو
ضرورت ہے کہ ہو اچھی طرح اب ان کو نہایت
مدینے کی طرف اک شامیوں کا فائدہ آیا
سنا یہ حال محبوب الہی نے تو یوں بولے

یہاں حالت یہ تھی اک سال سے برسات نہ تھا پانی
 ہوا ننھی گرم گرمی کا تھا موسم خشک سالی تھی
 کثافت سے سب اصحاب پیسیر مثل مرد تھے
 ننھی یا چربی وجہیں تھی کثافت اور بار نہ تھی
 ادھر تو خشک ہو کر رہ گئیں تھیں کھیتیاں ساری
 یہ حالت اور اس حالت میں بیٹنگ عظیم اُن کی
 ہوا حکم نبی اصحاب اپنا مال و زر لائیں
 یہ ارشاد نبی سُن کر گئے سب اپنے اپنے گھر
 کوئی لایا نہ تھائی کوئی چوتھائی کوئی آدھا
 ہوا اثبات جو اس کام میں صدیق اکبر سے
 گذر اک وقت کی بھی جس سے ہوتا نہیں چھوڑا
 جو پوچھا سب حضرت کہ کیا لائے ہو کیا چھوڑا
 کہا جب حضرت صدیق سے کیا چھوڑے ہو

کنوئیں بھی ہو گئے تھے خشک اک قطرہ نہ تھا پانی
 نہ بازاروں میں رونق تھی نہ جلسوں میں بحالی تھی
 غمناک تھیں کھجوریں خشک یا جو گرم خور و تھے
 خوش ہر گھر میں یہ تھی اہل دیں کی اور ہر سو تھی
 ادھر پینے کو پانی ہاتھ آتا تھا بہ و شوری
 مگر تھا لاج رکھنے کو خداوند کرم اُن کی
 تجھتے ہوں مناسب جس قدر بس اس قدر لائیں
 حضور مصطفیٰ میں لائے اپنا اپنا مال و زر
 بقیہ اپنے اہل بیت کے نفقے کو گھر چھوڑا
 نہ ممکن ہو سکا وہ اور اصحاب پیسیر سے
 جو کچھ تھا گھر میں سب آئے اک نہکا نہیں چھوڑا
 بتایا سب جولاے تھے اور باقی جو تھا چھوڑا
 خدا کی راہ میں دینے کو کتنا مال لائے ہو

کہا جو کچھ تھا گھر میں سب کا سب بھلا لایا ہوا
 یہ مانا اس گھڑی وہ مفلس و نادار و بیکس ہیں
 ہوئے خوش سرور کو نین اُن کا یہ بیاں سُن کر
 دیا عثمان نے اُس روز اتنا مال و زر اپنا
 روایت ایک تو یہ ہے کہ سرمد اونٹ لائے تھے
 روایت دوسری یہ ہے کہ اشتر لائے تھے دس سو
 لکھا یہ بھی اس بھی زیادہ لائے تھے سامان
 و عاکلی بہ اُن کے حق میں قلب پاک حضرت
 کہا یہ بھی کہ نیک اعمال کی خواہش نہ ہو اُن سے
 ہے ذکر عبد جمن ابن عون اس طرح سے آیا
 جو گھر چھوڑائے تھے تعد اُتھی اتنی نہ اُن کی
 و عادی اُن کو تم پر لطف حق روز جزا نکاہو
 بقدر حیثیت سب سے مفلس بھی تو نگر بھی

میں گھر والوں کو اللہ نبی پر چھوڑ آیا ہوں
 مگر اُن کے لئے اللہ اور اُس کا نبی بس ہیں
 ہے حیرت ہیں سب اختیار کی یہ داستان سُن کر
 خدا کی راہ میں گویا لٹایا خوب گھر اپنا
 طلائعھا دس سو متقال اُن کے اونٹوں پر چبے تھے
 اور اُن کے ساتھ ہیں دینار لیکر لائے تھے دس سو
 غرض یہ ہے دیا تھا مال نبی نشان کے ثبایاں
 رہیں غماں پار پامن میں خوف قیامت سے
 یہ چاہے کچھ کریں لیکن کوئی پرسش نہ ہو اُن سے
 کہ وہ مردِ خدا بھی تھی نہرا اپنے درم لایا
 بہت تعریف کرتے تھے حبیب کروگار اُن کی
 جولاے وہ مبارک ہو جو چھوڑا وہ مبارک ہو
 نہ رکھے غورتوں کے جسم پر موجود زیور بھی

وَسَقِّ لَئِیْ کِی غَلَّے کے اپنے عاہم اکرم
 تھے انصاری میں ایک صاحب بوعقیل ایسے
 انھوں نے رات بھر پانی بھرا جرت یہ لوگوں کا
 سحر کو حاضر دربار ہو کر اور شرمناک
 بنی نے اُن کے اس صدمے کی جید قزوقائی
 تمسخر کرتے تھے کافر جو اس نذر محقر کا
 کہ محنت کر کے لائے والوں پر ہستے جو موندی ہیں
 زمین کا اپنی محصول ایک صاحب نے کجا قریب
 تعرض کچھ نہ ہوگا جبکہ بیانشاہ ہا اُس سے
 غرض خوش ہو کے شاہ دیں لیکر مال اور زر کو
 ہوا ساماں تو پھر ہونے لگی تیاری لشکر
 کیا ہے سنی ہزار اک شخص اوی نے شمار اُن کو
 گناہے مختلف انخاص نے جو بار بار اُن کو

وَسَقِّ لَئِیْ کِی غَلَّے کے اپنے عاہم اکرم
 جو بالکل مفلس و نادار تھے اور کچھ نہ رکھتے تھے
 ملی جو انکو مزدوری وہ صرف اک صاع تھے خرما
 وہی اک صاع خرما رکھ دیئے پیش نبی لا کر
 یہ اُن کی مذحلہ مال و زر سے اونچی رکھوائی
 ہوا قراں میں نوراً حکم نازل رب اکبر کا
 ہم اُن پر ہستے ہیں وہ دوزخی ہیں اور ناری ہیں
 کہا جو چاہے اہل دیں و ملے ہمیں ہر ساماں
 میں راضی ہوں نبی راضی ہوں راضی ہوا اُس سے
 عطا فرما اپنے مخلصان اہل لشکر کو
 مسلح ہو کے فوج دیں گھڑوں آگئی باہر
 بتایا جسے خلافت اس کے کسی نے چل نہرا اُن کو
 کوئی اک لاکھ کہتا ہی کوئی شتر ہزار اُن کو

مگر عشر ہزار اشرہ ہیں ان اصحاب دیں میں سے
 مدینہ میں خلیفہ حضرت مولا علی چھوڑے
 جو عبد اللہ بن ام مکتوم اک فدائی تھے
 کہا مولا علی نے دست بستہ ہو کے حضرت سے
 کسی غزوے میں نہ جانا نہ شہر میں کسی کی
 کہا سرکارِ دہانے کہ بیشک یہ مسلم ہے
 کیا تھا جیسے ہاروں کو خلیفہ اپنا موسے نے
 ہوئے مولا علی چپ سُن کے یہ ابتداء آنحضرت
 مقدم سے رکھا حضرت خالد کے لشکر کو
 سپاہِ حضرت طلحہ کو سمیت مینہ بخشی
 چلا پھر لشکرِ اسلام جاہ و شان و شوکت سے
 بٹھا تا دبدبہ اپنا عیاں کرتا کمال اپنا
 اٹھا تا فیض کامل خدمتِ محبوب باری سے

سواروں میں تھے نبیل اور دوسرا نساخا انھیں میں سے
 معیت کیلئے اُن کی دیئے اصحاب بھی تھوڑے
 نماز پنج وقتی کی امامت کی سپرد اُن کے
 کہ میں محروم کیوں رکھا گیا ہوں اس سعاد سے
 سوا کی اپنی حیثیت سے کی جو سعی اور جب کی
 مگر کرتا ہوں میں تم کو خلیفہ یہ بھی کیا کم ہے
 یہیں تم کو شرف میں بھی کرتا ہوں خلافت سے
 ہوئی پھر لشکرِ اسلام کی ترتیب کی صورت
 بلایا میسرہ پر عبد الرحمن و لا اور کو
 عقب میں سارے لشکر کے رہے شانہ نشہ عالی
 ہاتا چرخ کو تکبیر کے لغزوں کی ہمیت سے
 چٹا مادھوم اٹھا تا ستور دکھاتا جلال اپنا
 دبا تا رفعت چرخ بریں گرد سوار سے

نہا تا دوشنوں کو عیش و عشرت با پیہم سے
 نہا تا کام اپنے ہر بھئی شاہ والا سے
 بھرا تھا جوش دل میں روک لینا ان کو نکل تھا
 اگرچہ دو تھیں اس وقت تک خلی مقاموں سے
 چلانے کو کسی کے پاس چابک نہا نہ کوڑا تھا
 ابھی سے فتح کھل ہاتھیں تھے تیغ والوں کے
 بڑھے جلتے تھے بوڑھے حیرت سے پہلوانوں میں
 رواں تھے ریک سب یوں فتح و نصرت کی تمنا
 ادھر اسپر بھروسہ پیش و پس اللہ ہی اللہ تھا
 جو زینت کا پنجم اچھا ہے دی تھی رواں ہو کر
 رہ اسلام میں چلنے کی خاطر سر کے بل نیچے
 قیامت چال سے رہواروں کی تھرائی جاتی
 جو ہوتے مرتبے اس لشکر دیں گے وہ کتر تھے

رُلا تا دشمنوں کو رنج سے اندوہ سے غم سے
 لگتا ناو خیال لطف و جود حق تعالیٰ سے
 پیادے تھے ہوا کے گھوڑوں پر یہ شوق منزل تھا
 مگر تبغیں ابھی سے اُبلتی پڑتی تھیں نیاموں سے
 ہوا سے بھی مگر نہا دس قدم آگے جو گھوڑا تھا
 بنے تھے گلشنِ ایں نصرت پھول ڈھالوں کے
 چلے جاتے تھے پیچھے پھرے لکھوانے جوانوں میں
 چلے دشت جنوں کو جیسے کوئی جوش سودا میں
 ادھر تکبیر کا غل تھا تو بس اللہ ہی اللہ تھا
 زینِ لشکر دیں رہ گئی تھی آسماں ہو کر
 رجز پڑھتے اکڑتے فوج دیں گے دل کو دل کھلے
 پیا ہوتا تھا محشر مردوں میں جانی جاتی تھی
 خدا کا تھا یہ لشکر اور پیہم میر لشکر تھے

پیسبر وہ پیسبر جن کی خادم کا منگاری تھی
 وہ جن کی شان ہر انداز میں عالی سے عالی تھی
 غرض اس شان سے بڑھ کر وہ سرورِ ملک آئے
 خوشی سے بارائے فانی رخ و سخن ہو کر
 کوئی کہتا ہڑ پھرے تھے یہاں سب جینے تک
 سنا جب رویوں کے حال اس فکر کی آمد کا
 ڈرے گھبرائے سہمے کانپ اٹھے مضطرب ہوئے
 ہر قل حال کو سن کر اٹھا دربار میں آیا
 کہا ان سے سنا کچھ فوجِ اسلام آئی ہے چڑھ کر
 خبر پہلے منگنا چاہے سب کتنے لشکر ہیں
 یہ ٹہرا کرنی عساکر کے اک شخص کو بھیجا
 کہا بچاؤ ان کو کہ ہیں کن کن قبائل سے
 غرض تعین کرنا خوب کل حالات لشکر کے

پیسبر وہ پیسبر فتح جن سے قول ہاری تھی
 وہ پیسبر نبوتِ ختم جن پر ہو نبوالی تھی
 ہوئے داخل سوادِ شام میں سو بھوک آئے
 تھکا تھا لشکرِ اسلام ٹھہرا خمیہ زن ہو کر
 کسی نے اس سے کم مدت لگی ہے اس کر کشک
 کیا اٹھا زامروں نے اپنے خوف ہی کا
 تھے کم پہلے ہی سے لیکن جو کچھ تھے ہوتے کھوئے
 سفیرانِ ممالک کو سرورِ بار بار بلوایا
 ہوئی ہے آج داخل وہ حدودِ شام میں بڑھ کر
 کریں معلوم یہ بھی ساتھ کیا ان کے پیسبر ہیں
 کہا اس سے کہ کرو ریافت جا کر سارِ حال کا
 علامات و صفات و صورت و شکل و شمائل
 وہ رکھنا یاد اگر کچھ معجزے دیکھے پیسبر کے

یہ سن کر حلیہ پادہ صحیحہ اور شام میں آیا
یہاں کے فقیر جو کچھ آلات سب اچھی طرح دیکھے
بہرِ قل اسکا بیاں سن کر ہوا کچھ اور بھی خفا
وہ وہ بے شک نہیں اُن سے بگڑنا نامناسب ہے
تردد ہمیں کیا اہل ایمان کیوں نہ ہو جائیں
رعایا اور فوج اُنکی ہوئی ناراض یہ سن کر
کہا اُس نے نہ اُن سے بلکہ خونِ نبی سے ڈرتا ہوں
ابھی یہ مشورہ کرتے تھے باہم رومی و شامی
لکھا تھا او ہمیں یا تو کفر سے بیزار ہو جاؤ
لکھا اُس بادشاہِ روم نے فوراً جواب اسکا
جواب اُس نے لکھا جب کہ جو اس سے ظاہر ہے
کیا پھر مشورہ صحابہؓ اپنے کہ اب کیا ہو
اٹھے فاروقِ عظیم اور ادب یوں ہوئے گویا

کسی صورت سے آخر لشکرِ اسلام میں آیا
سمجھ کر ساری باتیں چلیہ یا جا کر کہیں اُن سے
کہا دربار یوں اپنے میں پہلے ہی ہوا واقف
حری تو رائے یہ تھیں سولہ نامنا مناسب ہے
ہمارا کیا بگڑتا ہو مسلمان کیوں نہ ہو جائیں
کہا اُس کے اس وقت سے مرنا ہے کہیں بہتر
نہیں اسی اگر اسپر تو پھر میں صلح کرتا ہوں
کہ آیا خسرو دینا و دین کا نامہ نامی
نہیں ہوتے تو لڑنے کے لئے تیار ہو جاؤ
کہ میں لاتا ہوں ایمان آپ پر اے سپہ والا
کہا سرکار نے مکار ہر جھوٹا ہے کافر ہے
یہاں والی کا قصد ہو یا جنگ برپا ہو
مناسب ہے وہی ہو گا جو ہوگی مرضی مولانا

مرے جی میں کچھ اسوقت ہر وہ کہہ گزرتا ہوں
 بہت تھوڑی ہیں ہم اور شکر دشمن کی کثرت
 کہ ہیبت سے ہماری کافرو میں ہر پریشانی
 ہمارے خوف سے گھبراتے ہیں بائیں نائے ہیں
 اسی میں فائدہ فی الحال اے محبوب داور ہے
 مرنے نزدیک بھی اسوقت لڑنا نامناسب ہے
 دینے کا کیا کوچ اُن کے صحاب کرم نے
 وفات اک صاحب ایمان نے تپ کو صدمہ سے پائی
 وہی باقی یہاں چھوڑے گئے بس ساتھ سے اپنے
 خدا نجاتے اُٹھیں کیا تابع حکم پیمر تھے

مگر پوچھا کہ جب سرکار نے تو عرض کرتا ہوں
 اگر اسوقت ٹھہرا دی لڑائی کی تو وقت ہر
 خدا کے فضل سے یہ ہو گئی ہے اور آسانی
 مسلمان بن کے مکاری سے جا اپنی بچاوت
 اگر اسوقت ان کو چھوڑ جائیں ہم تو بہتر ہے
 کہا سرکار نے بیشک تمہاری اُصائب ہے
 دیا پھر واپسی کا حکم سرکارِ دو عالم نے
 گئی تھی فوج جتنی سب وہ واپس اپنے گھر آئی
 کیا دفن اُن کو محبوب خدا نے ہاتھ سے اپنے
 کوئی دیکھے ذرا کس شان کے اصحاب برتر تھے

صحابہ کرام

سُنئے دیکھے ہیں ایسے صاحب ایقان کہیں تم نے

سُنئے حالات اصحابِ نبی اے سامعین تم نے

سُنے پہرہ کا رنمے کیسے عالی شان اُن کو تھو
 رہ دینِ خدا میں کی ہے کسی کیسی جان بازی
 نہ دو دور و زو آب و غلے سے سیر ہوئے تھے
 سببِ حیرت کا اُن کے جو سر رنگِ طبعیت تھے
 سخاوتِ خلق میں مشہور اُن اللہ والوں کی
 بجز اللہ ہم اُس کشتی میں ہیں وہ جس کے گھیر ہیں
 مقامِ گفتگو کیا ہو پھر اُس امت کے پائے میں
 لکھا تھا کیا سعادت کا شرف اُن کے مقدّر
 ستائش اُن کی ہوتی تھی زبانِ پاکِ حضرت
 عجب بھی اُن کی کیفیتِ عجب اُن کے سرستے تھے
 کوئی حد ہی نہیں ہر اُن کے اوصافِ معجز کی
 نہیں ہیں وہ مگر موجود اُن کا ذکر ہے ہم میں
 دل و جال سب پر اپنے قرباں ایسے ہوتے ہیں

اگر ایمان کی پوچھ تو بس ایمان اُن کے تھے
 وہ کیسے کیسے مومن تھے وہ کیسے کیسے غازی
 وہ چلتے تھے جو رطنے کے لئے تو شہر ہوئے تھے
 وہ مثلِ اُمنہ تھے پاکِ باطنِ صراطینت تھے
 شجاعتِ نواک اذما تھی صفت اُن باکمالوں کی
 نہیں ہیں ویسے تو لیکن پھر اُن کے نام لیا ہیں
 جس اُمت کی ہوئی ہو پرورشِ ایو کے سائیں
 کہ حاضر رہتے تھے دن رات و بارِ پیمبر میں
 خطابِ انکولا کرتے تھے و بارِ رسالت سے
 وہ صورت ہیں تھے انساں اور سیرت میں تسبیح تھے
 رہا کرتے ہوں جو خدمت میں آقائے دو عالم کی
 ہر اُن کا نام از زندہ حشر تک اقصائے عالم میں
 وہ یہ بتلا گئے ہکو مسلمان ایسے ہوتے ہیں

نہ کچھیں ہم نہ نادانی ہے غفلت کی حماقت
وہ جیسے ہو گئے اب کوئی ایسا نہیں سکتا
نیں لا تَرْفَعُوا أَوْمُوْنَهُ كَوْجُرِیْنَ سَکِرِیْنَ
کریں تنہا نہ عمرہ اور کعبے میں پہنچ جائیں
حُجَّتْ ہُو تُو لَیْسَی ہُو غُلَامِی ہُو تُو اِیْسَی ہُو
بیانِ خاتکہ یہ ہر خدا کی اُپنہ رحمت ہو

جو وہ تہلا گئے میں سامنے وہ راہِ جنت ہے
ہر ناممکن کسی کا حال ویسا ہو نہیں سکتا
مقابلِ لاکھ ہوں تو وہ نہ منہ موڑیں تیروں
کسی صورت سے باتوں میں اہل کفر کی آئیں
ہر جیسی انکی یارب بیکٹامی ہو تو ایسی ہو
ہر کون ایسا جسے اُن کی صفت لکھنی کلمات ہیں

ذکر حضرت کعب رضی

بہت دلچسپ سنئے کے قابل ہے یہ افسانہ
تو حاضر ہو گئے تھے جعفرِ صاحبِ پیغمبر
ابھین صاحبِ خمسہ سے کعب اہل دین نکلے
لئے تھے اکبہ دواؤں اس پہلے ایک لیتے تھے
مطیع حکم پاک سید ابرار بالکل تھے

یہاں موقع ہر قصہ میں لکھوں ابن مالک کا
ہو جب کم حضرت کا پئے تیاری لشکر
مگر اُن میں پانچ ایسے گھروں جو نہیں نکلے
بہت سامان زیادہ بہر کار نیک لیتے تھے
وہ اس غزوے میں جانیکے لئے تیار بالکل تھے

پریشانی ذرا تھی موسم گرما سے بس اُنکو
 معافی چاہتا ہوں آج اور کل کا ارادہ ہے
 توقف اس قدر ہوتا نہیں کچھ ایسا ناموزوں
 یہی کہتے رہے آج جاؤں اور کل جاؤں
 کہ لشکر اہل دیں کا آگیا واپس مہینے میں
 تاجب کئی تو گردن بھکالی اور شرمائے
 رسولِ مرسلین کو منہ دکھانے کا سبب کیا ہو
 یہ دل میں چتے تھے اور رو تو تھے گھبرا کر
 جو قتلی واقعہ ہو کیا ضرور اُس کی خبر دیتا
 نہیں ممکن کروں میں عذر بدتر از گناہ اُن سے
 کرو گناہ عرض اصلی واقعہ ایسا ہے کچھ بھی ہو
 قریب اصحاب کے اک گوشہ مسجد میں جا بیٹھے
 مگر جب بکتے ہیں یہ تو رخ کو پھیر لیتے ہیں

وہ تھے اک مومنِ کامل نہ تھا کچھ پیش و پس اُنکو
 چلا جب لشکر دیں تو کہا گرمی زیادہ ہے
 ہو اجب و سر اُون تو یہ سوچا آج بھی ٹھہروں
 ذرا مہلت جو د گرمی تو میں گھر سے نکلیاؤں
 وہ گھر بیٹھے ہی سوچا کئے اس دو مہینے میں
 سنی جیت خبر تو وہ پریشاں ہو کے گھبرائے
 یہ کہتے تھے کہ بگڑی کیسی میری بات کیا ہو
 میں کیونکر جاؤں اُنکے سامنے اور کیا کہوں کر
 منافق کہتے تھے اُن سے بہانہ کوئی کر دینا
 وہ کہتے تھے جو باتیں ہیں دیکھ خالقِ پناہ اُن سے
 قبول اُسکو کرونگا جو سزا دیجائیگی مجھکو
 ارادہ کر کے یہ وہ ایک دن مسجد میں آ بیٹھے
 تو دیکھا آپ اُنکو دیکھ تو تا دیر لیتے ہیں

یہاں بہ ہو چکا تھا حکم سلطان رسالت کا
 ذرا پروا نہ کیجائے اگر وہ غم میں رہتے ہوں
 پچاس ایام اُن کو اس طرح گزرے مصیبت میں
 تو کہتے ہیں وہ میں اک روز گھبرا کر نکل بھاگا
 اخِ عم زاد سے اپنے لاک باغ میں جا کر
 مگر پایا نہ اپنی بات کا کوئی جواب اُن سے
 نہ بولے مجھ سے پھر بھی کچھ وہ اور چپکے رہی ٹیٹھ
 کہا پھر تیسری بار اُن میں نے بوجہ شام سے
 تو وہ مونہ پھیر کر بولے کہ کوئی اور کیا جانے
 وہ کہتے ہیں یہ سن کر مجھ پہ گر بہ ہو گیا طاری
 ہوا واپس وہاں میں تو میں نے یہ خبر پائی
 مجھے دیکھا جو لوگوں نے تو اُس سے بوں کہا بڑا
 کہا میں نے یہ اُس سے کون ہو کیا نام رکھتے ہو

سب اُن سے قطع کر دیں سلسلہ صلاامت کا
 لکائے سونہ نہ انگو کوئی چلبے کچھ بھی کہتی ہوں
 نہ کوئی پوچھتا تھا بات اُن کی محو وہ وقت
 پر ریشاں ہو گیا جب شہر میں سو جہل بھاگا
 سلام اُن کو کیا بھائی سمجھ کر اُن کے پاس لکر
 دو بارہ عاجزی سے پھر کیا میں خطاب اُن سے
 یہ حالت دیکھ کر جاتے رہی ہوش اور بھی میرے
 نہ تھی امید محبو یہ تمہارے لطفِ عید سے
 شہ والا تمہارا حال جاننا خدا جانے
 بہت رو باین کرا شک آنکھوں سے ہوا جاری
 کہ میری جستجو میں پھر رہا ہی ایک عیسائی
 یہی ہیں کعب جنکو ڈھونڈتے پھرتے تو مگر گھر
 تجس میرا کیوں ہی مجھ سے تم کیا کام رکھتے ہو

کہا اُس نے کہ میں اک قاصدِ دور ہاں تہا ہی ہو
 تمہارے نام پر یہ خط پڑھو گے جین خوش ہو گے
 بیا وہ خط پڑھا دیکھا تو یہ تحریر تھا اُس میں
 کہ پیغمبر تمہارے ہو گئے ہیں کچھ خفا تم سے
 تم ایسے آدمی ہرگز نہیں جو ایسی حالت ہو
 تمہیں عزت سے رکھو گناہ سے آرام پاؤ گے
 پڑھا یہ خط تو روٹا اور بولے کیا قیامت ہے
 معاذ اللہ بد بختی نے اب ایسا کیا ہے
 غلاموں سے رسول اللہ کے ہر دم ہم رکھنا
 خطا جہم سے ہوئی ہر میری غفلت حماقت سے
 یہ کہہ کر خط وہ پھاڑا اور جلا یا آگ میں لا کر
 مے حق میں جو کچھ ہوئے ذاتی اُن کی اچھی
 معاذ اللہ اُسے چھوڑا اُس جو پیغمبر حق ہے

نہ غائب کا خط لایا ہوں اُن کا اک سپاہی ہو
 بہت تکلیف اٹھائی تم نے شاید بے خوش ہو گے
 کہ اے کعب بن مالک میرے پاس ہیں یہ خبریں
 پریشاں ہو کہ ہوتا ہے سلوک ناروا تم سے
 چلے آؤ ہمارے پاس تا دفع مصیبت ہو
 ملے گا منصب اور اسکے سوا انعام پاؤ گے
 یہ خط ہر بامصیبت کوئی بالائے مصیبت ہے
 کہ کافر کفر کی جانب لانے مجھ کو آیا ہے
 الہی تو مجھے اسلام پر ثابت قدم رکھنا
 مگر اُمید بخشش ہر ترے دربارِ رحمت سے
 کہا قاصد سے کہدینا یہ اُس بے عقل سے جا کر
 غیبت تری بے انصافی اُن کی اچھی ہے
 یہ امید اور جہم سے تو بڑا نادان و احمق ہے

خطاؤں کی سزاؤں کو سلوک نہ واسمجھا
 غلط ہے یہ کہ وہ اندوہ فکر بکراں میں تھے
 محبت کا رسول اللہ کی رازانہ کھولا تھا
 یہ سچ ہے خالق کون و مکان تھا دانا تھا
 یہ سمجھنا تھا لوگوں کو کہ عاشق ایسے ہوتے ہیں
 محبت میں نبی کی کامل و فرد ایسے ہوتے ہیں
 نکلتا ہو نبی پر جن کا دم وہ ایسے ہوتے ہیں
 جنہیں وہ دولت حب شہ ابرا دیتے ہیں
 خوشی میں اُن کے دن بلین فرقت بگرتے ہیں
 وہ کر دیتے ہیں ظاہر فرق ہے جو جہنم اور سچ میں
 انہیں سے خلعت شاہی کرتے پست رہتے ہیں
 گرفتار مصیبت ہو کے مرجائیں کہ کٹ جائیں
 وہ تھے انسان تو ان سے خطا بھی ہو ہی جاتی تھی

سمجھہ پر تیری ہی افسوس سمجھا تو کیا سمجھا
 یہ اُن کی جانچ ہوتی تھی مقام امتحان تھے
 وہ کچھ شک تو نہیں رکھتے ہیں لائے کھانا تھا
 مگر اوروں کو بھی یہ نیچتہ پن اُن کا دکھانا تھا
 رسول اللہ کے اصحابِ دق ایسے ہوتے ہیں
 کیا جا بھروسہ جہنہ وہ مرد ایسے ہوتے ہیں
 مصیبت جین ہوں ثابت قدم وہ ایسے ہوتے ہیں
 وہ یوں دنیا کے مال و زر پر ٹھوکر مارتے ہیں
 مگر ہر حال میں وہ مہم نبی کا اپنے بھرتے ہیں
 جو مومن ہیں وہ اُسکے تہنیں دنیا کے لالچ میں
 گد اہیں یہ مگر ملی ہیں اپنی میں اپنی مسرت ہوتی ہیں
 مگر ممکن نہیں ہے یہ کہ راجی سے ہٹ جائیں
 مگر جہت تے تھے مادم عطا بھی ہو ہی جاتی تھی

غرض قاصد ہوا خست تو پھر کچھ کہنے لگے
 کہ اُن میں سے بھی کوئی گفتگو اُن سے نہیں کرتا
 لگتا مومنہ نہیں کوئی الگ سب اُن سے رہتے ہیں
 خفا تھے سرورِ عالم تو ناراض اُن سے دنیا تھی
 کہاں سکاٹھ کانا وہ جسے مفہور فرما دیں
 وہ کیوں مضطر نہ ہو جس خفا سرکار ہو جائیں
 وہ ہو یا یوں ام قیدِ رنج و غم میں گھر جائے
 جب اس سے نگاہ سید ابرار ہو جائے
 کرے جو عذر اُن کے حکم میں گو نیک نیت ہو
 جو محمد لی سمجھ لے اُن کے ارشادِ ربانی کو
 مقدم سمجھے حکمِ شہ سے جو اپنی تن آسانی
 ہوئی جب اُن کی یہ حالت تو چھت پر نی بیٹھ
 وہاں آرام کرتے تھے نہ کچھ یہ سو رہتے تھے

یہاں تو گھڑلوں کے انداز اور ہی پائے
 ہر اک نیزارِ حرم اُن کی اُلفت کا نہیں بھرتا
 نہیں بولتیں زوہ سے بھی جب کچھ وہ کہتے ہیں
 ہوا تھا آسمان سخت اور زمین ننگاں پر گیا
 وہ کس کے پاس جائے پھر جسے وہ دور فرما دیں
 نہ پوچھے رب بھی اس کو جس سے وہ نیزار ہو جائیں
 نظر وہ پھیر لیں جس سے زمانہ اس پھر جائے
 پھر وہ ٹھو کریں کھا تا حدائی خوار ہو جائے
 نہیں ممکن کہ پھر بھی اس کی قسمت میں نہ دولت ہو
 نہیں ممکن نہ تر سے وہ خدا کی مہربانی کو
 اٹھائے کیوں آخر میں وہ اندوہ پشیمانی
 کنارہ کر لیا دنیا سے اور سب جدا بیٹھے
 فراقِ مصطفیٰ میں ات دن بس روتے رہتے تھے

مہینوں کے ان حالاتِ حیران کو ہوش آیا
 غنایت کر کے خوش کردی گئی طبعِ ملول کی
 اسی حالت میں تھے دو اور ضاآن کو بھی بخشنا
 خدا بختے جنہیں کیا ہو بیاں ان کے مفاخریں
 وہ کہتے ہیں پڑا تھا میں پریشا چھت پرک شہ کے
 ابھی احباب میں فرمانِ شاہِ انبیا آیا
 روایت یہ بھی ہے صدیقِ کوہِ سلع پر آئے
 خدا نے کردی اے کعب آج تم تینوں کی آمرزش
 وہ کہتے ہیں یس کر شکر خالق میں بجا لایا
 گیا جب میں تو دیکھا رنگِ یس خاصہ رب کا
 یہ عادت تھی شہہ دیں کی کہ جب سرور ہوتے
 مجھے دیکھا تو فرمایا کہ اب کیا خوف کیا ڈر ہے
 ہوا ارشاد یہ بھی کعب جب تم ہوئے پیدا

تو آیا وہ بھی دن جب رحمتِ باری کو چوٹ آیا
 گنہ بخشنا گیا ان کا ہوئی تو بہ قبول ان کی
 دیا قراں میں تینوں کو قبولِ توبہ کا قزودہ
 ہر قراں میں یہ آیت سورہ توبہ کے آخر میں
 کہ میں ایک بیک اس رات یہ کہتے مناسب کہ
 ہوئی مقبول توبہ کعب کی حکم خدا آیا
 پکارا کعب کو اور ان سے یہ الفاظ فرمائے
 کرو شکر اس کا فکر و غم سے چھوٹے ہو گئی بخشش
 اسی دم دوڑنا پیش شہہ ہر دوسرا آیا
 رُخ روشن تھا ایسا چاند جیسا چودہویں شب کا
 تو عارض آپ کے مثلِ قمر پر نور ہوتے تھے
 تمہاری تینوں کی توبہ قبول رب اکبر ہے
 مبارک آج کا سون کبھی تم پر نہیں آیا

خدا کے نام پر دنیا ہوں سارا مال و زر اپنا
مگر اظہارِ شکر حق میں کچھ دنیا مناسب ہی
تو بولا میں نہ دوں ک نلت سیکم یہ ارادہ ہے
مناسب ہی خدا کا شکر احسانات کر ڈالو
کہ وہ لشکر میں حبِ عہد پہنچے تھے ہیں حضرت
ادا کرتے ہوئے شکرِ خدا ڈاڈا گر آئے
شہ کونین بھی اور آپکے اصحاب بھی سارے

کہا میں نے لٹا تا ہوں رہو خالق میں گھرا اپنا
کہا سرکار نے سب خرچ کرنا مناسب ہی
کہا میں نے کہ آدھا تو کہا یہ بھی زیادہ ہے
تو فرمایا کہ اچھا استفادہ زحیرات کر ڈالو
جو تھے ان پانچ میں کے دو ہوئی تھی انکی یہ صورت
وہاں ہوئے خوش کعب بن مالک اپنے گھر آئے
ہوئے خوش ان کے گھر والے بھی اور اجاب بھی سارے

خاتمہ و دعا

بہت ہی تنگی اوقات میں اور ضیق و مصرت میں
ہو ہی جو کرمِ مجاہد پر سیاں ہو ہی نہیں سکتا
ذلیل و خوار مجاہد سایہ بیانِ مقدر لکھ لے
یہ ہی تائیدِ غیبی یعنی مجاہد کچھ نہیں آتا

لکھی یہ متنوی میں پریشانی کی حالت میں
مگر شکرِ خدائے دو جہاں ہو ہی نہیں سکتا
کہ مجاہد سلبِ ہنس و سیرتِ جبر البشر لکھ لے
یہ مضمون مجاہد فقیر بنو اسے کیا لکھا جاتا

لکھے چھپیں سوا شمار یہ ڈھائی مہینے میں
 میں ناظم ہوں مثنوی ہوں عالم ہوں شاعر ہوں
 لڑکپن طبعیت میں جو ذوق لغت جوانی ہر
 اگرچہ عمر جبر مضمون لغت شاہ دیں لکھے
 حرامو نہ کب تھا قابل کراہی مارج کہہ سکتا
 یہ سیرت کا بیاں ہر اور طرز شعر گوئی ہے
 یہ پہلے کہ چکا ہوں میں عالم ہوں شاعر ہوں
 معافی چاہتا ہوں ہو کی بیشی اگر کوئی
 ادا ہو سکتے تھے مجھ سے کہیں حق لغت سرور کے
 یہ میرے آتش شوق و روک کچھ شرارے ہیں
 نہ فروسی طوسی ہوں نہ جامی و نظامی ہوں
 اسے سب جانتے ہیں اور بیشہ پور عالم ہے
 میں اس مضمون سے عہدہ براتو ہونہ سکتا تھا

خدا اُس نے حرمی مجھ سے یہ پڑھا دے مہینے میں
 مگر مداح محبوب اہوں اُن کا ذکر ہوں
 اُسی رنگ طبعیت کی مرے یہ بھی نشانی ہر
 مگر اس طرح سے دو حرف بھی اتنا کہ نہیں لکھے
 مگر ممکن نہ تھا یہ بھی کہ میں خاموش رہ سکتا
 یہ دعویٰ کر نہیں سکتا کہ کوتاہی نہ کوئی ہے
 ہوں انسان سہو و نسیاں پیشہ ہو خالی ہو فاضل
 خطا و سہو سے خالی نہیں ہوتا بشر کوئی
 کئے ہیں چیزِ قطرے پیش میں نے یہ سمندر کے
 نبی کے آسمانِ حق کے یا چند تارے ہیں
 میں انسان معمولی ہوں میں ک شخص عامی ہوں
 لکھا جو کچھ بھی میری حیثیت اس سے بہت کم ہے
 مگر دولت جو کچھ ہاتھ آئی تھی وہ کہو نہ سکتا تھا

مگر مقبول ہو جائے تو پھر اے عیش کیا کہنا
مگر استادِ مینائی کا ہی یہ فیضِ روحانی
کہا جائے جو کچھ بھی انکی نسبت اُسے بالائے
شہِ مصر مضامین تھے امیرِ ملک معنی تھے
ہر روشن نام اُن کا اور رہیگارِ روزِ محشر تک

نہ میری کچھ حقیقت ہی نہ ہی یہ کچھ مرا کہنا
میں کیا ہوں اور کیا ہے یہ حری طرزِ ناخوانی
وہ بیشک خاص احِ جنابِ تنہا والا تھے
وہ عالم تھے وہ شاعر تھے وہ مل تھے وہ کیا تھے
وہ زارہ ہیں ضیا باری ہر وہ ماہِ اختر تک

دعا

تری درگاہ میں یہ تنہوی مقبول ہو جائے
تمنا ہے دینے میں ہے میں ایک حاضر ہوں
میں علمی ہوں مگر میری شفیع اللہ نہیں سن لیں
کرم ہو اُن کا میرے حال پر اور تیری رحمت ہو
ہو میری پر وہ پوشی روزِ کبر و دارِ یا اللہ
جرائم سے نہ امت ہو گناہوں پہنیاں ہوں

ایسے دیکھ جو یارب اس میں وہ مشغول ہو جائے
دیارِ بادشاہِ دین و دنیا کا مسافر ہوں
دیر پر نور پر جا کر پڑھوں اور شاہِ دین سن لیں
صلیہ اسکا مجھے دربار سے اُن کے غایت ہو
تو غفارِ یا اللہ تو ہے سنا ریا اللہ
کئے پر اپنے یا اللہ میں مالاں ہوں گریاں ہوں

ترے دربار میں اپنی خطائیں لیکر آیا ہوں
 وہاں ہوں میں جہاں خادم ہوں اصحاب بزرگے
 ہے یہ بھی اتجا میری ترے دربار برتر ہیں
 ترے انعام سے بیدار میری خفۃ ممیت ہو
 جو اسکا دشمن بدخواہ ہو مونہ اسکا کالا ہو
 ہمیں دے معرفت پھر اپنی پھر اہل نقیص کر دے
 نہ رہ جاؤ وہاں سعی نہ امت راہیگا ہو کر
 مراد اپنی نہ ہو ایسی کوئی جو بر نہ آئی ہو
 رہے و نشاء و خرم اُن کی آل اولاد محشر تک
 الہی فیضیاب اُس سے رہی خلق خدا ساری
 ملے حصہ مجھے اُس سے بھی میری یہ بھی حشر تک
 جو ہیں محطی بے ہمتا جو ہیں فیاض لاشانی
 جو مٹی دیں ہیں اور جو وجہ احیائے شریعت ہیں

با مہد قبولیت دعائیں لیکر آیا ہوں
 ہو میرا حشر یا رب ساتھ یا ربانِ ہمیر کے
 اٹھوں دنیا سے یا رب اُلفتِ آلِ ہمیر میں
 ترا اکرام میرا کبھی گاہِ خواب غفلت ہو
 جہاں میں حشر تک دینِ نبی کا بول بالا ہو
 الہی ہم میں پھر موجود نشانِ تاجیں کر دے
 اڑیں فردیں گناہوں کی ہمارے دیجیاں ہو کر
 دعاؤں کو نہ ورنہ تیرے غدر نارسانی ہو
 رہے گھر پیر و مرشد کامرے آباد محشر تک
 قیامت تک ہی آلِ رسولی سلسلہ جاری
 ترے محبوب کا لغز او ہیں جو خوانِ نعمت ہے
 جنابِ غوثِ اعظم قطبِ عالم شاہِ جیلانی
 ہمارے پاس دینی دولتیں جنکی بادِ ولت ہیں

اٹھیں کیواسطے سے اٹھنا اسکی دعا سنے
 شہید کر بلا کے صدقہ خون شہادت میں
 الہی سبط اکبر کے مقام قبر کا صدقہ
 پس مروں رہیں آرام سے راحت میسر ہو
 طلب اعمال اپنے جب سر میراں محشر ہو
 الہی پریش روز جزا کا دل سے غم نکلے
 نہ آنے ہائیں میری پاس تک سواں شیطانی
 مری اک عرض یہ بھی؟ قبول درگاہ عالی
 تناع دنیوی بس درخوار آرام و راحت ہے
 میں عامی ہوں بنی عالمی ہوں میں مجرم ہوں میں ملزم
 اٹھیں کا واسطہ و تیا ہوں کر خمیر کرم یارب
 بڑا سٹی سچکرتھکونما گئی ہے دعائیں نے
 کرم تیرا عجزید بے نہایت تیری رحمت ہو

فقیر بینوائے قادی کی التجائیں لے
 ہمیں رکھنا الہی سرخرو روز قیامت میں
 الہی حضرت زین العجا کے صبر کا صدقہ
 ہمیں مقرر ہمارا صورت آغوش مادر ہو
 توپلے پر ابو بکر و عمر عثمان و جبریل رہوں
 زبان سے نام نامی شاہ دیں کامرتے دم نکلے
 کرم سے اپنے کرنا نزع کی سختی میں آسانی
 رہے فکر معاش و نیوی سے فارغ البالی
 سوا تیرے نہ مانگوں اور سے بہ استقامت ہے
 مگر راج خدا ہم شہنشاہ دو عالم ہوں
 نہ ہٹنے پائیں راہ شرع کی میرے قدم یارب
 بھروسے پر تیری بخشش کے کی ہر التجا میں نے
 تیری بخشش کے آگے میری حاجت کو فی حاجت ہے

رو اکیں حاجتیں ساری نبائے کام سب نے
 ترا طالب کبھی غم میں گہرا ہو یہ نہیں دیکھا
 دعا یہ ہو کہ اُن کے حال پر تیری نوازش ہو
 ہوئے ہیں جو مرا جباب خوش یثنبوی سُن کر
 رہیں خوش دوست میرے مولوی مفتی کرم احمد
 مکرم کرا بھینس دونوں جہاں کی اُنکو عزت ہے
 تجھے میں واسطہ دنیا ہوں شاہ جن و انس کا
 کلام حق سرورِ ہر اُچھی مقبول ہوتا ہے
 جزا خدائی سے درکارِ حسن ختام اپنا

طلبِ ہر یہ تو مجھ کو تو دیا ہے بے طلب تو نے
 ترے ور سے کوئی خالی پھرا ہو نہیں دیکھا
 مرے بھائی بہن کی والدہ والدہ کی بخشش ہو
 اُٹھیں آزاد کرے دامنِ غم سے اسی مرے اور
 لکھائی ہر جنہوں سنوئی یہ مجھے کر کر کہ
 اُٹھیں دے دین کی نعمت اُٹھیں دنیا کی دولت سے
 الٰہی خاتمہ ایمان پر ہو یہ مسلمان کا
 بس انجامِ خوش ہوا ہے علیش قصہ طول ہوتا
 درودِ مصطفیٰ پر کیجئے ختمِ کلام اپنا

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَاٰلِهٖ قَدْ رَحْسِنِهٖ

وَجَمَّالِہٖ